فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ دے گا۔

(سورۃ آل عمران آیت ۱۴۴)

پس لوگوں نے بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ (اخرجہ البخاری)

تیسری روایت

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصالِ پاک ہوا تو حضرت ابوبکر ہمارے پاس تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور کہا اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہارے معبود تھے اور تم اُن کی عبادت کرتے تھے تو تمہارے معبود کا انتقال ہو گیا، اگر تمہارا معبود آسمان میں ہے تو بے شک تمہارا معبود حیی لا یموت ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

اور محمد تو ایک رسول ہیں اِن سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ دے گا۔

چوتھی روایت

زُہری نے کہا کہ مجھے سعید بن مسیّب نے خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے کہا! خدا کی قسم! وہ کیا ہے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔـا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

اور محمد تو ایک رسول ہیں اِن سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ دے گا۔

پانچویں روایت

سالم بن عبید اشجعی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصالِ پاک ہوا تو سب لوگ جزع فزع کرنے لگے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور کہا! جس شخص نے بھی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے ہیں، میں اپنی یہ تلوار اُس پر چلا دوں گا۔

لوگوں نے کہا اے سالم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی کو تلاش کریں۔ چنانچہ میں مسجد کی طرف آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے روتے دیکھ کر فرمایا! اے سالم تجھے کیا ہوا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

مَیں نے کہا! حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے ہیں مَیں اُس پر تلوار چلا دوں گا۔

پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو لوگ اُنہیں دیکھ کر اُن کی طرف ہوئے تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیت الشرف میں داخل ہو گئے۔ اندر جا کر دیکھا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخِ انور پر چادر مبارک پڑی ہوئی تھی۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ

عنہ نے آپ کے چہرۂ اقدس سے چادر ہٹائی تو آپ کا وصال ہو چکا تھا پھر وہ باہر آ کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

اور محمد تو ایک رسول ہیں اِن سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ دے گا۔

پس فرمایا! ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ

بیشک تو میت ہے اور بیشک وہ میت ہیں۔

(سورۃ الزمر آیت ۳۰)

چنانچہ جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پوجتا تھا تو اُن کا وصال ہو گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم! گویا کہ میں نے یہ آیت کبھی تلاوت نہ کی تھی۔

لوگوں نے کہا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رحلت فرما گئے ہیں۔

اُنہوں نے کہا! ہاں۔

لوگوں نے کہا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ندیم! آپ کو غسل کون دے گا؟

حضرت ابوبکر نے فرمایا! اُن کے قریب ترین۔ پھر قریب ترین گھر والے۔

لوگوں نے کہا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابی آپ کا مدفن کہاں ہوگا؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اُسی بقعۂ نور میں جہاں اللہ عزوجل نے

آپ کی روح قبض فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ انبیاء کی روح وہیں قبض فرماتا ہے جہاں اُن کی تدفین ہونا ہوتی ہے۔

اِسی سیاق کے ساتھ حافظ ابواحمد حمزہ بن محمد بن حارث نے اِس روایت کی تخریج کی اور ایسے ہی صاحبِ فضائل نے اُن کے فضائل میں بیان کیا۔

اِسی مفہوم کی روایت

ترمذی نے اِس مفہوم کی پوری روایت نقل کرنے کے بعد مزید کہا کہ لوگوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے وِصال کی خبر دی تو لوگوں نے کہا! آپ سچے ہیں اور تدفین کے ذکر کے بعد کہا! اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح نہیں قبض فرمائی، مگر پاکیزہ مکان میں۔

(اخرجہ فی فضائلہ)

نمازِ جنازہ کیسے پڑھی

ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہم نشیں! کیا آپ پر نماز پڑھی جائے گی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ہاں۔

لوگوں نے کہا! آپ پر کیسے نماز پڑھی جائے گی؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! لوگ آئیں گے، تکبیر پڑھیں گے اور نماز پڑھیں گے اور آپ کے لیے دعا کریں گے۔ وہ چلے جائیں گے تو اور لوگ آئیں گے یہاں تک کہ فارغ ہو جائیں گے۔

لوگوں نے کہا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی۔ آپ کہاں دفن ہوں گے؟

پھر حدیث بیان کی، اس کی تخریج فضائل ابوبکر میں کی گئی۔

ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا

حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر علیہما السلام اپنے والد گرامی علیہ السلام

سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال پاک ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود نہیں تھے۔ اور وہ اپنی بیوی بنت خارجہ کے ہاں تھے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ننگی تلوار لے کر کہا! کون کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ اور کہتے تھے کہ وہ اپنے رب کی طرف اُسی طرح تشریف لے گئے ہیں جس طرح موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے چالیس روز تک کے لئے گئے تھے۔ خدا کی قسم! مجھے اُمید ہے کہ میں لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا۔

اِسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کام سے واپس تشریف لے آئے، یہاں تک کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں اُن کی آمد کا پتہ چل گیا پس وہ اجازت لے کر اندر داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ اقدس سے کپڑا ہٹا دیا۔ پھر آپ کو بوسہ دیا اور رونے لگے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہو گیا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یا رسول اللہ! آپ پر اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ ہو، آپ اپنی زندگی میں اور وصال کے بعد پاکیزہ ہیں۔

پھر وہ تیزی سے مسجد کی طرف تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو کہا! بیٹھ جائیں۔ لوگ خاموشی سے بیٹھ گئے تو شہادتِ حق کی گواہی دے کر فرمایا! بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رحلت کی اطلاع دی اور وہ تمہاری پشتوں کے درمیان زندہ ہے اور تمہیں تمہاری جانوں کے لئے اطلاع ہے اور وہ موت ہے۔ یہاں تک کہ سوائے ایک اللہ تعالیٰ کے کوئی باقی نہیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

اور محمد تو ایک رسول ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال

فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤں گے اور جو الٹے پاؤں
پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ
دے گا۔

(آل عمران آیت ۱۴۴)

اور فرمایا!

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ
بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

(سورۃ الزمر آیت ۳۰)

اور فرمایا!

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ
ہر جان کو موت چکھنی ہے۔

(سورۃ آل عمران آیت ۱۸۵)

اور فرمایا!

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہر چیز فانی ہے،

(سورۃ القصص آیت ۸۸)

اور فرمایا!

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ○
زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے، اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات
عظمت اور بزرگی والا۔

(سورۃ الرحمٰن آیت ۲۶۔۲۷)

پھر فرمایا! اللہ عزوجل نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کو باقی
رکھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا دین قائم ہوگیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا امر ظاہر ہوگیا، اور اللہ تعالیٰ کا

پیغام پہنچ گیا، اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی رُوح قبض فرمائی اور یہی اُس کی شان ہے کہ تمہیں راستے پر لا کر چھوڑا۔ پس ہلاک ہونے والا ہلاک نہیں ہوگا، مگر قرآن کا بیان چھوڑنے کے بعد جو شفاء اور نور ہے تو جس کا اِلٰہ اُس کا پروردگار ہے تو بے شک وہ حیی لایموت ہے تو اُس کی عبادت کرے اور جس کے پروردگار حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور اُس نے اُنہیں اپنا اِلٰہ دیکھا ہے تو اُس کے اِلٰہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ پس اے لوگو! قبول کرو اور اپنے دین کے ساتھ حفاظت کرو اور اپنے پروردگار پر توکل رکھو، بے شک اللہ کا دین قائم ہے اور کلمہ باقی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اپنے دین کا ناصر ہے اور اہلِ دین کو عزت دینے والا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے درمیان ہے اور وہ نُور ہے اور شفاء ہے جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہدایت نصیب فرمائی اور اِس میں اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام کا بیان ہے اور نہیں خُدا کی قسم! مجھے پرواہ نہیں کہ خلقِ خدا ہم پر جمع ہوتی ہے، ہماری ننگی تلواریں ہیں جو ہم اِس کے بعد وضع کریں گے اور ہم مخالفین سے جہاد کریں گے جس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں جہاد کرتے تھے پس موت کی اطلاع نہیں ہے مگر اپنی جان پھر آپ واپس چلے گئے۔

اِس روایت کو صاحب فضائل ابو بکر نے نقل کیا اور کہا غریب ہے۔

وصالِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقتِ وصال میں بعض امور دیکھے۔ میرے سر کو درد تھا تو مَیں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا! ہائے میرا سر پھٹ گیا۔ آپ نے فرمایا! بلکہ ہائے میرا سر پھٹا۔

کہا! پھر آپ نے میری اجازت سے اپنی ازواج مطہرات کو بلانے کے لئے فرمایا! تو میں نے آپ کو اجازت دے دی اور آپ اُن دنوں بیمار تھے۔ اِسی اثناء میں حضرت ابو بکر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ! میں آپ کو دیکھ رہا ہوں، گویا کہ آپ کو آج کا دن دیکھ سکوں گا۔ مجھے اندر آنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں اجازت عطا فرمائی اور آپ میرے سینے سے ٹیک لگا کر یوں دیکھ رہے تھے جیسے کوئی شخص اپنے اہلِ خانہ سے کوئی چیز دیکھتا ہے۔ پھر آپ نے میری طرف نظر کی تو آپ میرے سینے کی طرف جُھک گئے۔ چنانچہ مجھے گمان ہوا کہ آپ پر غش طاری ہے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اُتر کر اندر آئے تو کہا! اے بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟

میں نے کہا! خدا کی قسم میں نہیں جانتی جو آپ کا حال ہے مگر میں نے آپ کو اپنے سینے کا سہارا دے رکھا تھا کہ آپ میرے سینے کی طرف جھک گئے تو میں نے آپ پر چادر ڈال دی اور میں نہیں جانتی کہ یہ غش ہے یا آپ کا وصال ہو گیا ہے۔

اِس روایت کی تخریج حافظ حمزہ بن حارث نے کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی چوم لی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پاک کے بعد حضرت ابوبکر آپ کے پاس آئے تو اپنا منہ آپ کی پیشانی مبارک پر رکھ دیا ور اپنے ہاتھ آپ کے کانوں کے قریب زُلفوں پر رکھ دیئے اور کہا! وائے میرے نبی وائے میرے خلیل، وائے میرے پسندیدہ۔

اِس روایت کی تخریج ابنِ عرفہ عبدی نے کی تو اِس کے صحیح ہونے کی صورت میں پہلی روایت کے اور اسکے درمیان تضاد نہیں جو اس ضمن میں بیان ہوئی۔

عزمِ ابوبکر رضی اللہ عنہ

حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پاک کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے خلیفہ بنے

تو عربوں میں سے انکار کیا، جس نے انکار کیا۔ مَیں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا! لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تجھے لوگوں سے جنگ کا حکم دیتا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ لا اِلٰہ الا اللہ کہہ دیں تو جو لا اِلٰہ الا اللہ کہہ دے مَیں اُس کے جان و مال کا محافظ ہوں مگر جو اُس کا حق و حساب اللہ تعالیٰ پر ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! خدا کی قسم، نماز و زکوٰۃ کے درمیان فرق کرنے والوں کے ساتھ جنگ کی جائے گی، کیونکہ زکوٰۃ بیت المال کا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر وہ زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روکیں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیتے تھے تو میں اُن سے جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم! وہ کیا ہے مگر میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے کو جنگ کے لیے کھول دیا، تو بے شک اُنہوں نے حق کو پہچان لیا۔

(بخاری، مسلم)

مُرتدین سے جنگ ہوگی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ جب عرب مُرتد ہو گئے اور اُنہوں نے کہا ہم زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اگر انہوں نے مجھ سے زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روکی تو میں اس پر اُن سے جنگ کروں گا۔ پس میں نے کہا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی تالیف فرماتا ہے اور اُن کے ساتھ مہربان ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! جاہلیت میں زبردست اور اسلام میں کمزور و ناتواں؟ وحی کے انقطاع کے بعد دین پورا ہو گیا یا کم ہے اور ہم زندہ ہیں؟

اِس روایت کی تخریج نسائی نے اس عبارت سے کی اور بخاری، مسلم میں روایت بالمعنیٰ

پائی جاتی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشورہ

اِس سے قبل غار کے واقعہ میں اِس کا ذکر مع شرح کے ہو چکا ہے اور یحییٰ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں، جب بعض لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو اکٹھے کر کے اِس سلسلہ میں مشورہ طلب کیا، چنانچہ اِس میں اختلاف ہو گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا اے ابا الحسن آپ کیا فرماتے ہیں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لی ہوئی کسی چیز کو چھوڑیں گے تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت کے خلاف کریں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں نے کہا ہے کہ اگر انہوں نے زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روک لی تو میں اُن سے جنگ کروں گا۔

(اخرجہ ابن السمان فی الموافق)

ہم ہلاک ہو جاتے

ابی رجاء عطاردی سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو لوگوں کا اجتماع دیکھا اور دیکھا کہ ایک شخص نے ایک شخص کے سر کو چوم کر کہا: ہم آپ پر فِدا ہوں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ پس میں نے کہا: کس نے چوما ہے اور کس کو چوما ہے؟

کہا کہ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کو بوسہ دے کر اُن مُرتدین سے جنگ کے بارے کہا تھا۔ جنہوں نے

زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا یہاں تک کہ زکوٰۃ کے ساتھ ذلیل کر کے لائے گئے۔

(خرجہ فی الصفوۃ فی فضائلہ)

ہم نے اُنہیں حق پر پایا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اسے ناپسند کرتے تھے پھر ہم نے بے حد تعریف کی اور ہم نے اُنہیں راہِ ہدایت پر پایا۔ چنانچہ اگر ابوبکر یہ کام نہ کرتے تو لوگوں کے لیے قیامت تک زکوٰۃ کی حد نہ ہوتی۔

(خرجہ القلعی)

ہم آپ کو کھونا نہیں چاہتے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ جب مُرتدین سے لڑائی کے دن میرے ابا جان تلوار لے کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر نکلے تو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر اُن کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! کہاں چلے؟ میں آپ کو وہ بات کہوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُحد کے دن کہی تھی۔ آپ اپنی تلوار میان میں ڈالیں۔ ہم آپ کی ذات کا غم برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ مدینہ منورہ کو لوٹ جائیں۔ خُدا کی قسم! اگر ہمیں آپ کی مصیبت پہنچی تو آپ کے بعد کبھی نظم و نسق برقرار نہیں رہ سکے گا۔ پس وہ واپس آ گئے۔

اِس روایت کی تخریج خلعی نے اور موافق میں ابن سمان نے اور صاحبِ فضائل نے کی اور یہ زیادہ کیا کہ پھر لشکر گذر گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھیجا ہوا لشکر واپس نہیں بُلاؤں گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا! قسم ہے اس اللہ کی جس کے سِوا کوئی معبود نہیں۔ مگر وہ اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ

کی عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوتا۔ پھر دوسری بار کہا، پھر تیسری بار کہا اُنہیں کہا گیا اے ابوہریرہ! کیسے؟

اُنہوں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمان میں سات سو افراد کا لشکر شام کی طرف بھیجا۔ جب وہ ذی خشب کے مقام پر اُترا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوگیا اور مدینہ منورہ کے گرد عرب دین سے پھر گئے، پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب جمع ہوئے اور کہا! اے ابا بکر رُوم کی طرف جانے والے لشکر کو واپس بُلا لیں کیونکہ عرب مُرتد ہوگئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! قسم ہے اُس اللہ کی جس کے سِوا کوئی معبود نہیں مگر وہ، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے پاؤں کتے بھی کاٹنے لگیں تو جب بھی مَیں اُس لشکر کو واپس نہیں بلاؤں گا۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھیجا ہے اور نہ ہی اُس پرچم کو سمیٹوں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منعقد کیا ہے۔

اگر مجھے بھیڑیا کھا جائے

ایک روایت میں ہے، خُدا کی قسم! اگر میں جان لُوں کہ اگر میں نے لشکر کو واپس نہ بلایا تو بھیڑیا میرے پاؤں نوچ لے گا تو جب بھی اُس لشکر کو نہ بلاتا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھیجا ہے اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اِس لشکر کے ساتھ جانے کا حکم دیا ہے۔

(۲) ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے خلیفہ! عرب مُرتد ہوگئے ہیں اور اِن کے ارتداد کے پیچھے کُفار ہیں، جیسا کہ مجھے علم ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر نافذ رہے اور اسامہ کے لشکر میں عرب کی جماعت اور باطل لوگ ہیں اگر آپ اُس لشکر کو روک لیں تو وہ عرب کے مُرتدین کی سرکوبی کے لیے آپ کی تقویت کا باعث ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اگر مَیں جان لُوں کہ مجھے اِس شہر میں بھیڑیا کھا جائے گا تو بھی اُسامہ کے لشکر کو نافذ رکھتا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے! اسامہ کا لشکر جائے گا اور ہمیں وہ چیز ہرگز نہیں پہنچے گی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے نہیں لکھی۔ کہا کہ حضرت اسامہ لشکر کو لے کر تشریف لے گئے جب کہ جو ارتداد کرنا چاہتے تھے وہ لوگ کہتے تھے اگر اُن کے پاس ایسی قوت اور ہوتی تو وہ ہمیں اپنے پاس بلانے کی بجائے ہم پر چڑھائی کرتے۔ یہاں تک کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر نے روم میں جا کر رُومیوں کو شکست دی اور اُنہیں قتل کیا اور خیر و عافیت اور سلامتی کے ساتھ واپس آ گئے۔

اِس روایت کی تخریج ابوعبیدہ نے کتاب الاحدث میں ابوالحسن علی بن محمد القرشی نے کتاب الروۃ والفتوح میں، رازی نے فضائل میں اور ملاء نے سیرت میں کی۔

اُسامہ کی سرداری قائم رہے گی

ابوالحسن علی بن محمد قرشی سے روایت کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ بن زید کے پاس تشریف لے گئے، اور اُن کا لشکر مدینہ منورہ سے نکل چکا تھا۔ آپ نے اُنہیں فرمایا! جائیں آپ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، آپ کی سرداری کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم فرمایا ہے اور میں آپ کے اَمر میں کمی نہیں کروں گا۔ پس اگر میں دیکھتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اذن دیتا جو میرے نزدیک اِس کا مقام ہے، پس مجھے اُس سے اُنس ہے اور اُسکی رائے سے مدد لیتا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! ایسا ہی ہے اور اسامہ اُس مقام کی طرف تھے جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں خروج کا حکم دیا تھا۔

تلوار میان میں نہیں ڈالوں گا

حضرت ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ بنی سلیم کے لوگ مُرتد

ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی طرف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ اُنہوں نے اُن لوگوں کو خطائر میں جمع کیا۔ پھر اُسے اُن پر آگ سے جلا دیا۔ یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہکے پاس آئے اور کہا! لوگوں کو اللہ کے عذاب سے مُعذّب کیا گیا ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! خُدا کی قسم میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر جو تلوار میان سے نکال چکا ہوں اُسے میان میں نہیں ڈالوں گا۔ یہاں تک کہ وہ اُسے میان میں ڈال دے۔ پھر اُنہوں نے مسیلمہ کذّاب کی طرف ایک لشکر کو جانے کا حکم دیا۔

(خرجہ ابو معاویہ)

زندگی کی آخری بات

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق کا وقتِ وصال آیا تو مَیں نے چاہا کہ اُن سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے بارے میں بات کروں۔ پھر جب اُن کا سانس اُکھڑنے لگا اُس کے ساتھ سینہ تنگ ہو گیا تو آپ نے

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔

(سورۃ ق آیت ۱۹)

(اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے بھاگتا ہے۔) پڑھ کر فرمایا! اے بیٹی بیٹھ جا۔ مَیں آپ کے سامنے بیٹھ گئی تو اُنہوں نے اپنے ہاتھ اُٹھا کر کہا!

اَللّٰھُمَّ اِنی لَمَاَل یعنی الٰہی میں فرار نہیں ہوں گا۔

حضور کی بات سمجھنا اور صحابہ کے اُمور اُن سے زیادہ جاننا (خصوصیت)

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دُنیا کو اختیار کرے یا اُس کو اختیار کرے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو اُس نے اُسے پسند کیا جو

اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور عرض کی! آپ پر ہمارے باپ اور مائیں قربان ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ کے پاس جانا پسند کرنے والے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے ہم سے زیادہ جانتے تھے۔

اِس کی تخریج احمد اور ابوحاتم نے کی۔

حضور کو اختیار دے دیا گیا، مزید روایات

بخاری کے نزدیک اِس قول کے بعد یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بندے کی پسندیدگی کی خبر سے اُن کے رونے پر متعجب ہوئے جب کہ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی پسند کے بارے میں ہی تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سے زیادہ جانتے تھے۔

رب سے ملنا پسند کیا

ترمذی کے نزدیک ابی معلیٰ کی روایت سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا! ایک شخص اپنے رب کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ دنیا کو پسند کرے اور جو چاہے دنیا سے کھائے یا اپنے پروردگار سے ملاقات کرے تو اُس نے اپنے رب سے ملنا پسند کیا۔ کہا! پس حضرت ابوبکر رونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے کہا، کیا اس بوڑھے پر تعجب نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صالح شخص کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دُنیا کے درمیان میں رہنا پسند کرے یا اپنے پروردگار سے ملاقات کرے تو یہ رونے لگے۔ کہا! حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے اُن سے زیادہ جانتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا پس ابوبکر نے کہا! بلکہ آپ پر ہمارے باپ اور اموال قُربان ہوں۔

اُمورِ دینیہ کو جاننے والے

اِس روایت کو حافظ دمشقی نے حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِن لفظوں کے ساتھ روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حجۃ الوداع سے واپسی پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا! اِنَّ عبدا۔ پھر اس مفہوم کی روایت بیان کی اور کہا! حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمور کو ہم سے زیادہ جاننے والے تھے اور اِس سے پہلے بیان ہوا کہ وہ لوگوں میں اپنی صُحبت اور اپنے مال سے زیادہ احسان کرنے والے تھے۔

صاحبِ فضائل نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِن لفظوں کے ساتھ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے مرضِ ارتحال میں ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپ کو ہم نے سہارا دیا تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا! بے شک میں ایک ساعت حوض پر قیام پذیر ہوں۔ پھر فرمایا! بندے پر دُنیا اور اُس کی زینت پیش کی گئی تو اُس نے آخرت کو اختیار کیا۔ پس لوگوں میں سے کوئی بھی اِس بات کو نہ سمجھ سکا مگر حضرت ابوبکر، اُنہوں نے کہا! میرے ماں باپ آپ پر قربان بلکہ آپ پر ہمارے مال، ہماری جانیں اور ہماری اولادیں قُربان ہوں، پھر آپ منبر سے تشریف لے آئے اور آپ ایک ساعت ہی منبر پر رہے تھے اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

علمِ توحید پر گفتگو

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، اُنہوں نے کہا! میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم توحید پر گفتگو فرما رہے تھے، پس میں اُن کے درمیان بیٹھ گیا گویا کہ میں حبشی ہوں اور جو وہ کہتے ہیں اُسے نہیں جانتا۔

علم کا دودھ نوش کرنا (خصوصیت)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں نے دیکھا گویا کہ مجھے دودھ سے بھرا ہوا بڑا پیالہ دیا گیا ہے، یہاں تک کہ میں نے اُس سے سیر ہو کر پیا تو دیکھا کہ وہ میری جلد اور ہڈیوں کی درمیانی رگوں میں دوڑ رہا ہے، جو اُس سے باقی بچا وہ میں نے ابوبکر کو دے دیا، لوگوں نے کہا! یارسول اللہ یہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا اور آپ نے سیراب ہو کر جو زیادہ تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمادیا، آپ نے فرمایا! تم نے ٹھیک کہا۔ (خرجہ ابوحاتم)

ماہرِ نساب ہونے پر حضور کی گواہی (خصوصیت)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا جلدی نہ کریں، ابوبکر کو آنے دو وہ انسابِ قریش کو زیادہ جانتے ہیں یہاں تک کہ تجھے میرا نسب سکھائیں۔ فضائل میں نقل کر کے لکھا ہے کہ حدیث حسن ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اِس میں روایت بیان کی، فرمایا! جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکم دیا کہ خود کو قبائل عرب پر پیش کریں تو میں نکلا اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے ساتھ تھے۔ پس ہم مجالسِ عرب کی طرف گئے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے آگے تھے اور وہ خیر میں آگے ہوتے اور وہ ماہرِ انساب تھے پس اُنہیں سلام کیا اور کہا! تم کس قوم سے ہو ؟

اُنہوں نے کہا! ربیعہ کی قوم سے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کون سے ربیعہ کی؛ تم اُس کے ہو یا اُس

کے ہازم سے ہو؟

اُنہوں نے کہا! ہم ذہل اکبر ہیں۔

فرمایا! تم میں عوف ہے جس کے لیے کہتے ہیں کہ وادئ عوف میں کوئی آزاد نہیں۔

اُنہوں نے کہا! نہیں۔

فرمایا! تم میں بادشاہوں کو قتل کرنے والا اور اُن کی جانیں سلب کرنے والا حوفزان ہے؟

اُنہوں نے کہا! نہیں۔

فرمایا! تم ذہلِ اکبر نہیں ہو تم ذہلِ اصغر ہو۔

اُن میں سے بنی شیبان کا دغفل نامی لڑکا اُٹھا اور اُس نے کہا!

ان علی سائلنا ان فسالہ

والعبء لا تعرفہ او تحملہ

اے وہ! آپ ہم سے پوچھیں ہم آپ کو بتائیں گے اور کوئی چیز نہیں چھپائیں گے پہلے یہ بتائیں آپ کون ہیں؟

فرمایا! میں قریش کے قبیلہ سے ہوں میرا نام ابو بکر ہے۔

نوجوان نے کہا! مبارک ہو آپ سرداری اور بزرگی والے ہیں۔ آپ کون سے قرشیوں سے ہیں؟

فرمایا! میں تمیم بن مرّہ کی اولاد سے ہوں۔

نوجوان نے کہا! ٹھہریں خدا کی قسم برابر سرحد سے ہے۔

کیا قصی آپ سے تھے جنہوں نے فہر کے تمام قبیلوں کو جمع کیا اور قریش میں مجمع کے نام سے پکارے جاتے ہیں؟

فرمایا! نہیں۔

نوجوان نے کہا! ہاشم آپ سے ہیں جن کے بارے میں شاعر نے کہا ہے۔

عَمرو العُلا هَشَمَ الثُرِيدَ لِقَوْمِهٖ

وَرِجَالُ مَكَّةَ مُسْنِتُوْنَ عِجَافُ

بلندی والے عمرو جنہوں نے اپنی قوم کے لیے ثرید تیار کی اور مکہ کے لوگ کمزور ہو چکے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! نہیں۔

نوجوان نے کہا! شیبۃ الحمد عبد المطلب آسمانی پرندوں کو کھانا کھلانے والے جن کا چہرہ اندھیری راتوں میں چاند کی طرح چمکتا ہے۔ آپ سے ہیں؟

فرمایا! نہیں۔

نوجوان نے کہا! کیا لوگوں میں جو اہلِ افاضہ ہیں وہ آپ ہیں؟

فرمایا! نہیں۔

نوجوان نے کہا! آپ اہلِ حجابہ یعنی کعبے کے دربانوں میں سے ہیں؟

فرمایا! نہیں۔

نوجوان نے کہا! آپ اہلِ سقایہ سے ہیں؟

فرمایا! نہیں۔

نوجوان نے کہا! آپ اہلِ ندوہ سے ہیں؟

فرمایا! نہیں۔

نوجوان نے کہا! آپ اہلِ وفادہ سے ہیں؟

فرمایا! نہیں۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ناقہ کی مہار پکڑی اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف واپس ہوئے تو نوجوان نے کہا!

صادف درءُ السیل درء ایر فعهٗ

یمیضه حیناً وحیناً یرفعة

خدا کی قسم! اگر آپ ٹھہرتے تو میں آپ کو بتاتا کہ آپ کون سے قریش سے ہیں۔

کہا! پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبسم فرمایا۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں! میں نے کہا! اے ابا بکر! بے شک اعرابی سے باقعہ پر واقع ہوا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے اباحسن بیٹھ جائیں وہ مصیبت ہی نہیں مصیبت کے اوپر ہے اور گفتگو کے ساتھ موکل کی مصیبت ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں! پھر ہم دوسری مجلس کی طرف گئے تو اُن میں سکون اور وقار تھا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور کہا! آپ کس قبیلہ سے ہیں؟

اُنہوں نے کہا! شیبان بن ثعلبہ سے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ یہ لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں اور ان میں مفروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ، مثنیٰ بن حارثہ اور نعمان بن شریک ہیں اور مفروق اِن میں خوبصورتی اور زبان دانی سے اِن میں غالب تھا۔ اور اُس کے پاس دو چشمے تھے اور وہ قوم کے قریب بیٹھا تھا۔ پس ابوبکر نے فرمایا! تمہاری تعداد کیا ہے؟

مفروق نے کہا! ہم ایک ہزار سے زیادہ ہیں اور ایک ہزار قلت سے مغلوب نہیں ہوتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تم میں کیسے روکتے ہیں؟

مفروق نے کہا! ہم جنگ کرتے ہیں اور ہر گروہ کے لیے ایک سرحد ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تمہارے اور تمہارے دشمن کے درمیان جنگ کیسے ہوتی ہے؟

مفروق نے کہا! ہم سخت غضبناک ہو کر ملتے ہیں اور جب غضبناک ہو کر ملا جائے تو ملاقات سخت ہوتی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! تمہارے پاس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

مفروق نے کہا! ہمیں اِن کا ذکر پہنچ چکا ہے۔ اَے قریش بھائی ہمیں دعوت دیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے سر مبارک پر کپڑے کا سایہ کر دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں تمہیں لا اِلٰہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہ اور محمد أعبدہٗ ورسولہ کی گواہی دینے کی دعوت دیتا ہوں اور اپنی امداد و نصرت پر بُلاتا ہوں اور قریش اللہ کے امر پر لڑائی کرتے ہیں اور اُس کے بھیجے ہوئے کی تکذیب کرتے ہیں اور باطل کا ساتھ دے کر حق سے مستغنی ہیں اور اللہ تعالیٰ غنی الحمید ہے۔

مفروق بن عمرو نے کہا! اے قریش بھائی خدا کی قسم ہم نے اِس سے اچھا کلام نہیں سُنا اور بھی کچھ بتائیں۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿151﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا

الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۱ تا ۱۵۳)

تم فرماؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی اولاد قتل نہ کرو۔ مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور اُنہیں سب کو رزق دیں گے اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو ان میں چھپی ہیں اور جس جان کی اللہ نے حُرمت رکھی اُسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقے سے جب تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اُس کے مقدور بھر اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو اور یہ کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اِس پر چلو اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔

مفروق نے کہا! اے قریشی بھائی آپ اور کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے اور انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کو دینے اور
منع فرماتا ہے بے حیائی اور بُری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا
ہے تاکہ تم دھیان کرو۔

(سورۃ النحل آیت ۹۰)

مفروق نے کہا! اے قریشی بھائی خدا کی قسم آپ مکارمِ اخلاق اور محاسنِ اعمال کی طرف بُلاتے ہیں اور بے شک قوم آپ پر کذب کا بہتان لگاتی ہے اور آپ پر حملہ آور ہوتی ہے پھر اس نے چاہا کہ اپنی گفتگو میں ہانی بن قبیصہ کو شریک کرے۔

زندگی کی آخری بات

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ وصال آیا تو مَیں نے چاہا کہ اُن سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بات کروں۔ پھر جب اُن کا سانس اُکھڑنے لگا اُس کے ساتھ سینہ تنگ ہو گیا تو آپ نے،

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔

(سورۃ ق آیت ۱۹)

(اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے بھاگتا ہے۔) پڑھ کر فرمایا! اے بیٹی بیٹھ جا۔ مَیں آپ کے سامنے بیٹھ گئی تو اُنھوں نے اپنے ہاتھ اُٹھا کر کہا!

اَللّٰھُمَّ اِنی لَمَّال یعنی الٰہی میں فرار نہیں ہوں گا۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○

بے شک ہم نے آپ کو شاہد و مبشر اور ڈرانے والا اور اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کے اذن سے بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۴۵۔۴۶)

پھر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر گرفت کرتے ہوئے فرمایا!
اے ابا بکر جاہلیت میں جو اخلاق کی نشانی سے شرف ہے اللہ تعالیٰ اِس کے ساتھ ایک دوسرے کی مدافعت کرتا ہے، اور اِس کے ساتھ اُن کے درمیان حدِ فاصل ہے کہا پھر ہم اوس خزرج کی مجلس میں گئے یہاں تک کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیعت کی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں! مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لوگوں کے نساب کے بارے میں پوچھتے تھے۔

تشریح:

علامہ محب طبری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دغفل کے درمیان ہونے والی گفتگو کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دغفل خود بھی قریش کے نسب کا ماہر نہیں تھا ورنہ وہ تیم بن مرہ سے ضرور متعارف ہوتا اُس کا چند قریش سرداروں کے بارے میں سوال کر کے یہ ثابت کرنا کہ میں نساب کو زیادہ جاننے والا ہوں، غلط ہے۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس سے بہر حال زیادہ جانتے تھے۔ مختصراً، (مترجم)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے فتویٰ دینا (خصوصیت)

حضرت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

من قتل قتیلا لہ علیہ بنیۃ ذلہ سلبیہ

یعنی جو جہاد کرتے ہوئے کسی کافر کو قتل کرے تو اُس کا اسباب قتل کرنے والے کو دیا جائے گا۔

اور میں نے ایک مشرک کو قتل کیا تھا پس میں اُٹھا اور کہا کون گواہ ہوگا؟ پھر بیٹھ کر اُٹھا

اور کہا میرا کون گواہ ہوگا؟ پھر بیٹھ گیا اور تیسری مرتبہ اُٹھ کر کہا میرا کون گواہ ہوگا؟

ایک شخص نے اُٹھ کر کہا یارسول اللہ! اِس نے سچ کہا ہے اِس کا اسباب میرے پاس ہے آپ اِسے راضی کرادیں تاکہ اسباب میرے پاس رہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! واللہ یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ کا ایک شیر اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے جنگ لڑے اور اُس کا اسباب تجھے دے دیا جائے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس نے سچ کہا۔ اس پر اُس شخص نے وہ سامان مجھے دے دیا اور میں نے اُس سے ایک زرہ فروخت کر کے بنی سلمہ کا ایک باغ خریدا اور یہ اسلام کے دورِ اول کا مال ہے جو مجھے پہلے پہل ملا۔

(بخاری، مسلم)

تشریح:

جاننا چاہیے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی میں لوگوں کو دھمکاتے، روکتے اور فتویٰ اور قسم دیتے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی تصدیق کرتے ہیں اور یہ خصوصی شرف اُن کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں یہ چودہ اشخاص فتویٰ دیتے تھے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابن مسعود، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابودرداء، حضرت سلمان اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

لہٰذا جب ایک شخص نے اہلِ علم سے پوچھا کہ مجھے بتائیں میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر اپنے زمانہ میں دوسروں کے فتویٰ کا انکار نہیں فرمایا کیونکہ اُس سے فتویٰ صادر ہونا آپ کی ہی تعلیمات سے اخذ کرنا ہے۔ رہا آپ کی

موجودگی میں فتویٰ دینا جس کا ہم نے ذکر کیا تو یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی نے نہیں دیا۔

یہ جواب کافروں کے لیے تھا

محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں! مجھے روایت پہنچی ہے کہ جب حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تکلیف کی شکایت کی تو قریش نے کہا! اپنے بھتیجے کی طرف پیغام بھیج وہ جنت کی چیزیں بھیجے جس کا وہ ذکر کرتا ہے تاکہ تجھے تندرستی ملے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس کافروں کا فرستادہ پہنچا تو آپ کے پاس حضرت ابوبکر بیٹھے ہوئے تھے، پیغام بر نے کہا اے محمد! آپ کے چچا نے کہا ہے میں بوڑھا، کمزور اور بیمار آدمی ہوں مجھے اُس جنت سے کھانے پینے کی کوئی چیز بھیجیں جس کا آپ ذکر کرتے ہیں اُس میں میرے لیے شفا ہوگی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے کافروں پر جنت کے کھانے حرام کر رکھے ہیں۔ یہ سُن کر کافروں کا پیغام بر واپس چلا گیا اور اُنہیں جا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سُنائی تو اُنہوں نے اس بات کو اپنے نفوس پر محمول کرتے ہوئے آپ کے پاس پیغام بھیجا اور خود بھی آئے، پیغام لانے والے نے آپ کے سامنے پھر وہی بات دہرائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِسے کافروں پر حرام کر رکھا ہے۔

اس روایت کی تخریج فضائل ابی بکر میں کی اور یہ مُرسل ہے۔

تشریح:

کافروں کے لیے بلاشبہ جنت کے کھانے حرام ہیں مگر اس امر کو حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھاتے میں ڈالنا خلاف واقعہ ہے، اس لیے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کے وقت حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود اُن کے لیے دعا فرماتے ہیں۔ علاوہ ازیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن سے دور ہی کب تھے (مترجم)

خوابوں کی تعبیر جاننے والے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اُحد سے واپسی پر ایک شخص نے کہا! یارسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سائے میں گھی اور شہد بہہ رہا ہے اور لوگ اُسے ہتھیلیوں میں ڈال رہے ہیں۔ بعض کم بعض زیادہ پھر میں نے آسمان سے آنے والی ایک رسی اور جڑ کو دیکھا اور اُسے پکڑ کر بلند ہوا پھر آپ کے بعد دُوسری کو پکڑ کر اونچا ہوا پھر ایک اور کو پکڑا تو وہ کٹ گئی پھر اُس تک پہنچ کر اُونچا ہُوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! اِس کی تعبیر مجھ پر چھوڑ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بتائیں۔

عرض کی! سایہ اسلام ہے، گھی اور شہد قرآن اور اُس کی مٹھاس اور گداز ہے جس سے لوگ کم یا زیادہ لیتے ہیں۔ آسمان کی رسی حق ہے پر آپ ہیں اور جسے آپ سے لے کر بلند ہوا پھر دوسری مرتبہ آپ کے بعد لیا تو بلند ہوا پھر ایک مرتبہ اُس سے اخذ کیا تو اُس سے کٹ گیا پھر اُسے ملا تو بلند ہوا۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا یہ درست ہے؟

آپ نے فرمایا! کچھ درست ہے کچھ غلط ہے۔

عرض کی یارسول اللہ! آپ کو جو خبر دی گئی ہے۔

(بخاری مسلم)

یہی تعبیر فرشتے نے بتائی تھی

حضرت عمر بن شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے دیکھا گویا کہ سیاہ بکری کے پیچھے سفید بکری ہے اور اُس کی سفیدی کی کثرت سے سیاہی نمایاں نہیں ہوتی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! یارسول اللہ یہ عرب ہے جس میں آپ پیدا ہوئے پھر عجم میں داخل ہوئے تو عرب کے لوگ اُن کی کثرت سے ظاہر نہ ہوسکے، آپ نے فرمایا! صبح کے فرشتے نے اِس کی ایسی تعبیر بتائی ہے۔

اِس روایت کی تخریج سعد بن منصور نے سنن میں کی اور حاکم ابوعبداللہ بن ربیع نے اِسے نقل کیا اور کہا یہ مُرسل ہے۔

تُو قتل ہوگا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ابنِ بدیل نے عرض کی تو آپ نے فرمایا! تُو نے خواب میں خود کو قتل ہوئے دیکھا ہے پس یہ قصہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آیا تو اُنہوں نے فرمایا! تیرا خواب سچا ہے تو بغیر امرِ مُلتبس کے قتل ہوگا پس وہ صفّین کے دن قتل ہوئے۔

(خرجہ فی الفضائل)

اگر شہتیر ٹُوٹے؟

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی گویا کہ میں نے دیکھا میرے گھر کا شہتیر ٹُوٹ گیا اور میرا شوہر غائب ہے؟ آپ نے فرمایا! غائب ہونے والا تیرے پاس لوٹ آئے گا، پس اُس کا شوہر آیا اور پھر غائب ہوگیا۔

وہ عورت دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا گویا کہ میں نے دیکھا میرے گھر کا شہتیر ٹوٹ گیا اور میرا شوہر غائب ہے؟ آپ نے پہلے کی طرح فرمایا تو اُس کا شوہر لوٹ آیا، پھر تیسری مرتبہ آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ پا کر حضرت ابوبکر وعمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہما یا دونوں میں سے ایک کے پاس جا کر اپنا خواب سُنایا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تیرا شوہر فوت ہو گیا ہے۔

پھر رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو اُس نے آپ کو بتایا، آپ نے فرمایا! کیا تو مجھ سے پہلے کسی سے پوچھ چکی ہے؟ اُس نے کہا! ہاں۔

آپ نے فرمایا! پس وہ ایسے ہی جیسے تجھے بتایا گیا ہے۔

تین چاند اُتریں گے

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ اُن کے گھر میں تین چاند اُترے ہیں۔ اُنہوں نے یہ واقعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا اور وہ لوگوں میں تعبیر کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

اُنہوں نے کہا! تُو نے سچا خواب دیکھا ہے۔ تیرے گھر میں زمین کے تین بہترین آدمی دفن ہوں گے۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عائشہ! یہ تیرے چاند میں سب سے بہترین چاند ہیں۔

دونوں روایات کی تخریج سعد بن منصور نے کی۔"

خصوصیت

حضرت مِسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے حدیبیہ کے واقعہ میں روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حدیبیہ میں مشرکین کا نمائندہ آیا تو اُس نے آپ کو بتایا کہ قریش آپ کے ساتھ جنگ کے لیے اور آپ کو بیت اللہ کی زیارت سے روکنے کے لئے جمع ہیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے لوگو! مجھے مشورہ دو کیا ہم اُن

کے اہلِ وعیال پر حملہ کردیں جو ہمیں بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں؟ اگر وہ ہمارے مقابلہ میں آئے تو اللہ عزوجل ہمارے ساتھ ہے جس نے ہمارے جاسوس کو مشرکین سے محفوظ رکھا اور ہم اُنہیں لڑائی سے فرار ہونے والے چھوڑیں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! یارسول اللہ ہم گھروں سے بیت اللہ کے ارادہ سے آئے ہیں، لڑائی کے لیے نہیں آپ اُس طرف قدم اُٹھائیں گے تو روکنے والے سے ہمیں لڑنا ہوگا۔آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چل پڑو۔

(بخاری مسلم)

جبریل نے ابوبکر سے مشورہ کے لیے کہا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو کہا یا محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ابوبکر سے مشورہ لیں۔

اِس کی تخریج امام رازی نے اپنی فوائد میں اور ابوسعید نقاش نے کی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیشہ رات کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلمانوں کے امور میں مشورہ فرماتے۔ایک رات وہ آپ کے ساتھ گفتگو فرمارہے تھے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نکلے تو ہم آپ کے ساتھ نکلے تو مسجد میں ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہو گئے اور اُس کی قرأت کو نہیں جانتے تھے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو چاہتا ہے قرآن پڑھنے کا سرور حاصل کرے جیسا کہ قرآن نازل ہو رہا ہے تو ابنِ اُم معبد کی قرات پر پڑھے۔

اللہ نے حفاظت فرمائی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ آسمان پر اسے پسند نہیں کرتا کہ ابوبکر زمین میں غلطی کرے۔

حضرت معاذ ہی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو اپنے اصحاب سے مشورہ کیا جن میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہم تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اگر آپ ہم سے مشورہ نہ مانگتے تو ہم بات نہ کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک اِس مسئلہ میں تمہاری طرح مجھ پر بھی وحی نہیں آئی پس لوگوں نے گفتگو کی اور ہر شخص نے اپنی رائے پیش کی۔

آپ نے فرمایا اے معاذ تو کیا چاہتا ہے؟

میں نے عرض کی جو ابوبکر نے کہا ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ اپنے آسمان کے اوپر ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکر غلطی کرے یا فرمایا کہ ابوبکر سے غلطی ہو۔

اِس روایت کی تخریج اسمٰعیلی نے اپنی معجم میں کی۔"

پہلے قرآن جمع کرنے والے (خصوصیت)

عبد خیر سے روایت ہے کہا میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرماتے سُنا، اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے وہ لوگوں میں قرآن مجید جمع کرنے کے اجر میں سب سے بڑے ہیں، وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو دو تختیوں کے درمیان جمع کیا۔

اِس کی تخریج ابنِ حرب طائی اور صاحبِ صفوت نے کی۔

قرآن کیوں جمع کروایا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ یمامہ کے دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے آپ نے مجھے فرمایا! مجھے عمرؓ نے کہا ہے کہ یمامہ میں شہید ہونے والے قاریوں کی وجہ سے اِس بات کا خدشہ پیدا ہوگیا ہے کہ اگر اسی طرح مختلف مقامات پر قاری شہید ہوگئے تو قرآن مجید کا بہت سا حصہ چلا جائے گا۔ اِس لیے میری رائے ہے کہ آپ قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم دیں۔

مَیں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! میں وہ کام کیسے کرسکتا ہوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہیں کیا؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! خُدا کی قسم پھر بھی یہ بہتر ہے، پھر وہ ہمیشہ مجھے اِس پر مائل کرتے رہے یہاں تک کہ جس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس بارے میں حضرت عمر کا سینہ کھولا تھا، اُس نے میرا بھی سینہ کھول دیا اور میں نے اُن کی رائے کو قبول کرلیا۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا تو جوان اور عقلمند آدمی ہے اور تجھ پر کوئی تہمت بھی نہیں اور تُو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے وحی کی کتابت بھی کرتا رہا ہے، لہٰذا کوشش کے ساتھ قرآن مجید کو جمع کردے۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں! مجھے پہاڑ کو دوسری جگہ منتقل کرنے کی اتنی تکلیف نہ ہوتی جس قدر یہ کام بھاری تھی، چنانچہ میں نے کہا! میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہیں کیا؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! خدا کی قسم یہ کام پھر بھی اچھا ہے، پھر آپ ہمیشہ مجھے اِس طرف مائل کرتے رہے یہاں تک کہ اُس ذات نے اِس بارے میں میرے سینے کو کھول دیا جس نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سینوں کو کھولا تھا۔ پس

میں نے کھجور کے پتوں، پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن مجید کو تلاش کر کے جمع کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ سورۃ توبہ کی آخری آیت

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ

(سورۃ التوبہ آیت ۱۲۸)

حضرت ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل ہوئی اور یہ اُن کے سوا کسی کے پاس نہ تھی۔

قرآن مجید کا جمع کیا ہوا یہ نسخہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا، اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنے پاس بلا لیا تو یہ نسخہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا پھر اُن کے بعد اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہا۔

اِس روایت کو بخاری نے نقل کیا۔

حج کے پہلے امیر

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر کو امیر بنایا اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوگوں کو حج کے لیے جمع کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حج فرمایا۔

اس کی تخریج ابوالحسین علی، ابن نعیم بصری نے کی اور یہ حدیث حسن ہے۔

سب سے پہلے اُٹھنے والے (خصوصیت)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! سب سے پہلے میرے لیے زمین شق ہوگی پھر ابوبکر باہر نکلیں گے پھر عمر پھر اہلِ بقیع آئیں گے تو اُن کا حشر میرے ساتھ ہوگا پھر اہلِ مکہ کا انتظار ہوگا، یہاں تک کہ وہ حرمین کے درمیان سے اُٹھیں گے۔

اس روایت کی تخریج ابوحاتم نے فضائلِ عمر میں کی۔

سب سے پہلے جنت میں (خصوصیت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو میرے ساتھ جنت کے دروازوں میں چکر لگایا اور میں نے وہ دروازہ دیکھا جس سے میں اور میری اُمت داخل ہوں گے۔

حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر! بے شک تو میری اُمت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔

اِس روایت کی تخریج بغوی نے مصابیح الحسان میں اور ملاء نے سیرت میں کی اور صاحبِ فضائل نے زیادہ کیا کہ آپ نے اُن کے کندھے پر تھپکی دی اور فرمایا بے شک تو پہلے داخل ہوگا۔

حضرت ابی درداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن ابو بکر صدیق میرے پاس سب سے پہلے حوض کوثر پر آئیں گے۔

اِس کی تخریج ملاء نے سیرت میں کی۔

غار کے ساتھی جنت کے ساتھی (خصوصیت)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابو بکر کو فرمایا! تو میرا حوض کوثر پر ساتھی ہے اور غار میں ساتھی ہے۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا حسن صحیح ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر نبی کے لیے ساتھی اور جنت میں میرا ساتھی ابو بکر ہے۔

اِس کی تخریج ابن الغطریف نے کی۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! الٰہی تُو نے ابوبکر کو غار میں میرا ساتھی بنایا ہے اسے جنت میں میرا ساتھی بنانا۔ اخرجہ الفضائل

حبیب وخلیل کے درمیان کون ہوگا؟ (خصوصیت)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور میرے لیے عرش کے آگے منبر نصب کیے جائیں گے اور ابوبکر کے لیے کرسی ہوگی وہ اِس پر بیٹھے گا اور نِدا کرنے والا نِداء کرے گا کہ حبیب وخلیل کے درمیان صدیق ہے۔

اِس کی تخریج خطیب بغدادی نے کی اور ملاء نے اِس معنیٰ کی روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا! تینوں کے لیے ایک ایک کرسی ہوگی۔

جنت میں محبّین کے ساتھ جائیں گے (خصوصیت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں نے آسمانوں کی معراج کے وقت جبریل سے کہا! اے جبریل کیا میری اُمت پر حساب ہے؟

جبریل نے کہا! آپ کی تمام اُمت پر حساب ہے سوائے ابوبکر کے، قیامت کے دن اُنہیں کہا جائے گا ابوبکر جنت میں داخل ہو جاؤ، تو وہ کہیں گے میں جنت میں نہیں جاؤں گا، یہاں تک کہ وہ میرے ساتھ نہ داخل ہو جو دنیا میں مجھ سے محبت کرتا تھا۔

اِس روایت کو ابوالحسن عتیقی اور صاحب دیباج نے اور صاحبِ فضائل نے نقل کیا اور کہا یہ غریب ہے۔

حضرت ابوبکر کے لیے خاص تجلّی (خصوصیت)

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا! اے ابوبکر بے شک اللہ عزوجل مخلوق کے لیے عام تجلی فرمائے گا اور تیرے لیے خاص تجلی ہے۔

اِس روایت کو ملاء نے سیرت میں اور صاحبِ فضائل نے نقل کیا اور کہا یہ حسن ہے۔

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ منادی نداء کرے گا۔ سابقون الاولون کہاں ہیں؟ کہا جائے گا کون؟

کہے گا! ابوبکر صدیق کہاں ہیں؟ پس ابوبکر کے لیے اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی ہے اور لوگوں کے لیے عام۔

اِس روایت کی تخریج ابن بشران اور صاحبِ فضائل نے کی اور کہا غریب ہے۔

ابوبکر کے لیے رضوانِ اکبر

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابوبکر! کیا تُو نے سُنا یہ کیا کہتے ہیں؟

عرض کی! جی ہاں۔ پھر اُنہوں نے اُنہیں جواب دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تجھے رضوانِ اکبر عطا فرمائے۔

لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! رضوانِ اکبر کیا ہے ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عام بندوں کے لیے اللہ عزوجل کی عام تجلی ہوگی اور ابوبکر کے لیے خاص تجلی ہے۔

اِس روایت کی تخریج بھی ملاء نے اور صاحبِ فضائل نے کی ہے۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم غار سے نکلے تو حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کی رکاب تھامی اور اونٹنی کی مہار پیچھے کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے رضوانِ اکبر عطا فرمائے۔

عرض کی! رضوانِ اکبر کیا ہے؟

تو یہ پہلے بیان ہو چکا ہے جس کا ذکر ملاء نے کیا۔

(۵) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب غار سے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت ابوبکر نے اُونٹنی پیش کی اور کہا یا رسول اللہ! اس پر سوار ہو جائیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر سوار ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! اللہ تعالیٰ تجھے رضوانِ اکبر عطا فرمائے۔

عرض کی یا رسول اللہ! رضوانِ اکبر کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن اللہ عزوجل کی اپنے بندوں کے لیے عام تجلی ہو گی اور تیرے لیے خاص ہو گی۔

تضاد نہیں

اس روایت کی تخریج صاحبِ فضائل نے کی، اس روایت میں اور اُس روایت کے درمیان تضاد نہیں۔

جو پہلے بیان ہوئی کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ننگے پاؤں چلے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں اپنے کندھوں پر اُٹھا لیا جب کہ یہ واقعہ میدان میں پیش آیا ہو، جب پہاڑ پر چڑھتے وقت اونٹنی کا راستہ نہیں تھا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چلے اور آپ کے پاؤں ننگے تھے اور اُس وقت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اُٹھا لیا۔

جبریل کی آواز سننے والے (خصوصیت)

مُطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نزولِ وحی کے وقت جبریل علیہ السلام کی آواز سوائے حضرت ابوبکر کے کسی نے نہیں سُنی۔

اس روایت کی تخریج ابن البختری نے کی۔

محمد رسول اللہ ﷺ، ابوبکر صدیق (خصوصیت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مجھے آسمان کی معراج ہوئی تو میں آسمان پر جہاں سے بھی گذرا، اُس میں لکھا ہوا تھا، محمد رسول اللہ، ابوبکر صدیق میرے پیچھے ہیں۔

نُور کے پرچم پر ابوبکر صدیق (خصوصیت)

حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں نے شبِ اسریٰ عرش کے گرد ایک سبز کپڑے میں نور کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا، لا اِلٰہ اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ایک نُور کا پرچم ہے جس پر لکھا ہوا ہے لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق۔

دونوں روایات کی تخریج صاحبِ فضائل نے کی۔

اِس روایت میں مغائرت ہے جبکہ پہلے یہ روایت بیان ہوئی ہے کہ لِواء الحمد پر چاروں خلفاء کا نام لکھا ہوا تھا اور یہ اللہ کے نُور کا پرچم ہے پس اِسے دوسری روایت پر حمل کرنا ہوگا اور ایسے ہی جو پہلے تینوں خلفاء کے حق میں روایت بیان ہوئی ہے کہ عرش پر اُن کے نام

لکھے ہوئے ہیں مگر اُس عرش کے گرد سبز کپڑے کا ذکر نہیں جیسا کہ اِس میں ہے پس جائز ہے کہ یہ اُس کے علاوہ دوسرے مقام میں ہو اور پہلے بیان ہوا کہ اُن کے نام جنت کے ہر پتے پر لکھے ہوئے ہیں اور دونوں ہر آسمان میں ہیں۔ واللہ اعلم۔

حج کا امین (خصوصیت)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرہ جعرانہ سے مدینہ منورہ کی طرف واپسی کی تو حضرت ابوبکر صدیق کو حج کا امین بنایا۔

اِس روایت کی تخریج ابوحاتم نے طویل حدیث میں کی ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں آئے گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس حج کے موقعہ پر مجھے اُن موذنوں میں بھیج جنہیں قربانی کے دن منیٰ میں بھیجا گیا تھا تا کہ وہ بتائیں، اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے گا اور نہ کوئی برہنہ ہو کر کعبے کا طواف کرے گا۔ (بخاری مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات میں امامتِ ابوبکر

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنی عمرو بن عوف میں لڑائی ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اِس کی خبر پہنچی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کے درمیان صلح کرانے کے لیے ظہر کے بعد تشریف لے گئے تو فرمایا اے بلال! اگر نماز کے وقت میں نہ آؤں تو ابوبکر سے کہنا وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

جب عصر کا وقت ہوا تو حضرت بلال نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کرنے کے لیے عرض کی اور اُن کے ساتھ نماز ادا کی۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس وقت تشریف لائے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے

تھے۔ اُنہوں نے لوگوں کو تالی بجاتے دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد پر لوگ پھٹ گئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز شروع کرنے کے بعد اِدھر متوجہ نہ ہوئے اور نہ لوگوں کی تالی پر رُکے پھر جب توجہ کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے پیچھے دیکھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک کو بڑھا کر نماز جاری رکھنے کا حکم دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کھڑے رہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کے بعد پیچھے ہٹ آئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آگے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔

بعد ازاں جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا! جب میں نے تمہیں ہاتھ کے اشارے سے نماز کی امامت جاری رکھنے کا حکم دیا تھا تو تجھے کس چیز نے روکا؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ابن ابی قحافہ کی یہ مجال نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آگے کھڑا ہو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں کو فرمایا! جب اپنی نماز میں کوئی چیز تمہیں شک ڈال دے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔

اِس روایت کی تخریج ابوحاتم نے تقسیم الانواع میں اور ابوداؤد ونسائی نے کی ہے۔

ابوبکر کی موجودگی میں کوئی امام نہ بنے (خصوصیت)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ابوبکر اُن میں موجود ہوں اور وہ کسی دوسرے کو اپنا امام بنائیں۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا غریب ہے اور سمرقندی نے اِسے اِن الفاظ میں نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! اگر آپ کسی اور کو حکم دیتے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری اُمت سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ابوبکر کی موجودگی میں امام بنے۔

اس روایت کی تخریج فضائل میں ان الفاظ سے کی گئی ہے کہ:

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کی آپس میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تو نماز کے وقت حضرت بلالؓ نے حضرت ابوبکر کو کہا! نماز کا وقت ہو گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود نہیں ہیں، کیا میں اذان دوں تاکہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟

حضرت ابوبکر نے فرمایا! جیسا تُو چاہے، چنانچہ حضرت بلال اذان دے کر کھڑے ہوئے اور حضرت ابوبکر نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد تشریف لائے تو فرمایا! کیا تم نے نماز پڑھ لی؟

لوگوں نے کہا! ہاں۔

آپ نے فرمایا! تمہیں کس نے نماز پڑھائی۔

لوگوں نے کہا! حضرت ابوبکر نے۔

آپ نے فرمایا! تم اچھے ہو اور لوگوں کو حق نہیں پہنچتا کہ ابوبکر اُن میں موجود ہوں اور وہ کسی دوسرے کے ساتھ نماز پڑھیں اور ایک روایت میں ہے کہ اُن کا امام دوسرا ہو۔ اور کہا! یہ حدیث حسن غریب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے اِن دونوں واقعات میں مغائرت ہے۔ واللہ اعلم۔''

اِن دونوں میں سے ایک واقعہ حضرت بلال کی طرف منسوب ہے کہ جب نماز کا وقت ہوا تو اُنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اِقتداء میں نماز پڑھی جو اِس سے پہلے

حدیث شیخین کے ضمن میں بیان ہوئی، اور دوسری میں زمانہ نہیں پایا جاتا اور اِس پر اِس حدیث کا سیاق دلالت کرتا ہے اور صحیحین سے اِس کے بہت سے طُرق ہیں، اُس میں آپ کا زمانہ نہیں پایا جاتا۔ واللہ اعلم۔

آپ کے حکم سے امامتِ ابوبکر (خصوصیت)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مرض کی شدت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! ابوبکر رقیق القلب ہیں جب وہ آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو لوگ اُن کا رونا نہیں سُن سکیں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر پہلی والی گفتگو دہرائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہوں، ابوبکر سے کہو نماز پڑھائیں۔

(بخاری مسلم)

ابوبکر سے کہو نماز پڑھائیں

ابوحاتم نے اِس حدیث کی تخریج اِن الفاظ میں کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طبیعت بوجھل ہوگئی تو بلال رضی اللہ عنہ نماز کی اذان کے لیے آئے آپ نے فرمایا! ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں! میں نے کہا یارسول اللہ! ابوبکر غمزدہ انسان ہیں جب وہ آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو لوگ نہیں سُن سکیں گے، پس اگر آپ حضرت

عمر کو حکم دیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ابوبکر سے کہیں لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں! میں نے پھر بھی یہی بات حضرت حفصہ سے کہی تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ! ابوبکر غمزدہ انسان ہیں جب وہ آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو لوگ نہیں سُن سکیں گے۔

آپ نے فرمایا! تم حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو، ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(بخاری، مسلم، ابوحاتم)

ابوحاتم نے کہا! درست یہ ہے کہ آپ نے صواحب یعنی ساتھ والے فرمایا تھا، مگر صواحبات یعنی ساتھ والیاں سُنا گیا۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور اِس کے آخر میں یہ زیادہ کیا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تجھ سے مجھے اچھی بات نہیں پہنچی۔

اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور صحیحین کے بعض طُرق میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ پیغام آیا تو اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا! لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! آپ اِس کے مجھ سے زیادہ مستحق ہیں۔ پس ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِن دنوں نماز پڑھائی۔

حضرت عمر کا نماز پڑھانا مگر؟

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرض شدید ہوگیا، میں مسلمانوں کے پاس تھا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو نماز کے لیے بُلایا تو لوگ نماز کے لیے آئے، میں نکلا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں موجود

تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب تھے، میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اُٹھیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں اُنہوں نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی آواز سُنی تو فرمایا! ابوبکر کہاں ہیں؟ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس نماز کے بعد اُنہیں بلا بھیجا تو اُنہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سُنی تو آپ باہر نکلے یہاں تک کہ آپ کا سر مبارک آپ کے حجرے سے نمودار ہوا، پھر آپ نے فرمایا! نہیں، نہیں، نہیں۔ ابنِ ابی قحافہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے، کہا کہ آپ ناراض تھے۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد اور امام احمد نے بالمعنیٰ میں روایت بیان کی۔

اور ابنِ اسحاق نے اِن لفظوں کے ساتھ بیان کیا کہ عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مرض کا غلبہ تھا، میں مسلمانوں کے پاس تھا، اسی اثناء میں بلال نے لوگوں کو نماز کے لیے بلایا تو میں نکلا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں میں موجود پایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غائب تھے، میں نے کہا اے عمر! اُٹھیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند آواز والے تھے اُنہوں نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تکبیر سُنی تو فرمایا! ابوبکر کہاں ہے؟

پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیغام بھیجا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِس نماز پڑھانے کے بعد تشریف لائے اور لوگوں نے اُن کے ساتھ نماز پڑھی۔

عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں! مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے ابنِ زمعہ تو نے میرے ساتھ کیا کِیا، خدا کی قسم! میرا گمان تھا کہ اِس کا حکم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیا تھا اور اگر یہ نہ ہوتا تو میں لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔

مَیں نے کہا! خدا کی قسم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی چیز کا حکم نہیں دیا لیکن جب میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر نہیں ہیں تو دیکھا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھانے کے زیادہ حق دار ہیں۔

اِس میں ظاہر تر بیان اور واضح تر دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بعد خلیفہ ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی! ابوبکر کمزور شخص ہیں؟

فرمایا ! عمر کی طرف بھیجو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں ابوبکر پر سبقت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اس کی تخریج فضائل میں کی اور کہا حسن ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابوبکر کے پہلو میں

حضرت عبداللہ بن عمیر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائیں۔ جب اُنہوں نے تکبیر کہی تو آپ نے کچھ تخفیف محسوس فرمائی تو صفیں کھولنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے جب انہوں نے اپنے پیچھے سماعت محسوس کی تو جان لیا کہ اِس مقام پر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کوئی نہیں ہوسکتا تو وہ صف کی طرف پیچھے ہٹے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں اُن کے مقام پر لوٹا دیا اور خود اُن کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

اس کی تخریج امام شافعی نے اپنی مُسند میں کی۔

ابنِ اسحاق نے اِس روایت کو نقل کرتے ہوئے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کے مقام پر لوٹایا اور اُن کے دائیں طرف پہلو میں بیٹھ گئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دورانِ مرض، تین نمازوں کے لیے ہمارے پاس تشریف نہ لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پردہ اُٹھایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رُخِ اقدس ہمارے سامنے تھا ہم نے ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا، آپ کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار تھے پھر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور پردے کے پیچھے تشریف لے گئے پھر وصال مبارک تک آپ کو مسجد میں آنے کی طاقت تک نہ تھی۔
(بخاری مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرض الموت میں حضرت ابوبکر ہمیں نمازیں پڑھاتے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ نماز کی صفوں میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیت الشرف کا پردہ اُٹھایا تو ہم نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کا چہرہ اقدس قرآن کا ورق تھا، پھر آپ نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ ہنسنے لگے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قوم کے ساتھ ابوبکر کے پیچھے ایک ہی چادر میں نماز پڑھی۔

اس کی تخریج نسائی نے "سنن" میں اور طبرانی نے "معجم" میں کی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی اِس کی مثل حضرت سہل بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اِسی قسم کی روایت ہے اور اُنہوں نے فرمایا کہ آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی تھی۔ اخرجہ ابن حبان

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم کا حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھنا متفق صحیح ہے۔

ابوبکر کے پاس آنا

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک عورت نے کچھ پوچھنے کے لیے عرض کی تو آپ نے فرمایا! پھر کسی روز آنا۔ اُس نے کہا! یارسول اللہ میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں یعنی آپ کا وصال ہو جائے تو؟ آپ نے فرمایا! مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا۔

(بخاری، مسلم، ترمذی، ابوحاتم)

صاحبِ فضائل نے یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ صراحت کے ساتھ اِن الفاظ میں بیان کی ہے کہ ایک عورت نے آپ سے کچھ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا پھر آجانا۔ اُس نے کہا! یارسول اللہ! میں آؤں اور آپ کے وصال فرما جانے سے میں آپ کو نہ پاؤں تو؟

آپ نے فرمایا! میرے پاس آئے اور مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا وہ میرے بعد میرا خلیفہ ہے اور کہا! یہ روایت غریب ہے اور یہودی سے اِس معنیٰ کی حدیث حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں بیان کی کہ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا اور اِس سے پہلے تینوں خلفاء کے بارے میں اعرابی کی حدیث بیان ہو چکی ہے اور اِسی مفہوم کی حدیث ابن مصطلق کی ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

خلافت لکھ دیں (اِختصاص)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے مرض کے دوران مجھے فرمایا! اپنے باپ اور اپنے بھائی کو بُلاؤ یہاں تک

کہ میں اُنہیں لکھ دوں مجھے ڈر ہے کہ خلافت کا کوئی متمنی اوّلیت کا مدعی ہو اور اللہ تعالیٰ اور مومنین ابوبکر کے سوا پسند نہ کریں۔

دونوں نے بیان کیا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا! ہائے میرا سر پھٹا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کاش میری زندگی میں ایسے ہوتا تو میں تیرے لیے دُعا اور استغفار کرتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی! ہائے مصیبت کیا میں یہ گمان کروں کہ آپ میری موت کے خواہاں ہیں؟ اگر ایسا ہوا تو آپ دوسرا دن اپنی کسی دوسری بیوی کے پاس گذاریں گے۔ آپ نے فرمایا! بلکہ میرا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے۔

پھر میں نے چاہا کہ ابوبکر اور اُس کے بیٹے سے عہد لوں کہنے والے جو چاہیں گے اور تمنا کرنے والے تمنا کریں گے۔ پھر میں نے کہا! اللہ تعالیٰ اِس کے خلاف نہیں چاہتا اور مسلمان ان کے علاوہ کسی کو قبول نہیں کریں گے۔

ابوبکر کو لکھ دوں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس مرض کی حالت میں تھے جس میں آپ کا وصال ہوا تو میرے پاس حضرت ابوبکر کو بلایا تا کہ اُنہیں لکھ دیں شاید اِس امر کا کوئی متمنی یا طمع کرنے والا ہو پھر فرمایا! اللہ تعالیٰ اور مومنین کسی دوسرے کو پسند نہیں کریں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں! اِس میں اللہ تعالیٰ اور مومنین پسند نہیں کرتے مگر میرے باپ کو پس میرے والد خلیفہ ہوئے۔

اِس روایت کو صاحبِ فضائل نے نقل کیا اور کہا بخاری مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے وصال فرمانے کے مرض میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا!

ابوبکر کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں اُسے وہ امر لکھ دوں تاکہ اس میں میرے بعد کوئی اختلاف نہ رہے۔ معاذ اللہ جبکہ ابوبکر پر کسی مومن کو اختلاف نہیں۔

اِس روایت کو صاحبِ فضائل نے نقل کیا اور کہا غریب ہے۔

حضرت ابوبکر کے اعمال پر جنت کی بشارت (خصوصیت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے اس روز روزے کے ساتھ صبح کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! میں۔

آپ نے فرمایا! تم میں کون ہے جس نے آج جنازے میں شرکت کی؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں۔

آپ نے فرمایا! تم میں کون ہے جس نے آج مسکین کو کھانا کھلایا؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی میں یہ باتیں جمع نہ ہوں گی مگر یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(مسند احمد، مسلم)

جنت میں گھر

حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آج کس نے روزے سے صبح کی؟

لوگ خاموش رہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں نے یارسول اللہ۔

آپ نے فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے آج مسکین کو صدقہ دیا ؟

لوگ خاموش رہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں

آپ نے فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے جنازے میں شرکت کی؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا! تم میں کون ہے جس نے آج مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا! اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اس دن یہ اُمور کسی شخص میں جمع نہیں ہوں گے مگر وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (خرجہ ملاء فی سیرتہ)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو فرمایا! تم میں سے آج کون روزے سے صبح کرنے والا ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں۔

فرمایا! سے کون ہے جس نے مریض کی عیادت کی ؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں۔

فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے آج جنازے میں شرکت کی؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں۔ اور چوتھی چیز مجھ پر مخفی رکھی۔ پس فرمایا! جس میں یہ چار چیزیں مکمل ہوں اُس کے لیے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے۔ خرجہ فی فضائلہ

چالیس سال پہلے جنت میں

ابی جراد رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے اصحاب کو فرمایا ! تم میں کون ہے جو جنازے کے ساتھ گیا ؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں۔

آپ نے فرمایا ! کیا تم میں ہے جس نے آج مسکین کو خیرات دی؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں۔

آپ نے فرمایا! کیا تم میں ہے جس نے آج روزے سے صبح کی؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں۔

آپ نے فرمایا! تو نے سبقت کی تو جنت کی طرف چالیس سال قبل پہل کرے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صبح کی نماز پڑھ کر فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے آج روزہ رکھا؟

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! مگر یارسول اللہ میں نے سوتے وقت روزے کا ارادہ نہیں کیا تھا لہٰذا صبح کو نہ رکھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں رات کو سویا تو روزے کی نیت نہ کی پس صبح کو روزہ رکھ لیا۔

آپ نے فرمایا! تم میں سے کون ہے جس نے مریض کی تیمارداری کی؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! یارسول اللہ اُس وقت ہم نماز میں تھے اور فارغ نہ تھے پس بیمار کی عیادت کیسے کرتے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! میں نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن عوف کی بیمار پرسی کی ہے جبکہ میں نے اُس کے گھر کا راستہ اختیار کیا اور حال پوچھا پھر مسجد میں آ گیا۔

آپ نے فرمایا! تم میں کون ہے جس نے آج مسکین کو خیرات دی؟

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! ہم آپ کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے اور اُس وقت فارغ نہ تھے پس کیسے خیرات کرتے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! یارسول اللہ! میں جب رحمان کی طرف مسجد میں داخل ہوا تو سائل نے سوال کیا! میرا بیٹا عبدالرحمٰن بن ابی بکر میرے ساتھ تھا

اور اُس کے پاس روٹی کے ٹکڑے تھے۔ میں نے اُس سے روٹی لے کر سوالی کو دے دی۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو مرتبہ فرمایا کہ تجھے جنت کی بشارت ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنت کی بات سُنی تو آہِ سرد کھینچی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی طرف دیکھا تو اُن کی خوشی کے لیے فرمایا! اللہ عُمر پر رحم فرمائے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے کہ مَیں خیر میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سبقت حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر وہ مجھ پر سبقت لے جاتے، یہ روایت اِس سیاق کے ساتھ خلعی نے نقل کی اور ابوداؤد نے اِس سے مسجد میں روٹی دینے اور مساجد میں سوال کرنے کے باب میں بیان کیا اور اِس کی مثل روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے وارد ہوئی ہے اور وہ اُن کے خصائص میں آئے گی اور وہ دو دِنوں پر محمول ہوگی۔ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اور ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہکے لیے۔

صلہ بن ظفر نے کہا، کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا! اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے، ہم خیر کی طرف ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سبقت نہیں لے سکے مگر ابوبکر اُس کی طرف ہم پر سبقت لے جاتے۔

اس روایت کو ابنِ سمان نے ''الموافق'' میں نقل کیا۔

جناب فاطمۃ الزہرا کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر نے پڑھائی

حضرت مالک، حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر علیہما السلام سے وہ اپنے جد امجد حضرت امام زین العابدین، علی بن حسین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال مغرب اور عشاء کے درمیان ہوا۔ تو حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنازے میں شریک

تھے۔ جب اُن کی نمازِ جنازہ پڑھنے لگے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ہاں اے ابی بکر آگے آئیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے ابو الحسن آپ شاہد ہیں؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! ہاں آگے آئیں خدا کی قسم آپ کے سوا اِن پر کوئی نماز نہیں پڑھائے گا۔ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی اور اُنہیں رات کو دفن کیا گیا۔

اس روایت کی تخریج بصری نے کی اور ابنِ سمان نے ''الموافق'' میں کی۔

اور اِس کے بعد طرق میں ہے کہ اُن پر چار تکبیریں کہیں اور اِس میں صحیح میں آنے والی روایت سے مغائرت ہے کیونکہ صحیح میں وارد ہوا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی یہاں تک کہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا انتقال ہو گیا اور بیعت نہ ہونے کے لیے یہ دلائل ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اُن کی نماز جنازہ پڑھانا ظاہر اور غالب روایات سے بعید ہے، اگرچہ یہ جائز ہے کہ جب اُنہوں نے جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا کے انتقال کی خبر سُنی تو حاضر ہو گئے، پھر اِس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بیعت کر لی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے صلح

حضرت عامر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے مرضِ شدید کے دوران حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس آئے اور اجازت طلب کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا سے کہا! حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے پر اجازت مانگ رہے ہیں، اگر آپ چاہیں تو اُنہیں اجازت دے دی جائے؟ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا، کیا آپ اسے پسند کرتے ہیں؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! ہاں پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سے معذرت طلب کی اور آپ سے گفتگو کی تو آپ اُن سے خوش ہو گئیں۔

سیّدہ راضی ہو گئیں

اوزاعی سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی جناب فاطمہ اُن پر ناراض ہیں تو وہ گرم دن میں آپ کے دروازے پر آئے، پھر کہا میں اپنی جگہ سے نہیں ہٹوں گا۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی مجھ سے خوش نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس تشریف لائے اور اُنہیں راضی ہونے کے لیے قسم دی تو وہ راضی ہو گئیں۔

اِس کی تخریج ابنِ سمان نے موافق میں کی۔

حضرت ابو بکر خلیفۂ رسول (اختصاص)

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا اے خلیفۃ اللہ اُنہوں نے فرمایا! میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں ولیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلیفہ ہوں اور میں اِس کے ساتھ خوش ہوں۔

اِس روایت کی تخریج احمد اور ابو عمر نے کی۔

راہِ خُدا میں چلنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید بن ابو سفیان کو شام کی طرف بھیجا تو اُن کے ساتھ دو میل تک چلتے گئے اُن کی خدمت میں عرض کی گئی! اے اللہ کے رسول کے خلیفہ اگر آپ واپس چلے جاتے؟

آپ نے فرمایا! نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ عزوجل کی راہ میں جس کے پاؤں گرد آلود ہوں اُس پر اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔

اخرجہ فی فضائلہ

ابو بکر خلیفۃ الرسول

اِس سے پہلے اُن کے ثباتِ قلب اور زبردست شجاعت کے بارے میں یومِ مرتدین کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے کہ جب وہ مرتدین کے ساتھ جنگ کے لیے نکلے تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! اے رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کہاں چلے ہیں؟

اور مسلمانوں میں سے موافقین و مخالفین کے کسی فرقہ کے درمیان اس بات میں اختلاف نہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ کہہ کر بلایا جاتا تھا، اس کے علاوہ دوسرے نام سے نہیں بلایا گیا۔

والدین اور اولاد مسلمان (اختصاص)

اُن کے بعض بیٹوں کے بیٹے تھے اور اُن سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی گفتگو سنی اور آپ سے روایت بیان کی اور وہ یہ ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے باپ حضرت ابو قحافہ اُن کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسماء کے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان میں سے بعض کے چار بیٹے تھے اور بعض کے تین جنہوں نے زیارت کی اور روایت نہیں کی۔

چار پشتوں تک شرفِ زیارت

حضرت موسیٰ بن عقبہ نے کہا! ہم نہیں جانتے کہ چار پشتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، وہ اور اُن بیٹے سوائے اِن چاروں کے ابو قحافہ ابو بکر، عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور ابو عتیق بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور ابی عتیق کا نام محمد ہے۔

اس روایت کی تخریج قاضی ابو بکر ابن مخلد نے کی اور یہ ابو عتیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں پیدا ہوئے تھے۔

بخاری نے کہا! اُس کے لیے رضیت درست ہے اور روایت کرنا درست نہیں اور یہ منقبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی کے گھر میں نہیں۔ نہ پہلے وصف پر اور نہ دوسرے وصف پر سوائے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں دونوں وصفوں پر جیسا کہ ہم نے اِس کا ذکر کیا۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں قرآن (اختصاص)

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے اُن کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے اُنہیں باہر لے جانا ہوا۔ صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پس اللہ تعالیٰ نے اُس پر سکینہ اُتارا۔

(سورہ التوبہ آیت ۴۰)

بلا اختلاف دونوں میں سے ایک مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی مراد ہیں جیسا کہ اِس سے پہلے صحیحین وغیرہ سے غار کے واقعہ میں بیان ہوا۔

حضرت عمرو بن حارث سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تم میں سے کون سورۃ توبہ پڑھے گا؟ ایک شخص نے کہا! میں اور جب وہ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا پر پہنچا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا! خدا کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھی میں تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں!

فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ

یعنی ابوبکر پر سکینہ نازل کیا گیا کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اِس سے پہلے ہی سکینہ تھا۔

ابوبکر صاحبِ فضل ہیں

وَلَا يَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡكُمۡ وَالسَّعَةِ اَنۡ يُّؤۡتُوۡۤا اُولِى الۡقُرۡبٰى وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَالۡمُهٰجِرِيۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۖ وَلۡيَعۡفُوۡا وَلۡيَـصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ○

اور قسم نہ کھائیں جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگذریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ النور آیت ۲۲)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حدیث افک میں مسطح بن اثاثہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلف اُٹھایا کہ مسطح کو کبھی خرچ نہیں دوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ''وَلَا يَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡكُمۡ.... اَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَكُمۡ ؕ'' آیت نازل فرمائی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! خدا کی قسم مجھے اللہ تعالیٰ کا میری مغفرت فرمانا محبوب ہے پس میں نے مسطح کے اخراجات اپنے ذِمے لیے تو پھر کبھی بند نہیں کیے۔

(بخاری مسلم)

وَّاتَّبِعۡ سَبِيۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَىَّ

اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔

(سورۃ لقمان آیت ۱۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خطاب ہے۔ ماوردی نے بیان کیا کہ واحدی نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا اِس سے مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

تصدیق کرنے والے

وَالَّذِیۡ جَآءَ بِالصِّدۡقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ○

''اور وہ جو سچ کے ساتھ تشریف لائے اور وہ جنہوں نے اُن کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔''

(سورۃ الزمر آیت ۳۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔ جَآءَ بِالصِّدۡقِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور صَدَّقَ بِهٖ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے الموافق میں اور فضائل میں کی۔

حضرت ابوبکر کے سجود و قیام

اَمَّنۡ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيۡلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَةَ وَيَرۡجُوۡا رَحۡمَةَ رَبِّهٖ

''کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے۔''

(سورۃ زمر آیت ۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی بعض نے اِس کے علاوہ کہا۔

استقامتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

''بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر قائم رہے۔''

(سورۃ حم السجدہ آیت ۳۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

اِسے واحدی نے بیان کیا۔

اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِىْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ

''تو کیا جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ بھلا یا وہ جو قیامت میں امان سے آئے گا۔''

(سورۃ حم السجدہ آیت ۴۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! آگ میں ڈالا جانے والا ابوجہل اور امان سے آنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، بعض نے اِن کے علاوہ بیان کیا۔ (حکاہ ثعلبی)

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والے

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِىْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِىْ فِىْ ذُرِّيَّتِىْ ۚ اِنِّىْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

(سورۃ الاحقاف آیت ۱۵)

"یہاں تک کہ وہ اپنے زور کو پہنچا اور چالیس سال کا ہوا۔ عرض کی اے میرے رب! میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تُو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لیے میری تمام اولاد میں صلاح رکھ میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول فرمائی پس اُن کے والد نے اور تمام اولاد نے اسلام قبول کیا۔

یہ روایت عقیل بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کے اسلام کا واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

برابر نہیں

لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ

"تم میں برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا۔"

(سورۃ الحدید آیت ۱۰)

واحدی نے بیان کیا ہے کہ کلبی نے کہا یہ آیتِ مقدسہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

باپ کو تھپڑ مار دیا

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ

(سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

”تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی
کریں اُن سے جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ
وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔“

ابن جریج سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ ابوقحافہ نے قبل از اسلام حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے اِس زور سے تھپڑ مارا کہ وہ گر پڑا۔ پھر اُنہوں نے اس کا ذکر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کیا تو آپ نے فرمایا! کیا تم نے اُسے مارا؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! ہاں۔

آپ نے فرمایا! اُس پر زیادتی نہ کر۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! خدا کی قسم اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اُسے قتل کر دیتا۔

اِس روایت کی تخریج واحدی اور ابوالفرج نے کی اور ایک جماعت نے اس آیت کو دوسروں کے حق میں ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

خریداریٔ بلال پر نزولِ آیات

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى

”تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی۔“

(سورۃ الیل آیت ۵)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بعض گھر والوں سے روایت کرتے ہیں کہ ابوقحافہ نے اپنے بیٹے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا! تو کمزور لوگوں کو آزادی دلاتا ہے اگر تجھے آزاد کروانا ہی ہے تو اُنہیں آزاد کروا جو تیری مدافعت کریں اور تیرے برابر کھڑے ہوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اے باپ بے شک میں نے جو چاہا سو کیا کہا کہ جو اس آیت کریمہ میں نازل ہوا وہ اِس کے سوا نہیں اور اِس کے حکم پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی یہ روایت دلالت کرتی ہے، آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی نہیں جس کا ٹھکانہ جنت میں یا جہنم میں نہ لکھا ہو۔

لوگوں نے کہا! یارسول اللہ! کیا ہم اِسی پر نہ بھروسہ کرلیں؟

آپ نے فرمایا! نہیں، تم عمل کرو جس کے لیے جو بنایا گیا ہے اُس کے لیے وہی آسان ہے پھر آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ○ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ○

"تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی۔ اور سب سے اچھی کو سچ مانا۔ تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیّا کردیں گے۔"

(سورۃ الیل آیت ۵۔۷)

اس روایت کی تخریج بخاری مسلم نے کی اور دونوں اُمور کے جواز کے درمیان تضاد نہیں کہ ابوبکر کہ فعل کے باعث نازل ہوئی پھر عمومی حکم میں داخل ہوگئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد کیا تو مشرکین نے کہا ابوبکر نے یہ کام نہیں کیا مگر بلال کے لیے اُس کے نزدیک بدلہ ہے۔

تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ○ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ○

(سورۃ الیل آیت ۱۹۔۲۰)

"اور کسی کا اُس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے۔"

اِس روایت کی تخریج واحدی نے کی۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ تمام تر سورت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں نازل ہوئی ہے اور اس میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آقا اُمیہ بن خلف کی مذمت ہے جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فروخت کیا پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى

''بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے۔''

(سورۃ الیل آیت ۴)

یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُمیہ بن خلف کی کوشش۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى

(سورۃ الیل آیت ۵۔۶)

''تو وہ جس نے دیا اور پرہیز گاری کی''

اور سب سے اچھی بات لا اِلٰہ الا اللہ کو سچ مانا یعنی ابوبکر نے فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى تو بہت جلد اُسے آسانی یعنی جنت مہیا کر دیں گے۔

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ○ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ○

(سورۃ الیل آیت ۸۔۹)

''اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا''

اور سب سے اچھی بات لا اِلٰہ الا اللہ کی تکذیب کی یعنی اُمیہ بن خلف تو بہت جلد ہم اُسے جہنم کی دشواری مہیا کریں گے ہم اُس کی موت اور ہلاکت کے بعد اُسے جہنم میں داخل کر دیں گے۔

الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى

''جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔'' (سورۃ الیل آیت ۱۶)

یعنی اُمیہ بن خلف بد بخت ہے جس نے جھٹلایا اور پھر گیا۔''

دسویں فصل

آپ کی فضیلت کے ضمن میں

اِس فصل میں وہ تمام احادیث جمع کر دی گئی ہیں جو اس سے پہلے ابواب میں آپ کے خصائص کی فصل میں پہلے ہی داخل ہیں اور ہم اُس پر مطلع کرتے ہیں کہ اس باب میں اِس کے ساتھ استدلال قائم ہو جائے اور قاری اس مقام کو جان لے اور اِس سے اپنی خواہش کے مطابق تخریج کرے۔

فضائل کی احادیث

اِن میں سے آپ کے پہلے اسلام قبول کرنے کی احادیث میں سے یہ حدیث ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کیا آپ اِس امر کے زیادہ مستحق نہیں؟ کیا آپ ایسے ساتھی نہیں ہیں؟ اور یہ اس فصل میں ہے کہ بے شک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے اسلام قبول کرنے والوں سے ہیں۔

اور اُن میں سے یہ حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر میں کسی کو خلیل بناتا؟

اور یہ حدیث فضیلتِ ابوبکر پر دلالت کی وجہ ہے، یقیناً حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلّت ابوبکر کی خِلّت سے معدول نہیں ہوتی اور تمام مخلوقات سے کوئی بھی اس کی خِلّت کا اہل نہیں اور اگرچہ صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کسی کو خلیل نہ بنانا مذکور ہے تو یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کے لیے ہے۔

صحابہ میں بہتر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخلوق میں بہتر اور صحابہ میں افضل ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں بہتر ہیں۔

حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام کے بعد حضرت ابوبکر سے بہتر آدمی پر سورج طلوع نہیں ہوا۔

دُنیا و آخرت میں فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر دُنیا و آخرت میں افضل الصحابہ ہیں۔

حضرت ابنِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث میں لفظ تخییر بیان ہوا جو تیسرے باب میں گذر چکی ہیں کہ ہم صحابہ کے درمیان حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق بہتر تھے اور ایک حدیث ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں سے بہتر ہیں۔

لوگوں میں بہترین

حضرت محمد بن حنفیہ کی حدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر الناس یعنی لوگوں سے بہتر ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ بہترین بندے ہیں۔

حضرت نزال بن سبرہ، حضرت ابی جحیفہ اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سب کی حدیث میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حدیث کی مثل حدیث ہے۔

ہمارے بہترین سردار

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ ہمارے سردار اور ہم میں بہتر ہیں اور اِن کی دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے امور میں تمہیں بہتر آدمی یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جمع فرمایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حدیث میں ہے کہ آپ نے لوگوں کو فرمایا! میں تمہیں چھوڑتا ہوں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کو تمہاری بھلائی مقصود ہوتی تو تمہیں بھلائی پر جمع کر دے گا جیسا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم بھلائی پر جمع ہوئے۔

بہترین شخص کو امامت ملی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لیے ہم میں بہتر آدمی کو امام بنایا۔

حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُمت پر ترجیح دی گئی ہے اور حضرت ابن عمر کی حدیث اِن دونوں کی حدیث کی مثل ہے جو عشرہ مبشرہ کے علاوہ باب میں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسرے باب میں حضرت عمر فاروق اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی ترجیح کی حدیث ہے۔

سب سے زیادہ جاننے والے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں سے زیادہ جاننے والے ہیں اور اُن سے دوسری فی المعنیٰ حدیث بھی ہے اور ابی معلّٰی سے بھی اِسی مفہوم کی حدیث چاروں خلفاء اور تینوں خلفاء اور شیخین رضی اللہ عنہم کے حق میں وارد ہوئی ہے جو اِس روایت کی تصریح وتلویح پر دلالت کرتی ہے۔

گیارہویں فصل

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنت کے ساتھ دُعائے رحمت

اِس فصل کی اِن احادیث سے قبل عشرہ مبشرہ خلفاء اربعہ اصحابِ ثلاثہ اور شیخین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حق میں اُن کے ابواب میں روایات بیان ہو چکی ہیں اور ہر باب میں اس مفہوم کا مخصوص بیان ہوا اور اِس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خصائص میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان ہوئی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور حضرت ابن عمر اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جنت میں رفیق ہوں گے۔

جنت کا ہر دروازہ حضرت ابوبکر کے لیے ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس نے اللہ کی راہ میں زوجین یعنی دو چیزیں خرچ کیں اُسے جنت کے دروازے سے آواز دی جائے گی اے اللہ کے بندے! یہ اُن سے بہتر ہے جو نمازی باب صلوٰۃ سے بُلایا جائے گا اور جو مجاہدین سے باب جہاد سے بُلایا جائے گا اور جو خیرات کرنے والوں سے بابِ صدقہ سے بُلایا جائے گا اور جو روزے داروں سے بابِ ریان سے بُلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا اِن سب دروازوں میں سے بھی کسی کو بُلایا جائے گا؟

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں مجھے اُمید ہے کہ تو اُن میں سے ہے۔

بخاری، مسلم، مسند احمد، ترمذی، ابو حاتم۔

جوڑا خرچ کرنے والے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال سے زوجین یعنی دو چیزیں خرچ کیں جنت کے دربان اُس کی طرف لپکیں گے اور کہیں گے اے اللہ کے بندے! اے مسلم یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر کے گال پر تھپکی دے کر فرمایا بے شک تو اُن میں سے ہے۔

اِس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔

زوجین کی شرح

حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد زوجین آیا ہے اور زوجین کیا ہے؟ کہا! دو گھوڑے یا دو غلام یا دو اُونٹ اور ایسے ہی بعض علماء نے اِس کی تفسیر کی ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درہم و دینار کے علاوہ دو چیزیں بیان کیں، پیسے اور کھانا، جوتا اور لگام۔

باجی نے کہا! اگر چاہیں تو اِسے دو نمازوں یا دو دِنوں کے روزے کے عمل کے ساتھ محمول کریں اور زوج اصل میں ہر چیز کی صنف اور نوع ہے اور ہر دو چیزوں کی دو متفرق یا دُوسری دو مثلیں ہیں پس دونو زوجین ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک زوج ہے اور مُراد و قسم کا مال خرچ کرنا ہے۔

ابو بکر انبیاء کے ساتھی بنیں گے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا! انبیاء وصدیقین کے ساتھ ابوبکر آئیں گے اور فرشتے انہیں اپنے ساتھ لے کر تیزی سے جنت کی طرف جائیں گے۔

اِس سے پہلے اِس کی مثل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں روایت بیان ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مخصوص حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے مگر اُس میں انبیاء وصدیقین کا ذکر نہیں۔

جنت کی خاص نعمت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں بخت کی مانند پرندہ جنت کے درخت میں اُترتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ پرندہ نعمت ہے؟

آپ نے فرمایا! اُسے انعام یافتہ کھائیں گے اور آپ نے فرمایا! مجھے اُمید ہے کہ تُو اُس سے کھائے گا۔

اخرجہ احمد۔

کھانے میں شجر طوبیٰ کا پرندہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس طوبیٰ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا! اے ابوبکر تمہیں معلوم ہے طوبیٰ کیا ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی! اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا! طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے جس کی طوالت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اُس کی ٹہنی کے نیچے ستر سوار چل سکتے ہیں اُس پر بخت کی مثل پرندہ رہتا ہے۔

حضرت ابوبکر نے کہا! یارسول اللہ وہ ناعم کے لیے ہے؟

آپ نے فرمایا! جو اُسے کھائے گا اُس کے لیے نعمت ہے اور اے ابوبکر انشاء اللہ

تعالیٰ تو اُسے کھانے والوں میں سے ہے۔

خرجہ، خلعی۔

جنت کا اُونچا بُرج

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب میں شبِ اسریٰ کو جنت میں داخل ہوا تو میں نے ریشم کا اُونچا بُرج دیکھا، میں نے کہا! اے جبریل یہ بُرج کس کے لیے ہے؟ اُس نے کہا! ابوبکر کے لیے۔

خرجہ، فی فضائلہ

جنت کے گلُاب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں حُوریں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے گلابوں کے ساتھ پیدا کیا ہے اُنہیں گلاب کے پھول کہتے ہیں اُن کے ساتھ نبی یا صدیق یا شہید کے علاوہ کسی کی شادی نہ ہوگی اور ابوبکر کے لیے اُن میں سے چار سو (حُوریں) ہیں۔

مرحبا اِدھر آئیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت میں ایک شخص داخل ہوگا تو کوئی گھر اور بالا خانے والا ایسا نہ ہوگا جو اُسے یہ نہ کہے کہ مرحبا ہماری طرف آئیں، ہماری طرف آئیں۔

حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یارسول اللہ! اِس دن میں، **ماثوا علیٰ ھذ الرجل** یعنی اس پر کوئی شخص پہلے قائم ہوگا۔

آپ نے فرمایا! اجل یعنی ہاں اور اور تُو اے ابوبکر وہ شخص ہے۔

اِس کی تخریج ابو حاتم نے کی اور فضائل میں نقل کیا کہ **ماثوا هذا الرجل اسقاطِ** علیٰ کے ساتھ مثلث کے ساتھ ہے اور کہا۔ ثوی اِقامت ہے کہتے ہیں ثوٰی یثوی ثو یعنی امام الاول۔ اور جواب کے لیے اجل زیادہ مناسب ہے۔

اس میں اختلاف نہیں

ابو عمرو وغیرہ نے کہا کہ اِن الفاظ میں اختلاف نہیں کرتے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بدر اور حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ موجود تھے اور اُن کے علاوہ کوئی صحابی آپ کا رفیق نہ ہوتا اور بے شک وہ غار میں آپ کے مُونس تھے اور بے شک وہ مرتدین کے قتل پر قائم ہوئے اور اِس میں اُن کی رائے کی فضیلت اور باوجود احتساب کے معاملہ میں نرم دل ہونے کے اُن کی شدت ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ساتھ دین کو ظاہر فرمایا اور دین سے پھرنے والا ہر مُرتد اُن کے سامنے قتل ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر ظاہر ہُوا اور لوگ اِسے ناپسند کرتے تھے۔

ہر غزوہ میں شامل تھے

صاحب صفوت نے کہا کہ علمائے تاریخ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی اور اُنہوں نے کوئی غزوہ فوت نہیں کیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اُحد کے دن ثابت قدم رہے جب کہ لوگ بھاگ گئے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُنہیں تبوک کے دن بڑا جھنڈا عطا فرمایا اور وہ اسلام اور قبل اسلام کے زمانہ میں شراب کے نشہ سے پاک رہے اور بے شک وہ شُبے والی چیز سے پرہیز کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر خیر ہی خیر ہیں

طارق سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس

آ کر کہا! حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے آدمی تھے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا! وہ خیر ہی خیر تھے یا فرمایا کہ اُن پر ہر خیر کی انتہا تھی۔

اِس روایت کی تخریج ابو عمر نے ''الاستعیاب'' میں کی۔

خیر تین سو ستر خصائل ہیں

عبدِ خیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! خیر تین سو ستر خصائل پر مشتمل ہے جب اللہ تعالیٰ کسی سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے ان میں سے کوئی ایک خصلت عطا فرما دیتا ہے جس کے ساتھ اُسے جنت میں داخل فرماتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! یا رسول اللہ اِس میں سے کوئی چیز مجھ میں ہے؟ آپ نے فرمایا! ہاں تجھ میں سب جمع ہیں۔

اِس روایت کی تخریج صاحبِ فضائل نے کی اور ابنِ بہلول نے مسلمان بن یسار سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روایت بیان کی۔

ابوبکر بارش کی مثل ہے

حضرت ربیع بن انس سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر آسمانی کتاب کے شروع میں لکھا ہے کہ ابوبکر کی مثل بارش کی سی ہے جب بھی واقع ہو فائدہ پہنچائے۔

اِسے صاحبِ فضائل نے بھی نقل کیا اور کہا حسن حدیث ہے۔

حضور سے رشتہ مصاہرت ذریعہ جنت ہے

اِس سے پہلے عشرہ مبشرہ کے علاوہ باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ

حضرت ابوبکر کی مصاہرت کا بیان ہوا اور آپ کی طرف مصاہرت دوزخ پر حرام ہونے اور جنت میں جانے کا موجب ہے۔

حضرت ابنِ عمر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے نسب اور صہر کے علاوہ ہر نسب اور صہر منقطع ہو جائے گا۔

اِس روایت کو تمام رازی نے فوائد میں نقل کیا اور انشاء اللہ تعالیٰ اِس کی کیفیت اُمہات المومنین کے مناقب کے باب میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی تزویج مبارک کے واقعہ میں آئندہ بیان ہوگی۔

ابوبکر مجھے ایسے ہے جیسے میں اپنے رب کو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ کھڑے دیکھا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو اُن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مصافحہ اور معانقہ فرمایا اور ان کے چہرہ کو بوسہ دیا اور فرمایا! اے ابوالحسن میرے نزدیک ابوبکر کی قدر و منزلت ایسے ہے جیسے میری قدر و منزلت میرے رب کے نزدیک ہے۔

اِس روایت کی تخریج ملاء نے سیرت میں کی۔"

میری سمع و بصر کی طرح ہو

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بدر کے دن حضرت ابوبکر کو فرمایا! کہ تم لشکر کی پہلی صف میں جانا چاہتے ہو؟ پس اُنہیں روک دیا اور فرمایا! کیا تم جانتے ہو تم میرے نزدیک میری سمع اور بصر کی طرح ہو۔

اِس روایت کی تخریج واحدی نے کی اور ابوالفرج نے اِسے "اسبابِ نزول" میں اس

آیت کریمہ کے تحت نقل کیا۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

''تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کی۔''

(سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

کیا حضرت ابوبکر حضور سے عُمر میں بڑے تھے

زید بن اصم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر کو فرمایا میں بڑا ہوں یا تم بڑے ہو؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! نہیں بلکہ آپ مجھ سے بڑے ہیں، مجھ سے اکرام والے ہیں اور مجھ سے بہتر ہیں اور میں آپ سے عمر میں بڑا ہوں۔

(یہ روایت خلافِ واقعہ ہونے کی صورت میں وضعی قرار پائے گی کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو سال چند ماہ چھوٹے تھے۔ مترجم)

آدابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اِس روایت کی تخریج ضحاک نے بھی کی اور حسن نے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت لینے لگے تو اُس مقام سے الگ مقام پر کھڑے ہوئے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیام فرماتے تھے۔

''خرجہ حمزہ ابن الحارث۔''

حضرت سہل بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے لوگو ابوبکر سے مجھے کوئی بُرائی نہیں پہنچی اِس بات کو جان لو۔ خرجہ الخلعی''

رسول کا راز کیسے افشاء کرتا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بدری صحابی حضرت خنیس بن حذافہ سے بیاہی ہوئی تھیں خنیس فوت ہو گئے تو میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر کہا! اگر آپ چاہیں تو حفصہ سے نکاح کر لیں، اُنہوں نے فرمایا! میں غور کروں گا۔

پھر وہ مجھ سے ملے تو اُنہوں نے اُس روز شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ پس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور اُن پر حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیش کیا تو وہ خاموش رہے جس پر مجھے غصہ آ گیا پھر کچھ دن انتظار کیا تو حفصہ سے نکاح کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیغام بھیجا تو آپ کے ساتھ اُن کا نکاح کر دیا۔

پھر میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی تو اُنہوں نے کہا! شاید آپ مجھ پر ناراض ہوں گے میں نے آپ کو جواب کیوں نہ دیا۔ اُنہوں نے کہا! ہاں ،فرمایا! مجھے جواب دینے میں کوئی چیز مانع نہ تھی مگر میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ خود نکاح کرنے کا مجھ سے ذکر کیا تھا پس میرے لیے ممکن نہیں تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا راز افشاء کرتا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چھوڑ دیتے تو میں نکاح کر لیتا۔ (بخاری)

حضور کے قریبیوں سے محبتِ ابوبکر

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قرابت دار مجھے اپنی اصل کے اقرباء سے زیادہ محبوب ہیں۔

بزرگوں کی بزرگی بزرگ ہی جانتے ہیں

اِس سے پہلے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بیان ہوا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! مجھے ابی تمس اپنے باپ کے ایمان لانے سے حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کی زیادہ خوشی ہے کیونکہ یہ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تُو نے سچ کہا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے اصحاب آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے اور اور کھڑے کھڑے سلام کہنے کے بعد ایک نظر حاضرین پر ڈالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کے چہروں کی طرف دیکھا تا کہ وہ اُن کے لیے جگہ نکالیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی دائیں طرف تشریف فرما تھے پس وہ حضرت علی علیہ السلام کے لیے سمٹ گئے اور کہا اے ابا الحسن تشریف لائیں چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان تشریف فرما ہو گئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اِس واقعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُخِ انور پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسرّت دیکھی، پس آپ نے فرمایا اے ابا بکر! بے شک بزرگوں کی بزرگی کو بزرگ ہی جانتے ہیں۔

اِس روایت کو احمد بن حنبل نے مناقب میں اور خلعی اور ابن سمان نے نقل کیا۔

آپ کے ہی باپ کا منبر ہے

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت اِس کے قریب ہے کہ وہ حضور نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منبر پر تشریف فرما تھے کہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام نے اُن کی طرف منبر پر چڑھتے ہوئے فرمایا! میرے باپ کے منبر سے اُتر جائیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! یہ آپ ہی کے باپ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں پھر آپ رونے لگے اور امام عالی مقام کو گود میں اُٹھا کر روتے رہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! خدا کی قسم یہ میرے مشورے سے نہیں ہوا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! خدا کی قسم میں آپ کو متہم نہیں کرتا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اِس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ تشریف لائے اور فرمایا! میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر فرمایا! خدا کی قسم میں نے انہیں یہ حکم نہیں دیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! خدا کی قسم میں آپ کو متہم نہیں کرتا۔"

حضور کے وعدوں کا ایفاء

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر کے پاس بحرین سے مال آیا تو اُنہوں نے فرمایا! اِس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک کیا وعدہ ہے؟

پس میں آ کر کھڑا ہوا تو میں نے اپنے آپ سے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک وعدہ تو مجھے فرمایا! تیرا کیا وعدہ ہے؟

میں نے کہا! مجھے فرمایا ہے اگر اللہ مجھے مال عطا فرماتا تو میں تیرے لیے ایسے اور ایسے تین مٹھیاں نکالتا، کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسا میں نے کہا تھا میرے لیے تین مٹھیاں نکال دیں۔

حدیث حسن صحیح۔

نبی کی ہتھیلی علی کی ہتھیلی

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اُنہوں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جس سے وعدہ ہے و
کھڑا ہو جائے۔

پس ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ مجھ
سے تین مٹھی کھجوروں کا وعدہ ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ
الکریم کو بُلوا کر کہا اے ابوالحسن! اِس شخص کا گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِس
کے ساتھ کھجوروں کی تین حثیات کا وعدہ فرمایا ہے، پس اِسے تین مٹھیاں دے دیں، حضرت علی
کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُسے کھجوریں عطا فرمائیں، حضرت ابوبکر نے کہا کہ اُن کھجوروں کو گنا
گیا تو اُن کی تعداد ساٹھ تھی اور دوسری مٹھی میں بھی ایک بھی کھجور زائد نہ تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اللہ اور اُس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم نے سچ فرمایا! ہجرت کی رات جب ہم غار سے مدینہ منورہ کے ارادے سے نکلے تو
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میری ہتھیلی اور علی کی ہتھیلی گنتی میں برابر ہے۔ ابن سمان
نے اِس روایت کی تخریج الموافق میں کی۔

پوری اُمت کا ثواب

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت ابوبکر کے لیے یہ فرماتے ہوئے سنا اے ابا بکر اللہ تبارک وتعالیٰ
نے مجھے تخلیق آدم سے میری بعثت تک اُس پر ایمان لانے والوں کا ثواب عطا فرمایا ہے
اور تجھے میری بعثت سے قیامت تک مجھ پر ایمان لانے والوں کو ثواب عطا فرمایا ہے۔

تشریح:

اِس سے قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خصائص میں بیان کیا گیا ہے کہ اُن کے خصائص میں سے ایک بزرگی اُن کا اشجع الناس ہونا ہے، اُن کی خصوصیتوں میں یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو سمجھ لیتے تھے اور آپ کے اُمور کو لوگوں سے زیادہ جانتے تھے اور ہم نے اِس کا ذکر اُن کے علم اور زیادہ جاننے کے بیان میں کیا ہے پس یہاں بھی جو اِس بیان کے ساتھ شامل ہے ملاحظہ فرمائیں۔

پیٹ میں لڑکی ہے، (کرامت)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ اُن کے مال سے بیس وسق پُرانی عمدہ کھجوریں تھیں، جب اُن کا وقتِ احتضار آیا تو فرمایا! اے بیٹی! خدا کی قسم لوگوں میں سے کسی کا نفع مجھے اپنے بعد تجھ سے زیادہ محبوب نہیں اور نہ ہی اپنے بعد تجھ سے زیادہ کسی کا فقر عزیز ہے میں نے تیرے لیے بیس وسق عمدہ کھجوریں رکھی ہیں پس اگر تُو چاہے تو اُنہیں اپنے لیے محفوظ کر لے۔

اور بے شک اُس روز وارث کا مال ہوگا اور وہ تیری بہنیں اور بھائی ہیں، کتاب اللہ کے مطابق اُسے آپس میں تقسیم کر لینا۔ میں نے کہا ابا جان! اگر ایسے اور ایسے میں اپنا حصہ اپنی بہن اسماء کے لیے چھوڑ دوں تو بے شک وہ اسماء ہیں میری دوسری بہن کون ہے؟ آپ نے فرمایا! جو بنتِ خراجہ کے پیٹ میں ہے میں اُسے لڑکی دیکھ رہا ہوں۔

اِس روایت کی تخریج موطاء میں کی اور ابو معاویہ ضریر نے اِسے نقل کرتے ہوئے زیادہ کیا کہ اُس پیدا ہونے والی لڑکی کے ساتھ اُنہوں نے بھلائی کی وصیت کی اور فرمایا یہ بات میرے دل میں ڈالی گئی ہے کہ لڑکی پیدا ہوگی چنانچہ حضرت اُم کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔

عدی بن حاتم کا وعظ

بنی طے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال پاک ہوا تو عرب مُرتد ہو گئے اور اُنہوں نے دین چھوڑنے اور زکوٰۃ ادا نہ دینے کا عزم کیا پس اُن میں سے عدی بن حاتم نے اُٹھ کر اُنہیں نصیحت کی اور اللہ تعالیٰ کا خوف دلایا پر اُن کے ساتھ زید الخیل نے معاونت کی۔ پھر حضرت عدی بن حاتم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بنی طے کی زکوٰۃ لے کر آئے اور آپ کو سلام کہا، پھر اُنہیں کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ہاں تُو عدی ہے اور وہ جو شخص ہے لوگوں کے کفر کے زمانہ میں ایمان لایا اور تو آیا جب لوگ پھر گئے اور جب اُنہوں نے غداری کی تو تُو وفا کیش رہا، میں تجھے اور تیرے ساتھی زید الخیل دونوں کو نہ پہچانتا تو تم دونوں کو اللہ جانتا ہے۔

اِس سے قبل اہلِ ارتداد کی جنگ میں اُن کا قول بیان ہوا کہ خدا کی قسم! اگر کسی نے زکوٰۃ کی ایک رسی دینے کا انکار کیا اور ایک روایت میں ہے کہ زکوٰۃ کی وہ رسی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ادا کرتے تھے مجھے نہیں دیں گے تو میں اُن سے جنگ کروں گا۔

باغِ فدک

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے لیے تقسیم میراث کا سوال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میراث تقسیم کرنے کے لیے کہا اور وہ اُس وقت فدک کی زمین اور خیبر کے حصہ کا مطالبہ کر رہے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم سے سُنا کہ ہمارا ترکہ صدقہ ہے اُس کا وارث نہیں، بے شک آل محمد جو اِس مال سے کھاتے تھے اور خدا کی قسم! میں کسی کو نہیں دوں گا اور جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کرتے دیکھا ویسا ہی کیا ہے اور ایک روایت میں زیادہ ہے کہ میں اِس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر میں آپ کے حکم سے کوئی چیز ترک کردوں تو ٹیڑھا ہو جاؤں، پھر اُنہوں نے طویل حدیث بیان کی۔

(بخاری، مسلم)

اور نفی میراث میں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے جن میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ ہیں۔

کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میری وراثت سے درہم و دینار تقسیم نہ کرو میں نے اپنی ازواج کے لیے چھوڑے ہیں اور جو میرے عامل کا مختانہ ہے وہ صدقہ ہے۔

(بخاری)

صحابہ کی گواہی

حضرت ابن عمر، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص ، حضرت زبیر بن عوام ، حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نفی میراث کی حدیث بیان کی اور حضرت عمر، حضرت طلحہ، حضرزبیر، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اِس امر کی قسم اُٹھائی ، پس کہا! تم اُس ذات کے اذن سے قسم کھاؤ جس کے ساتھ زمین و آسمان قائم ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارا ترکہ میراث نہیں صدقہ ہے۔ لوگوں نے کہا! ہاں ہم جانتے ہیں۔

اِس روایت کی تخریج خلعی نے کی۔

اہلِ بدعت کی اختراع

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ آپ کا ترکہ مطلقاً وراثت نہیں اور اگر آپ کا ترکہ مذکورہ نفقہ پر خرچ کیا جائے اور پھر جو اُس

سے زیادہ ہو اُسے صدقہ کیا جائے اور یہ اُس روایت کی تردید کرتی ہے جس میں ہے کہ ہمارا ترکہ نصب کے ساتھ صدقہ ہے تو اگر وہ صحیح ہے تو یہ غلط ہے مگر غالب امر یہ ہے کہ اِسے بعض بدعتیوں نے وضع کیا ہے تا کہ میراث کو صدقہ ثابت کیا جائے جس میں ترکہ صدقہ کے لیے ہو۔

فدک کی دوسری روایت

عبداللہ بن ابی بکر بن عمر بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا! مجھے فدک دے دیں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے عطا فرما رکھا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی آپ نے سچ فرمایا ہے ولیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اِسے تقسیم فرماتے تھے اور اس میں سے آپ اپنے گھر والوں کی ضروریات کے لیے دینے کے بعد باقی ماندہ محتاجوں، مسکینوں اور مسافروں کو عنایت فرماتے تھے تو آپ اس کے ساتھ کیا کریں گی؟

آپ نے فرمایا! اِس میں ویسے ہی کریں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر نے کہا! اور آپ کے لیے مجھ پر ہے کہ ویسے ہی کروں جس طرح آپ کے ابا جان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا کرتے تھے۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا! خدا کی قسم آپ اسے ایسا ہی کرتے تھے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ! خدا کی قسم ہاں

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا! میں گواہی دیتی ہوں۔

پس ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں اُس سے ضروری اخراجات کے لیے عطا فرمایا اور باقی فقراء و مساکین اور مسافروں میں بانٹ دیا۔

حضرت عمر اور حضرت علی نے کیا کِیا

پھر فدک کے متولی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوئے تو اُنہوں نے بھی ایسا ہی کیا پھر حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی ایسا ہی کیا پس اُنہیں اِس کے بارے میں کہا گیا تو اُنہوں نے فرمایا! مجھے ایسی چیز کو توڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے حیاء آتی ہے جسے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کیا۔

ابی طفیل سے روایت ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائیں تو فرمایا اے رسول اللہ کے خلیفہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وارث آپ ہیں یا اُن کے گھر والے؟

حضرت ابوبکر نے فرمایا! نہیں۔ بلکہ اُن کے گھر والے ہیں۔

جناب سیدہ نے فرمایا! تو خُمس کیا ہے؟

حضرت ابوبکر نے فرمایا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ بے شک جب اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو کھلاتا ہے پھر اُس سے اُس کے بعد والے کے لیے روک لیتا ہے۔

پس جب میں ولی ہوا تو میں نے دیکھا کہ اِسے مسلمانوں پر لوٹا دوں۔

جناب سیدہ نے فرمایا! آپ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زیادہ جانتے ہیں اور واپس تشریف لے آئیں۔

اِس روایت کو ابن سمان نے موافق میں نقل کیا۔

فدک کی ایک اور روایت

مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اُن کے خلافت کے زمانہ میں

تشریف لائے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا حصہ طلب کرنے کیلئے گئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا حصہ مانگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصرف میں تھا اور آپ کے پاس آدھا خیبر اٹھارہ حصص اور بنی قریظہ '' فدک کی زمین کے چھتیس حصے تھے، پس دونوں نے کہا کہ یہ ہمیں لوٹا دیں، بے شک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قبضہ میں تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر دو حضرات کو فرمایا! میں نے یہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا ہے! ہم گروہِ انبیاء کا ترکہ وراثت نہیں صدقہ ہے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت نے کھڑے ہو کر کہا ہم اِس کی گواہی دیتے ہیں۔

دونوں نے کہا! اسے چھوڑ دیں ہمارے ہاتھ وہی ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ ہوا۔ کہا! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اِس کا مالک کسی کو نہیں دیکھتا اور میں اُسے اُسکی اُس جگہ پر رکھنے کا آپ دونوں سے زیادہ حق دار ہوں، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے رکھا تھا، پس اُنہوں نے اُن دونوں کو فدک وغیرہ دینے سے انکار کر دیا۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو دونوں حضرت اُن کے پاس تشریف لائے تو اُنہوں نے اُنہیں یہ باغات دے دیئے اور اُن سے عہد لیا کہ اِن سے تم وہی عمل کرو گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کرتے تھے۔ تمام رازی نے اِس سیاق کے ساتھ اِس روایت کو فوائد میں نقل کیا اور اِس مفہوم کو درست کہا۔

عافیت طلب کریں

حضرت معاذ بن رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور رو کر فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم پہلے سال منبر پر کھڑے ہوئے تو رو دیئے تھے، پھر کہا اللہ تعالیٰ سے بخشش اور عافیت طلب کریں تو بے شک یقین کے بعد عافیت سے بہتر کوئی عطا نہیں۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور حافظ دمشقی نے اِسے موافقات میں نقل کیا۔

حضرت ابوبکر اُمت کا باپ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھے تیرے دو باپوں یعنی زبیر اور ابوبکر نے فرمایا! جو لوگ زخم پہنچنے کے بعد اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پکارتے ہیں۔ (مسلم)

بخاری نے اس روایت کو طویل قصہ میں بیان کیا جو انشاء اللہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں آئے گا۔

حضرت ابوبکر سے نماز سیکھنے والے

عبدالرزاق سے روایت ہے کہ اہلِ مکہ نے کہا وہ کہتے تھے ہم نے نماز ابن جریج سے لی ہے، ابن جریج نے عطاء سے عطا نے ابنِ زبیر سے ابنِ زبیر نے حضرت ابوبکر سے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لی ہے۔

اس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے صفوت میں کی۔

ہم غافل نہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور دونوں رکعت میں سورۃ بقرہ تلاوت کی، جب آپ نے سلام پھیرا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اُنہیں کہا کہ اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! آپ نے سلام نہیں پھیرا یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ سورج طلوع ہو گیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اگر طلوع ہوتا تو ہمیں غافل نہ پاتا۔

اِس روایت کی تخریج بغوی نے اور تلخیص میں ذہبی نے کی پہلے باب الشیخین میں رات کے شروع میں اُن کے وتر کے سلسلہ میں بیان ہوئی۔

حضرت ابوبکر کی دُعا

حضرت عبداللہ بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی! مجھے ایسی دُعا سکھائیں جس سے میں اپنی نماز میں دعا کروں۔ آپ نے فرمایا! کہہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

(بخاری مسلم)

”یعنی الٰہی میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا اور گناہوں کو کوئی بخشنے والا نہیں مگر تو بخشنے والا ہے پس تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔“

دوسری دُعا

ابی راشد خیرانی نے کہا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اُنہیں کہا ہمیں وہ حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنی ہے؟

کہا! مجھے ایک صحیفہ ملا اُسے دیکھا تو اُس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت تھی کہ اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے ایسی دُعا سکھائیں جو میں صبح شام کیا کروں۔ آپ نے فرمایا! اے ابا بکر

قل اللھم فاطر السماوات والارض عالم الغیب والشھادۃ لا الٰہ الا انت رب کل شیء وملیکہ اعوذبک من شر نفسی ومن شر شیطان وشرک وان اقترف علی شرا او اجرہ الی۔ مسلم

کہہ! الٰہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، غیب وحاضر کو جاننے والے کوئی معبود نہیں مگر تو ہر چیز کے رب اور مالک میں تیرے ساتھ اپنے نفس کے شر اور شیطان کے شر اور اُس کے شرک سے پناہ مانگتا ہوں۔

اِس روایت کی تخریج ابی عرفہ عبدی نے اور اُس سے ترمذی نے کی اور میرے نزدیک اِن دونوں طریق کے علاوہ یہ ہے کہ صبح شام کے وقت تو یہ دُعا کر۔

تیسری دعا

ابن یزید مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دُعا تھی:

اللھم حب لی ایمانا ویقینا ومعافۃ ونیۃ

الٰہی مجھے ایمان ویقین اور عافیت ونیت بخش دے۔

اس روایت کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی۔

چوتھی دُعا

معاویہ بن قرہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے:

اللھم اجعل خیر عمری آخرہ وخیر عملی خواتمہ وخیر ایامی یوم لقائک

الٰہی ! میری عمر کے آخر کو بہتر فرما اور میرے عمل کے خاتمے کو بہتر فرما اور میرے اپنی ملاقات کے دن کو بہتر فرمانا۔

اس روایت کی تخریج صاحبِ فضائل نے کی اور خجندی نے نقل کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا اِلٰہ الا اللہ کا ورد کثرت سے کیا کرتے تھے۔

انواعِ احسان پر مشتمل بیان

اِس سے قبل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں ایک دن میں مختلف نیکیاں کرنے کی خصوصیت اور اُن کے لیے جنت کی گواہی کی فضیلت بیان ہوئی۔

جنت کے ہر دروازے سے بُلایا جانا

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن انسان کو اُس کے افضل عمل کے ساتھ بلایا جائے گا اگر اُس کا افضل عمل نماز ہے تو اُس کے ساتھ بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی وہاں کسی ایک کو دو عملوں سے بھی بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا! ہاں تجھے۔

ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازوں سے باب الریان سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کوئی ایسا بھی ہوگا جسے اِس دروازے سے بلایا جائے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں وہ تُو ہے۔

اِن دونوں روایات کی ''فضائلِ ابوبکر'' میں تخریج کی گئی۔

فرشتے پھول لے کر بُلائیں گے

حضرت ابو ہریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو چیزیں خرچ کریں گے جنت کے دروازوں پر ملائکہ خوشبودار گلدستوں کے ساتھ اُسے ندا دیں گے۔ اے عبداللہ! اے مسلمان ادھر آئیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! بے شک اس شخص کے لیے اس میں

حسنِ آخرت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے ابوبکر مجھے اُمید ہے اُن سے ہوں گے بلکہ تو اُن میں سے ہے۔

جگر جل اُٹھتا تھا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد اُن کی زوجہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے گھر میں افعال واعمال کے بارے میں دریافت کیا؟ اُنہوں نے اُن کے قیام شب اور اُن کے اعمال کے بارے میں بتایا پھر کہا، وہ ہر جمعہ کی رات کو وُضو فرما کر عشاء کی نماز ادا کرتے پھر مراقبے کی صورت اپنے سر کو کندھوں پر ڈال کر قبلہ رُو ہو کر بیٹھ جاتے اور اِس مراقبے سے صبح کے وقت سر اُٹھاتے اور سانس اُوپر کھینچتے تو گھر میں کلیجہ بھوننے کی خوشبو آتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا بے شک ابنِ خطاب کے لیے جگر بھونتا ہے۔

خرجہ ملاء فی ''سیرتہ''

دُنیا سے بے رغبتی

اِس سے پہلے کتاب ''الشیخین'' میں بیان ہوا کہ اُنہوں نے اپنا تمام مال نکال دیا تھا اور باب ابوبکر وعمر اور علی رضی اللہ عنہم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حدیث بیان ہوئی کہ اگر ابوبکر کو امارت دو گے تو اُنہیں دنیا میں بے رغبت اور آخرت میں راغب پاؤ گے۔

اور اُن کے عباء بوریہ کو زیب تن کرنے کی حدیث اُن کے خصائص کی فصل میں اُن کی مواساتِ رسول کی خصوصیت میں بیان ہوئی۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیاس لگی تو اُن کے لیے برتن لایا گیا جس میں پانی اور شہد تھا، جب اُنہوں نے اُسے اپنے

منہ کے قریب کیا تو رونے لگے۔

یہاں تک کہ جو اُن کے پاس تھا وہ بھی رونے لگا۔ پس آپ ساکت ہو گئے اور لوگ خاموش نہ ہوئے، آپ دوبارہ رونے لگے یہاں تک کہ لوگ اُن سے پوچھنے کی طاقت نہ رکھتے تھے، پھر اُن کے چہرے پر ہاتھ پھیرا گیا تو آفاقہ ہوا۔

لوگوں نے کہا! اے ابوبکر آپ کو یہ کس چیز نے رُلایا، فرمایا! میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ کوئی چیز ہٹا رہے تھے اور فرماتے تھے میں تیری طرف متوجہ نہیں ہوں گا۔

میں نے آپ کے ساتھ کوئی چیز نہ دیکھی تو میں نے کہا یارسول اللہ! میں آپ کو کوئی چیز ہٹاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں لیکن آپ کے ساتھ کوئی چیز نہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے لیے دُنیا اور جو اِس میں ہے مثالی صورت میں آیا ہے تو میں نے کہا مجھ سے تیری طرف توجہ نہیں ہوتی پس اُسے پیچھے ہٹا دیا یا پچھاڑ دیا مگر خدا کی قسم اگر میں اُسے آزاد نہ کرتا مجھ سے تیرے بعد سے رہائی نہ پاتی پس مجھے خدشہ پیدا ہو گیا کہ میں دنیا سے مل رہا ہوں تو اِس پر مجھے رونا آ گیا۔

میں اپنے رب سے خوش ہوں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! یہ جبریل تجھ پر اللہ کا سلام پڑھتے ہیں اور تجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کیا تُو اپنے فقر پر خوش ہے یا ناراض؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا! میں اپنے رب پر ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے خوش ہوں، میں اپنے رب سے خوش ہوں۔

اس روایت کی تخریج حافظ ابنِ نعیم بصری نے کی۔

کاش میں کٹا ہوا درخت ہوتا

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے، کاش میں ایک کٹا ہوا درخت ہوتا، جس کے پتے جھاڑ کر کھائے جاتے۔

ابی عمران جونی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا! کاش اگر میں عبدِ مومن کے پہلو میں بال ہوتا۔

یہ دونوں روایتیں "صفوۃ" میں نقل کی گئیں۔

آواز کیسے پست ہو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

اے مومنو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اُونچی نہ کرو۔

(سورۃ الحجرات آیت ۲)

توحضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو نہ کرتے مگر جیسے راز کی بات کی جاتی ہے۔

اِس کی تخریج واحدی نے کی اور آپ کے فضائل میں روایت بالمعنیٰ بیان ہوئی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت طریق بن شہاب سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط

(سورۃ الحجرات آیت ۳)

بے شک وہ جو اپنی آوازیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس پست کرتے ہیں وہ ہیں جن کا دل اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ

لیا ہے۔

توحضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میرے نفس پر افسوس نہ کلام کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مگر جس طرح راز بیان کیا جاتا ہے۔

اِس روایت کی تخریج واحدی نے کی۔

بدلے کا ڈر

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس تھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ

(سورۃ النساء آیت ۱۲۳)

جو برائی کرے گا اُس کا بدلہ پائے گا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے فرمایا! اے ابا بکر کیا تجھ پر وہ آیت پڑھوں جو اللہ کے رسول کے دل پر نازل ہوئی ہے؟

میں نے عرض کی پڑھیں، آپ نے پڑھی تو میں نے عرض کی! میں نہیں جانتا مگر میں نے اپنی کمر ٹوٹتی ہوئی پائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے ابوبکر تیری کیا کیفیت ہے؟

میں نے کہا! یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، وائے ہم نے بُرے عمل نہیں کیے اور ہم اپنے عملوں کا بدلہ پائیں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے ابوبکر تو اور تیرے مومن ساتھیوں کا بدلہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو اور تمہارے لیے گناہ نہ ہوں گے، ولیکن دوسروں کے اعمال جمع ہوں گے اور قیامت کے دن اِن کے ساتھ بدلہ پائیں گے۔

اس روایت کی تخریج ''فضائل ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' میں کی گئی۔

ماوردی نے اِس روایت کی تخریج کرتے ہوئے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ سخت نہیں؟ آپ نے فرمایا! بے شک دُنیا میں جزاء پہنچتی ہے یعنی بدلہ ملتا ہے۔

زبان پر قائم رہنا

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی قسم نہیں توڑتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کے کفارہ کی آیت نازل فرمائی تو فرمایا! میں قسم پر قسم نہیں اُٹھاتا۔ پس میں نے اس سے اِس کے علاوہ خیر دیکھی سوائے اِس کے کہ وہ خیر لائی جائے اور میں قسم سے اِنکار کروں۔

اِس روایت کی تخریج ابی بکر برقانی نے حمیدی سے کی اور قیسر بن ابی حازم نے کہا! میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا وہ اپنی زبان کا کنارا پکڑ کر فرماتے یہ امر یہی مجھ پر لاتی ہے۔

خرجہ فی صفوت۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنی زبان کو پکڑ کر حرکت دی اور کہا یہ ان ذار اور دنی الموارد یعنی مجھ پر یہ واردات یہی لاتی ہے۔

اِس روایت کی تخریج صاحب فضائلِ ابی بکر نے کی اور ملاء نے اِس سیاق کے ساتھ اسے نقل کیا اور ابنِ حرب طائی نے اسے نقل کرتے ہوئے کہا! ان ابا بکر قال نسائی اوردنی الموارد یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میری زبان مجھ پر موارد لاتی ہے۔

مجھے امارت کی ضرورت نہیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کے پاس گیا تو آپ نے اپنی زبان کا کنارا پکڑ کر کہا! یہ مصیبتیں لانے والی ہے، پھر فرمایا اے عمر! مجھے تمہاری امارت کی ضرورت نہیں۔

پس میں نے کہا خدا کی قسم! نہ آپ مسافر ہیں اور نہ مستقل۔ خرجہ فی فضائلہ

اور روایت ہے کہ آپ زبان کی لغزش کے خوف سے منہ میں کنکریاں ڈال لیتے تھے۔

خرجہ، ملاء

تقویٰ کی انتہاء

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلام کے لیے خراج نکالتے تھے اور اُس کے خراج سے کھا لیتے تھے، ایک روز وہ کوئی چیز لایا تو آپ نے اُس سے کھالیا۔

غلام نے کہا! آپ جانتے ہیں یہ کیا ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کیا ہے؟

اُس نے کہا! میں جاہلیت کے زمانہ میں ایک انسان کی فال نکالتا تھا اور سب سے بہتر فال نکالنا اُسے دھوکا دینا ہوتا ہے۔ وہ شخص مجھے ملا تو اُس نے یہ چیز دی تھی جس سے آپ نے کھایا ہے، پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منہ میں انگلی ڈال کر اُلٹی کی اور پیٹ سے ہر چیز نکال دی۔ (بخاری)

ایسا ہی دوسرا واقعہ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام رات کو آپ کا کھانا لایا تو آپ نے اُس سے ایک لقمہ لیا تو غلام نے کہا کیا فرمایا! میں نے اِس پر بھوک برداشت کی ہے تُو اس کھانے کے ساتھ کہاں گیا تھا۔

اُس نے کہا! میں جاہلیت میں ایک قوم کے پاس جاتا تھا میرا اُن سے وعدۂ ملاقات

تھا چنانچہ آج میں اُن کے پاس گیا تو اُن کے ہاں شادی تھی ۔ یہ کھانا انہوں نے مجھے دیا تھا۔ آپ نے فرمایا! تجھ پر افسوس ہے تُو نے مجھے ہلاک کر دیا۔ پھر آپ نے اپنے حلق میں ہاتھ ڈال کر اُس لقمے کو نکالنا چاہا تو وہ نہ نکلا۔ اُس غلام نے کہا! یہ پانی کے بغیر نہیں نکلے گا، پس آپ نے پانی کا بڑا پیالہ منگوا کر پیا اور حلق میں اُنگلی پھیری تو اُس کے ساتھ وہ لقمہ نکل آیا۔ آپ نے فرمایا! اللہ تجھ پر رحم کرے جو اس لقمہ کے علاوہ کھانا ہے تو کھالے۔

پس آپ نے فرمایا! اگر یہ لقمہ میری جان کے ساتھ بھی نکلتا تو میں اِسے نکال دیتا کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے! ہر وہ جسم جو حرام مال سے پرورش پاتا ہے اُس سے آگ بہتر ہے پس میں ڈرا کہ اس لقمے سے میرے جسم میں کوئی چیز پرورش پائے۔

اِس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے ''صفوت'' میں اور ملاء نے ''سیرت'' میں کی۔

حضرت ابو بکر کیسے فیصلے کرتے

حضرت میمون بن مہران سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوئی جھگڑا آتا تو آپ کتاب اللہ میں دیکھتے، اگر اُس میں پاتے تو اُس کے مطابق فیصلہ کرتے اور اگر کتاب اللہ میں نہ ہوتا تو جو امر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جانتے اس کے مطابق فیصلہ فرماتے۔ اگر آپ اِس سے بھی نہ پاتے تو مسلمانوں کے پاس آکر پوچھتے کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس مقدمہ کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا تھا؟ کبھی کبھی لوگ چل کر اُن کے پاس آجاتے اور اُس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کا ذکر کرتے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے، اُس اللہ کے لیے تعریف ہے جس نے ہم میں ایسے لوگ پیدا کیے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت سے ہمارے نگراں ہیں۔

اسمٰعیلی نے اس روایت کی تخریج اپنی معجم میں اور صاحبِ فضائل نے فضائلِ ابو بکر میں کی۔

دادی کا وراثت میں حصّہ

قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دادی آئی اور اُس نے اپنی میراث کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا! تیرے لیے کتاب اللہ سے کوئی چیز نہیں اور میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت میں تیرے لیے کوئی چیز ہے، تاہم لوگوں کے پاس جا کر پوچھتا ہوں چنانچہ آپ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں موجود تھا کہ آپ نے دادی کو چھٹا حصہ دیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کیا تیرے ساتھ تیرے علاوہ کوئی اور بھی تھا۔ اُس نے کہا! میرے ساتھ محمد بن مسلمہ انصاری تھے، پس اُنہوں نے بھی مغیرہ کی مثل بتایا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس قانون کو نافذ کر دیا۔

مسند احمد بن حنبل، ابو داؤد، ابنِ ماجہ، ترمذی اور ترمذی نے اِس کی تصحیح کی ہے۔

حدیثیں جمع کر کے جلا دیں

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں! میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پانچ سو احادیث جمع کیں۔ ایک دن وہ سوئے تو لوٹنے لگے۔ مجھے غم پیدا ہو گیا تو میں نے کہا! ابا جان آپ کو کونسی چیز مضطرب کر رہی ہے مجھ سے کوئی شکایت ہے یا مجھ سے کوئی تکلیف دہ بات پہنچی ہے؟

صبح ہوئی تو اُنہوں نے مجھے فرمایا بیٹی! تمہارے پاس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث میں نے جمع کر رکھی ہیں وہ مجھے لا دو۔ میں نے اُنہیں لا کر دے دیں تو اُنہوں نے آگ منگوائی اور اُس میں اُنہیں جلا دیا۔ میں نے کہا ابا جان! آپ نے انہیں جلا کیوں دیا؟

اُنہوں نے کہا! میں رات کو اِس ڈر سے سو نہ سکا کہ اگر مجھے موت آ گئی اور یہ حدیثیں

میرے پاس ہیں ان میں مامون اور ثقہ شخص سے احادیث بیان ہوں اور اُس طرح نہ ہو جیسے مجھ سے حدیث بیان ہوئی تو لوگ اس کی تقلید کریں گے۔

ابوبکر کا مال بیت المال میں

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر مرض الموت طاری ہوا تو اُنہوں نے فرمایا! میرے مال میں جو زیادہ چیز دیکھیں اُنہیں حکومت کے خزانے میں جمع کرا دیں۔ پس لوگوں کو وہ مال دے کر خلیفہ کے پاس بھیج دیا، پھر ہم نے دیکھا اُن کے پاس ایک غلام تھا جو بچوں کو اُٹھایا کرتا تھا اور ایک آب کش اونٹ تھا جس سے باغ کو پانی دیتے ہیں ہمیں ان دونوں کے ساتھ بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے اُنہوں نے اپنے بعد والوں کو سخت مشکل میں ڈال دیا ہے۔

اِس روایت کو صاحب صفوت اور فضائل نے نقل کیا ہے۔

کھانے اور لباس کے سوا کچھ نہیں لیا

ابن قتیبہ نے المعارف میں یہ روایت بیان کی اور اُس کے لفظ ہیں: اے بیٹی! ابوبکر کے مال میں جو زیادہ دیکھے وہ مسلمانوں کو واپس کر دے یہ اس امر میں ہمارے ولی ہیں۔ خدا کی قسم! ہمیں اُن کے مال سے اُتنا ہی پہنچا ہے جو دلئے کے کھانے کی صورت میں ہمارے پیٹوں نے کھا لیا اور موٹے کپڑوں کی صورت میں ہماری پشتوں نے پہن لیا۔ پھر اُنہوں نے اپنے جوان اُونٹ کی طرف دیکھا اور اُن کے ننگے جسم پر ایک بوسیدہ سی مخملی چادر تھی جو پانچ درہم کے برابر بھی نہ تھی۔ جب آپ کا پیامی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں کہا اے امیر المومنین! کیا یہ آپ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹوں سے چھین لیں گے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یقیناً ربِ کعبہ کی قسم! ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں بھی گناہوں سے اجتناب کیا ہے اور وہ اِسے اپنی موت کے بعد بھی برداشت نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحم فرمائے اُن کے بعد سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

میری چادر کو کفن بنالینا

بغوی نے معجم میں اِس مفہوم کی روایت نقل کرتے ہوئے مزید کہا کہ حضرت ابو بکر نے فرمایا! اے بیٹی! میں قریش میں بڑا تاجر تھا اور اُن میں زیادہ مالدار تھا، پس خلافت میں مشغول ہوا تو میں نے دیکھا کہ مجھے اِس مال سے جو مِلا ہے وہ یہ سُوتی کپڑے کی عباء دودھ دوہنے والے دو برتن اور دو غلام ہیں، جب میں فوت ہو جاؤں تو یہ سب کچھ فوراً ابن خطاب کی طرف بھیج دینا۔ اے بیٹی! جو کپڑا میں نے اوڑھ رکھا ہے اسی کا میرا کفن بنالینا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں! میں نے روتے ہوئے کہا! ابا جان ہم اِس سے بہتر دیں گے۔

اُنہوں نے فرمایا! اللہ تعالیٰ تیری بخشش فرمائے میت کا کفن ہی تو ہے۔

فرمایا کہ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو میں نے ابنِ خطاب کی طرف اس امر کا پیغام بھیجا، حضرت عمر نے کہا! اللہ تعالیٰ آپ کے باپ پر رحم فرمائے۔

نہ دینار تھے نہ درہم

قلعی نے اِن دونوں معنوں کی روایت کرتے ہوئے اِس قول کے بعد کہا! جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی بھیجی ہوئی چیزیں پہنچیں تو اُن میں نہ دینار تھے نہ درہم سوائے خادم اور ناقہ اور دودھ دوہنے والے کے کیونکہ یہی چیزیں اُن کے پاس تھیں چنانچہ جب اُن کے جنازے سے واپسی پر اِن چیزوں کے بارے میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ

نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے۔ اُنہوں نے اپنے بعد آنے والے کو مشکل میں ڈال دیا۔

مصطفائی مہر ابوبکر کے حق میں

ابی عالیہ ریامی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کے اجتماع میں کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا کبھی آپ نے زمانہ جاہلیت میں شراب پی ہے؟

آپ نے فرمایا! میں اللہ کے ساتھ پناہ مانگتا، اور فرمایا! میں نے کبھی شراب نہیں پی، میرا سامان محفوظ ہے اور میں اپنے مال کی حفاظت کرتا تھا۔ تو جو شخص شراب پیتا ہے اُس کا سامان اور اُس کی مروّت دونوں ضائع ہو جاتے ہیں۔ جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا! ابوبکر نے سچ کہا ہے۔

زمانہء جاہلیت میں شعر گوئی نہیں کی

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اسلام کے زمانہ میں شعر نہیں کہا، یہاں تک کہ اُن کا وصال ہو گیا اور اُنہوں نے زمانہ جاہلیت میں بھی خود پر شراب کو حرام کر رکھا تھا۔

کسی سے سوال نہ کرو

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ جب کبھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے اُونٹ کی نکیل گر جاتی تو آپ اونٹ کو ہاتھ کی ضرب کے ساتھ تھپکی دے کر ٹھہراتے اور جھک کر مہار پکڑ لیتے۔ لوگوں نے کہا! آپ ہمیں حکم دیتے ہم آپ کو مہار پکڑا دیتے۔

آپ نے فرمایا! میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا تھا لوگوں

سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا۔

امام احمد بن حنبل اور صاحب صفوت نے اس روایت کو بیان کیا۔

کپڑے کی تجارت کا ایک سوال

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو مشکوک کپڑے کی تجارت کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کی طرف نہیں دیکھے گا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

اگر میرا کوئی کپڑا پھٹا ہوا نکل آئے، آپ نے فرمایا تو نے اُسے نہیں بنایا۔

خلیفہء رسول کپڑا بیچتا ہے

حضرت عطاء بن سائب سے روایت ہے کہ جس روز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اُس کی اگلی صبح کو کندھے پر تہبند ڈال کر بازار میں فروخت کرنے کے لیے آگئے، اُن کے ساتھ حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے کہا! اے خلیفہء رسول کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا! بازار کو جا رہا ہوں۔ دونوں نے کہا! آپ کو تو مسلمانوں کے امر کا ولی بنایا ہے؟

آپ نے فرمایا! میرے اہل وعیال کا کھانا کہاں سے آئے گا؟

اُنہوں نے کہا! آپ واپس آئیں تا کہ آپ کے لیے تنخواہ مقرر کریں، چنانچہ آپ اُن دونوں کے ساتھ واپس آگئے تو اِن کیلئے نصف بکری اور اُس کے سری پائے اور کلیجی وغیرہ روزانہ کی تنخواہ مقرر کی گئی۔

خرجہ فی ''صفوت''

عُمر ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نکلے تو اُن کی گردن پر اُن کی عباء تھی ایک شخص نے اُنہیں کہا، میں دیکھتا ہوں کیا یہ کافی ہے؟

آپ نے فرمایا! میں تُجھے کہتا ہوں کہ تُو اور ابنِ خطاب میرے اہل و عیال سے مغرور نہیں کر سکتے۔ خرجہ فی صفوت

خلیفۂ رسول لوگوں کی بکریاں دوہ رہا ہے

اور کہا کہ علماء سیرت نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قبیلہ کی بکریاں دوہا کرتے تھے جب لوگوں نے آپ کی بیعت کی تو قبیلہ کی ایک لڑکی نے کہا! اب ہمارے گھر آ کر ہماری بکریاں کون دوہے گا؟

آپ نے اُس کی آواز سُن کر فرمایا! تمہارے لیے میں دوہوں گا اور مجھے اُمید ہے میں مخلوق کے کام پہلے کی طرف کرتا رہوں گا آپ پر اللہ رحم فرمائے، آپ اُن کے لیے بکریاں دوہا کرتے تھے۔

یہ اِنکساری

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا جب ہم لوگوں کے پاس سے گذرے تو اُن پر سلام پڑھا، اُنہوں نے سلام کا جواب دیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! بے شک اس روز لوگوں کو کثرت و زیادتی کی وجہ سے ہم دونوں پر فضیلت حاصل ہے۔

آپ کے باپ کا منبر ہے

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے کہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا! میرے باپ کے منبر سے اُتر جائیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ فرمایا! آپ کے باپ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں۔ آپ کے باپ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے لوگوں کو فرمایا! حضرت حسن نے یہ میرے حکم پر نہیں کہا۔

خرجہ ابو بکر ابن الانباری

اللہ کی راہ میں جانے والا

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید بن ابو سفیان کو شام طرف بھیجا تو دو میل اُن کے ساتھ چلتے گئے اُنہوں نے کہا اُے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ اگر آپ واپس تشریف لے جاتے۔

آپ نے فرمایا! میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے کہ جس کے قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں غُبار آلود ہوں اللہ تعالیٰ اُسے آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

خرجہ، ابن حبان

حضرت ابو بکر کی مہمان نوازی

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، اصحاب صُفّہ فقیر لوگ تھے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہے وہ تیسرے کو لے جائے، جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہے وہ پانچویں کو لے جائے، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین آدمی لیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دس افراد کو لے کر نکلے۔ گھر میں میری والدہ اور میرے والد تین افراد تھے میں نہیں جانتا اُنہوں نے کیا کہا میری بیوی اور خادم حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے اور میرے گھر کے درمیان تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشاء کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پڑھی اور اللہ تعالیٰ نے جس قدر چاہا رات گذرنے کے بعد گھر تشریف لائے تو اُن کی بیوی نے کہا آپ نے مہمانوں کو کیوں قید کر رکھا ہے؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! کیا اُنہیں کھانا نہیں کھلایا؟

اُن کی بیوی نے کہا! اُنہوں نے آپ کے آئے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس گئے تو وہ سو چکے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مَیں چُھپنے کے لیے چلا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے، اَے جاہل کہہ کر بُرا بھلا کہا اور فرمایا! بات یہ کھانا نہیں کھائیں گے خدا کی قسم! مَیں بھی کھانا نہیں کھاؤں گا اور مہمانوں نے قسم کھائی جب تک ابوبکر نہیں کھائیں گے ہم نہیں کھائیں گے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یہ شیطان کا وَسوسہ ہے اور پھر آپ نے کھانا منگوا کر کھایا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! خدا کی قسم میں ایک لُقمہ اُٹھاتا تھا تو اُس کے نیچے اُس سے زیادہ کھانا ہوتا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے فرمایا! تمام لوگ شکم سیر ہو گئے تو کھانا پہلے سے زیادہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانے کو پہلے سے زیادہ دیکھا تو اپنی بیوی سے کہا! اَے بنی فراس کی بہن یہ کیا ہے؟

اُنہوں نے تین مرتبہ کہا! میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت محمد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قسم یہ اِس وقت پہلے سے زیادہ ہے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے کھایا اور کہا بے شک اِس میں شیطان یعنی اُن کی قسم ہے پھر اُس میں سے ایک لُقمہ اُٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

پس صبح ہوئی تو آپ کی خدمت میں کچھ لوگ آئے جو ہمارے اور اپنے درمیان معاہدہ کرنا چاہتے تھے۔ جب معاہدہ کے بعد ہم الگ ہوئے تو اُن میں سے بارہ آدمیوں نے کھانا کھایا اور اُن کے علاوہ کھانے والوں کی تعداد کو اللہ ہی جانتا ہے۔

بخاری، مسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی کو یہ حق نہیں

ابی برزہ اسلمی سے روایت ہے کہ ہم کسی کام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے پاس تھے تو وہ ایک شخص پر غضبناک ہوئے میں نے دیکھا تو عرض کی اے خلیفہء رسول اللہ! اِس کی گردن ماردوں۔

جب قتل کا ذکر چھڑا تو لوگ گھبرا گئے اور ایسے ہی دُوسری طرف چلے گئے پھر جب لوگ متفرّق ہو گئے تو بعد ازاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بُلا بھیجا اور فرمایا اے ابابرزہ! تُو نے کیا کہا تھا؟

میں نے کہا! نہیں خدا کی قسم مجھے یاد نہیں۔

اُنہوں نے فرمایا! جب تُو نے مجھے ایک شخص پر غضبناک دیکھا تھا تو کیا تو نے کہا تھا اے رسول اللہ کے خلیفہ اِس کی گردن اُتار دوں؟ کیا تُو نے یہ بات کی تھی یا یہ کام کرنے والا تھا؟ یعنی اُسے قتل کرنے والا تھا؟

میں نے کہا! خدا کی قسم اگر آپ اُس وقت مجھے حکم دیتے تو میں اُسے قتل کر دیتا، اُنہوں نے فرمایا! تجھ پر ویل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کے لیے ایسا نہیں کہا جا سکتا۔ (اخرجہ، احمد)

غیرتِ ابوبکر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ بنو ہاشم کے کچھ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اسی اثناء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لائے تو اُنہیں اُن لوگوں کا آنا ناگوار گزرا۔ اُنہوں نے اِس واقعہ کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں اِس میں خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔ پھر آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے اُسے اِس سے پاک رکھا ہے، پھر آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا! کوئی شخص آج کے بعد کسی غیر حاضری میں اُس کے گھر میں داخل نہ ہو مگر اُس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہوں۔

(مسلم، نسائی، موافقات دمشقی)

حضرت ابوبکر کی طرف سے فرشتہ جواب دیتا ہے

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر کو تکلیف پہنچائی، آپ خاموش رہے، اُس نے دُوسری مرتبہ تکلیف پہنچائی تو آپ خاموش رہے، اُس نے پھر تیسری مرتبہ اُس نے ایذاء دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے بدلہ لیا جس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدلہ لے رہے تھے اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہوئے اور اُنہیں بدلہ لیتے پایا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! یارسول اللہ جب آپ نے مجھے اِس سے بدلہ لیتے پایا اُس سے پہلے میں دومرتبہ اِس سے اِعراض کر چکا تھا میرا گمان تھا کہ آپ اُسے مجُھ سے روک دیں گے۔ آپ نے فرمایا! آسمان سے فرشتہ نازل ہُوا تھا کہ جو بات اُس نے تیرے حق میں کی تھی اُس کی تکذیب کرے پس جب تُو نے بدلہ لے لیا تو شیطان آگیا پس شیطان کے آجانے سے اُس فرشتہ کا بیٹھنا ممکن نہ تھا۔

ابوداوٗد۔ موافقاتِ دمشقی ۔

بعض نے کہا! یہ آیت کریمہ اِس واقعہ میں نازل ہوئی۔

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ

(سورۃ النساء آیت ۱۴۸)

اللہ پسند نہیں کرتا بُری بات کا اعلان مگر مظلوم سے۔

دُوسری روایت

مقاتل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نازیبا بات کہی تو حضرت ابوبکر اُس سے خاموش رہے پھر

اس نے دوبارہ وہی بات کہی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ بات اُس پر لوٹا دی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اِس نے مُجھے گالی دی تو میں نے کچھ نہ کہا پھر میں نے اس پر لوٹائی تو آپ کھڑے ہو گئے۔

آپ نے فرمایا! فرشتہ تیری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تُو نے گالی دی تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا، تو یہ آیت نازل ہوئی۔

یہ روایت ابوالفرج نے اسباب النزول میں بیان کی۔

حضرت ابوبکر کی محبّت اُمّت پر فرض ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری اُمّت پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی محبّت واجب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیت الشّرف میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے ابی بکر کاش میں اُن بھائیوں سے مُلاقات کرتا جو تجھ سے محبّت کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! ہم آپ کے بھائی ہیں؟

آپ نے فرمایا! تم میرے اَصحاب ہو میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو لوگ مجھے نہیں دیکھیں گے اور میری تصدیق کریں گے اور مجھ سے محبّت کریں گے یہاں تک کہ اُن میں سے ہر ایک مجُھ سے اپنی اولاد اور والدین سے زیادہ محبّت کرے گا۔

لوگوں نے کہا! یارسول اللہ ہم آپ کے بھائی ہیں؟

آپ نے فرمایا! تم میرے اَصحاب ہو، اے ابوبکر خبردار! لوگ تجُھ سے میری محبت کے ساتھ محبّت کریں گے، پھر فرمایا! میں اُن سے محبّت کروں گا جو تجُھ سے محبّت کرتے ہیں۔

اِس روایت کی تخریج انصاری نے کی۔

بِن دیکھے اِیمان لانے والے

حضرت عبداللہ بن اَوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو بیٹھ کر فرمایا اے عمر! میں اپنے بھائیوں کا اِشتیاق رکھتا ہوں۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! یارسول اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟

آپ نے فرمایا! تم میرے صحابہ ہو لیکن میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو مجھ پر بِن دیکھے ایمان لائیں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اِس گُفتگو کے بقیہ پر آئے تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے، میں اپنے بھائیوں کا مشتاق ہُوں۔

میں نے کہا! یارسول اللہ! ہم آپ کے بھائی نہیں؟

آپ نے فرمایا! تم میرے صحابہ ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو مجھ پر بِن دیکھے ایمان لائیں گے۔

آپ نے فرمایا! اَے ابا بکر لوگوں کو میری محبّت تجُھ سے پہنچے گی جو لوگ تجُھ سے محبّت کریں گے اُن سے اللہ تعالیٰ محبّت کرے گا۔

یہ روایت ابن فیروز نے نقل کی ہے۔

حضرت ابوبکر کے لیے اعلانِ خُداوندی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس رات کو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہُوئے تو تمہارے پروردگار جلّ عُلا نے جنّتِ عدن پر نزولِ اجلال فرمایا اور فرمایا مجُھے اپنے عزّت وجلال کی قسم تجُھ میں داخل نہیں مگر جو اِس مولُود سے محبّت رکھتا ہوگا۔

اِس روایت کی تخریج علی بن نعیم بصری نے کی اور کہا یہ زُہری کی نافع سے غریب روایت ہے اور ملاء نے اسے سیرت میں نقل کیا۔"

جنّت کا ویزا

حضرت قیس بن حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملے تو اُنہیں دیکھ کر مسکرانے لگے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! آپ کیوں مُسکرائے ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ کوئی شخص پُلصِراط سے نہیں گذرے گا مگر جس کے لیے علی پاسپورٹ لکھ کر دیں گے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہنسنے لگے اور فرمایا! میں پاسپورٹ تحریر نہیں کروں گا مگر اُس کے لیے جو ابوبکر سے محبّت کرتا ہوگا۔ خرجہ ابن السمان '

ابوبکر کی محبّت غیر مُسلم کے لیے بھی نافِع ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور اُس نے کہا: اُس ذات کی قسم! جس نے حضرت مُوسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا میں آپ سے محبّت کرتا ہوں، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر اُٹھایا اور یہودی کی اہانت ہوئی، کہا کہ جبریل علیہ السلام نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ پر عُلیٰ واُعلیٰ سلام پڑھا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ یہودی کو فرمادیں کہ وہ ابوبکر سے کہے! میں تُجھ سے محبّت کرتا ہُوں تو بے شک اللہ عزّ وجل محبّتِ ابی بکر کی بنا پر اُسے جہنم میں دو چیزوں سے بچالے گا نہ اُس کے پاؤں میں آگ کی زنجیر ہوگی اور نہ اُس کے گلے میں طوق ہوگا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو یہودی کی موجودگی میں اُسے یہ خبر

دی، کہا کہ اُس نے آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کہا! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول برحق ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو نبوّت کے ساتھ مبعوث فرمایا میں ابی بکر سے بہت زیادہ محبّت کرتا ہوں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مُبارک ہو مُبارک ہو۔

اِس روایت کو ملاء نے سیرت میں نقل کیا۔

فارُوقِ اعظم بارگاہِ ابوبکر میں

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کیا آپ خلیفہ ہیں؟

آپ نے فرمایا! کیا آپ کسی کو خلیفہ بنائیں گے؟

آپ نے فرمایا! اگر لوگوں پر چھوڑ دوں تو مجھ سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں پر چھوڑ دیا تھا اور اگر بناؤں تو مجھ سے بہتر ابوبکر صدیق نے بنایا تھا۔ اِس روایت کی صحت پر اتفاق ہے۔ آئندہ وفات عمر میں آئے گی۔

ابوبکر کی سبقت محبوب ہے

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! خدا کی قسم اگر سبقت کروں تو میری گردن کاٹ دو جن لوگوں میں ابوبکر ہوں اُن کی اسقت مُجھے محبوب ہے۔

سینے کا بال ہوتا

(۳) ابی عمران اجونی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کاش میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے کا بال ہوتا۔

اِن دونوں روایتوں کی تخریج اُس نے فضائل میں کی۔

جنّت میں ابوبکر کی زیارت کرتا

(۴) حسن بن ابی الحسن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا! کاش میں جنت میں ہوتا جہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کیا کرتا۔

خرجہ فی فضائلہ

ابوبکر سردار اور بہتر ہیں

(۵) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سردار اور ہمارے بہتر ہیں۔

(۶) اس سے قبل خصائص کی فصل میں بیان ہوا اور اُس میں یہ حدیث بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! میں نے آپ سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا اور فرمایا کیا ابوبکر کو دیکھا ہے؟

دائیں ہاتھ سے شُروع کرو

(۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے آپ کے لیے بکری کا دودھ دوہا اور اُس میں اپنے گھر کے کنوئیں کا پانی ملا کر لسّی تیار کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی بائیں جانب تھے، اِعرابی آپ کی دائیں طرف اور عمر اُس کے پیچھے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لسّی نوش فرمائی تو حضرت عُمر نے کہا! حضرت ابوبکر کو عطا فرمائیں مگر لسّی اعرابی کو ملی تو فرمایا! دایاں دایاں ہے۔

اِس سے پہلے یہ واقعہ موطا کی حدیث سے مختصراً بیان ہوا ہے۔

(۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم اپنے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کرر ہے تھے، ہم نے آپ کے لیے دودھ میں اپنے گھر کے کنوئیں کا پانی ملا کر لسی بنائی۔ آپ کی دائیں طرف ایک خانہ بدوش بدو تھا اُس شخص کے پیچھے حضرت عمر تھے اور آپ کی بائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لسی نوش فرمائی تو جب آپ پیالہ رکھنے لگے یا وہم ہوا کہ آپ پیالہ واپس کریں گے تو حضرت عمر فاروق نے عرض کی یارسول اللہ ! ابوبکر کو عطا فرمائیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیالہ بدو کو عطا فرمایا اور فرمایا! جو دایاں ہے سو دایاں ہے۔(نسائی)

حضرت ابوبکر نگاہِ علی میں

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث سُنتا ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ جو چاہے اُس سے مجھے نفع عطا فرماتا ہے اور جب مجھ سے کوئی دوسرا آپ کی حدیث بیان کرتا ہے تو میں اُسے قسم دیتا ہوں اور جب وہ حلف اُٹھالیتا ہے تو میں تصدیق کر دیتا ہوں اور مجھ سے ابوبکر نے حدیث بیان کی اور ابوبکر نے سچ کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب گنہگار بندہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد استغفار کرتا ہے تو اُس کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے بخش دیتا ہے۔

اِس روایت کی تخریج نسائی نے اربعین بلدانیہ میں کی۔

حضرت ابوبکر مومن و مامون ہیں

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو آپ کے مقامِ مدفین کے بارے صحابہ میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا! مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وعدہ لیا ہے کہ کوئی نبی

فوت نہیں ہوتا مگر اُسے وہیں دفن کیا جاتا ہے جہاں اُس کا وصال ہو اور ابو بکر آپ پر ایمان لانے والے ہیں۔

حضرت علی حضرت ابو بکر کے حق میں

تشریح: حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی متعدّد روایات بیان ہو چکی ہیں ایسے ہی اِنشاء اللہ حضرت علی علیہ السلام کے مناقب کی فصل میں بیان آئے گا۔ مناقب شیخین میں یہ روایت بیان ہو چکی ہے کہ بدر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جبریل علیہ السلام اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم کے ساتھ میکائیل علیہ السلام تھے اور ان میں سے نزال بن سبُرہ کی حدیث ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر کا نام صدیق جبریل اور محمد مصطفیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی زبانوں پر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن سے ہمارے دین کے لیے راضی ہیں اور ہم اُن سے اپنی دنیا کے لیے راضی ہیں اور ابن یحییٰ کی بِالمعنیٰ حدیث میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تین مرتبہ فرمایا! ابو بکر کا نام صدّیق اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُتارا ہے۔

ابو بکر ہِجرت کے ساتھی ہیں

حضرت حسن کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پُوچھا! مہاجرین نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت پر کیسے سبقت کی تو اُنہوں نے فرمایا! چار چیزوں کی وجہ سے پہلی بیان ہونے والی حدیث میں ہے کہ اُنہوں سب سے پہلے اظہارِ اسلام کیا، دُوسری حدیث اِس میں دونوں معنوں میں ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد کے ضمن میں آپ نے فرمایا ہے کہ آپ نے جبریل کو فرمایا ہجرت میں میرا ساتھی کون بنے گا تو اُنہوں نے عرض کی! ابا بکر۔

اور یہ حدیث کہ آپ نے فرمایا! تُم میں سے ہر ایک نے میری تکذیب کی اور ابو بکر نے

تصدیق کی۔ پہلے خصائص میں بیان ہوئی۔

اور یہ حدیث کہ اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو اللہ تعالیٰ تمہیں خیر کی طرف لوٹائے گا اور حضرت ابوبکر کے اختصاصِ خیر کی حدیث اور ابی سریحہ کی حدیث کہ حضرت ابوبکر کو ثباتِ قلب حاصل تھا اور یہ حدیث کہ یقیناً حضرت ابوبکر صدیق اَشجع النّاس ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیان ہوئیں۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ! اور اعلم النّاس ہونے کے خصائص میں یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کہ حضرت ابوبکر غلطی کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد **والذی جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ** کے ضمن میں حدیث کو صدق بہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہے اور دوسرے خصائص میں یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ابوبکر ہمارے دین کے لیے راضی ہیں۔

یہ روایات آپ کی خلافت کی فصل میں تقدیم وتاخیر پر دوبارہ بیان ہوں گی اور اِس فصل میں اُن کا یہ ارشاد کہ ہم اپنے مقام پر دیکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے لیے آگے کر دیا اور قیس بن عبادہ کی فی المعنیٰ حدیث کہ حضرت ابوبکر کو اللہ تعالیٰ نے ہر اُس شخص کا ثواب عطا فرمایا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کردہ احادیث سے ہیں ایک اور حدیثِ علی ہے۔

ابوبکر نے سچ کہا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! میں نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا وہ فرماتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا جو گنہگار بندہ اچھی طرح وضو کر کے نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ پر اُس کا حق ہے کہ اُس کی

مغفرت فرمائے کہا کہ پھر جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر منادی کی کہ ابوبکر نے سچ کہا، ابوبکر نے سچ کہا اور یہ اِس لیے ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا!

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

(سورۃ النساء آیت ۱۱۰)

"اور جو برا عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پائے گا۔"

ابنِ عمر بارگاہِ ابوبکر میں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جب سفر سے آتے تو اپنے گھر والوں کے پاس جانے سے پہلے مسجدِ نبوی میں حاضر ہو کر دو رکعت نماز ادا کرتے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبرِ اطہر پر حاضر ہو کر آپ پر اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کرتے اور جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام پیش کرتے تو کہتے ابّا جان ! آپ پر سلام ہو اگر آپ میرے باپ نہ ہوتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے آپ کے ساتھ ابتداء نہ کرتا۔

اِس روایت کی تخریج ابوبکر بن داؤد نے کی ہے۔

صدّیقہ بنتِ صدّیق کی تصدیق

(۱) اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصالِ مبارک کے بعد عرب مُرتد ہو گئے اور منافقت نے اپنی گردنیں لمبی کر لیں تو میرے ابا جان پر جو نازل ہوا اگر پہاڑوں پر نازل ہوتا تو اُن کی چوٹیاں پس جاتیں لوگوں نے اِختلاف نہیں کیا مگر میرے ابّا جان اُنہیں نکیل ڈال کر کھینچتے رہے۔

اِختلافِ اُمّت کو مٹانے والے

(۲) قاسم بن محمد سے روایت ہے میں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ کو فرماتے سُنا کہ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو نفاق بڑھ گیا اور عرب دین سے پھر گئے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ اللہ کے گھر میں ایسے لوٹ آئے جیسے وہ بکریوں کا باڑہ ہو لوگوں نے نہیں اختلاف کیا مگر میرے ابّا جان اُس اختلاف کو دُور کرتے تھے۔ خرجہ اسماعیل فی معجمہ

تقویتِ دین کا باعث

(۳) اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس کچھ لوگ میرے باپ کے بارے میں گفتگو کرنے آئے تو میں نے پردے گرا کر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرود پڑھا پھر کہا! میرے ابّا جان! کون میرے ابّا جان! خدا کی قسم اُس عظیم پہاڑ اور طویل سائبان تک ہاتھ نہیں پہنچتے، افسوس کامیابی کو بدگمانیوں نے جُھٹلایا۔ خدا کی قسم جب تُم نے جھٹلانے اور کمزوری میں پہل کی وہ بخشش فرماتے تھے۔ جب وہ خلیفہ ہوئے تو قریش کے نوجوان اور اُدھیڑ عُمر کمزوروں کی طرح جائے پناہ تلاش کرتے تھے یہاں اُن کے دلوں میں حلاوت آئی اور دین میں قُوّت پیدا ہوئی۔

ابوبکر اپنے نفس پر سختی فرماتے

ایک روایت میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں قریب رہنے والے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے امر میں اپنے نفس پر سختی کرنے والے تھے، یہاں تک کہ اپنے گھر کے پاس مسجد بنا کر اُس میں نمازیں ادا کرتے، اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے وہ بہت زیادہ آنسو بہایا کرتے اور شدید غم میں ڈُوبی ہوئی آواز میں روتے یہاں تک کہ اُن کی ہچکی بندھ جاتی، مکہ والوں کی عورتیں

اور بچے اُن کے پاس جمع ہو کر اُن کا مذاق اُڑاتے اور اُن کے ساتھ استہزاء کرتے۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

اللہ تعالیٰ اُنہیں اُن کے اِستہزاء کا بدلہ دیتا ہے اور اُنہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں ... ہ آیت ۱۵)

ابوبکر نے قوم کو ایک مرکز پر جمع کیا

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قوم کو ایک مرکز کی بنیادوں پر جمع کیا یہاں تک کہ اسلام کے ہاتھ مضبوط ہو گئے اور اُس کی میخیں گڑ گئیں۔

اور لوگ اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے اور ہر فرقہ سے لوگ منتشر ہو گئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پسند فرمایا جو اُس کے پاس تھا، پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصالِ پاک ہوا تو دین کی رسی مُضطرب ہو گئی اور دینی اُمور خلط مُلط ہونے لگے اور لوگوں کے غول سرکشی پر آمادہ ہو گئے۔

ابوبکر نے نفاق کی جڑ کاٹ دی

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو شیطان نے اپنا خیمہ نصب کر لیا اور اُس کی طناب کھینچ لی اور اُس کی رسّیاں گاڑ دیں اور لوگوں کو خلافت کے لالچ کا خیال آیا جب وہ گمان کرتے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے درمیان افسوس کرتے ہوئے کھڑے ہوئے اور نیزی سے اِس امر کو سنبھال لیا اور ایک روایت میں زیادہ ہے پس اُس کا حاشیہ جمع کیا اور اُس کے قُطر کو اُٹھایا اور اسلام کو اُس کے حال سے منتشر نہ ہونے دیا اور نہ اُس کی شان اور عظمت کو پراگندہ ہونے دیا اور اُس کی ثقافت کے تحفّظ کے لیے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ نفاق کی جڑ کٹ گئی اور دین کو رفعت حاصل ہوئی۔

حق اہلِ حق پر واضح ہو گیا

ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ نفاق کی ذلّت اور اسلام کی سربلندی کے بعد حق اہلِ حق پر واضح ہو گیا، سر کٹنے سے بچ گئے اور خُون بہنے سے بچ رہا اللہ تعالیٰ کے ہاں عُمر ابن خطاب کی خُوبی ہو وہ اُس وقت موجود تھے اور اُنہوں نے شدّت و رحمت کی نظر کے ساتھ دین میں پیدا ہونے والے رخنے کو بند کر دیا، اُنہوں نے یا تو خُود پروار ہونے والے اَمر کو اُٹھا لیا یا اُس کے ساتھ مدّ قائم کی پس کُفر ذلیل و خوار ہو کر بُری طرح کُچلا گیا اور شرک ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا، پس میں دیکھتی ہوں جو تم دیکھتے ہو؟ تم میرے باپ سے کون سے دن کا انتقام لیتے ہو؟ کیا اُس دن کا جب اُنہوں نے تم میں عدل قائم کیا یا تمہاری نظر میں وہ اُن پر طعن کے دن ہے، میں نے یہ بات کی ہے اور ربِ عظیم میری اور تُمہاری مغفرت فرمائے۔

پھر اُنہوں نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں تُم سے اللہ کے واسطہ سے پوچھتی ہوں جو کچھ میں نے کہا ہے کیا تم اِس کا انکار کرتے ہو؟

لوگوں نے کہا! واللہ نہیں۔

اس روایت کی تخریج صاحبِ صفوتؒ نے اور صاحبِ فضائل نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلتِ فصاحت کے باب میں بیان کی اور کہا یہ حسن صحیح ہے۔

اور حافظ سمرقندی نے مزید روایات کے ساتھ نقل فرمایا۔

تیرھویں فصل

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بیان میں

اِس میں آپ کی خلافت کی رات جو ہُوا وہ اور اس کے سابِقوں لاحقوں کا بیان ہے اور آپ کی خلافت کی صحت میں صحابہ کرام کی گواہی کہ یہ خلافت حق کے سوا اور کچھ نہیں۔ پیش ازیں خلفاء اربعہ کی خلافتوں اور خلفاء ثلاثہ کے باب میں اِس سے قدرے بیان ہوا جیسا کہ فضائل ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باب میں ذکر ہُوا اِن میں سے بعض روایتوں میں اُن کی خلافتوں کی ترتیب کی صراحت ہے جو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقع ہوئیں اور دُوسرے صحابہ نے جان لیا خاص طور پر اُحادیثِ مرائیہ تو بے شک ان احادیث کی صحت پر اِتفاق ہے۔

جیسا کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اِقتداء کے اُمر کی حدیث اور ان کے بعد اس کا باقی حصہ اس سے پہلے خصائص میں بیان ہوا۔ ہم آپ کو مُطلع کرتے ہیں کہ ضرورت کے وقت اس کے استدلال کی طرف متوجہ ہوں۔

اِستدلالِ خلافت

اِن میں سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے اور ان میں سے اِس قول کی طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ایک بھی نہیں کہ مجُھ سے تمام کھڑکیاں بند کرلو اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جان لیا اس میں خلافت پر اطلاع ہے۔

اِس سے پہلے جو وجہ دلالت بیان ہوئی اُس کا ذکر چوتھی فصل میں ہے جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خصائص کا بیان ہے اور اُن کی افضلیت کی تمام حدیثیں تعینِ خلافت کے لیے ہمارے قول پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ افضل کی موجودگی میں مَفضول کی ولایت مُنعقد نہیں ہوتی اور دوسرے قول پر دلیلِ اوّلیت ہے اس میں نزاع نہیں، پیش ازیں اُن کے خصائص سے

تیرھویں خصوصیت میں اس کا بیان ہوا اور اِس سے پہلے خلفاء اربعہ، خلفاء ثلاثہ اور ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ابواب میں بتایا گیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بنی عوف کے درمیان صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تو مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب کیا، اسکا بیان پینتالیسویں خصوصیت میں ہے۔

اور اُن کی خلافت کی حدیث پینتالیسویں خصوصیت میں ہے جس میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحلت کا بیان ہوا وہ واضح ترین دلیل ہے اور اُس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت علی، حضرت عمر وغیرھما رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اور اِس خلافت کے زیادہ مستحق ہونے کے استدلال پر اعتماد کیا گیا ہے، اس بیان کے آخر پر اُس کی وجہ بیان ہوگی۔

تعیّنِ اِمامت

اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے پروردگار کی طرف اِنتقال فرمانے کی طرف راغب ہوئے تو اُنہیں اِمامت کے لیے متعیّن فرمایا پھر اِس امر کو دوسروں کی طرف لوٹانے سے روک دیا اور ان کے علاوہ کسی کو اُمّت کے لیے پسند نہ کیا، پھر دُوسروں کے لیے اِمتناع اِمامت کی تکرار فرماتے ہوئے فرمایا! نہیں، نہیں، نہیں۔ پھر جس امر میں خلافت سے اِعراض تھا اُس کے پیچھے کیا بلکہ آپ کے اِس ارشاد میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور مسلمانوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کی خلافت کا انکار کیا۔ پھر اس تمام کے ساتھ تکرار سے تاکید فرمائی باوجود اس کے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علم تھا کہ اِس اَمر سے خلافت کا گمان ہوتا ہے، آپ نے اُنہیں نماز میں اُن کا امام بنایا اور اُن پر حاکم بنایا۔

پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حال وقال کے اِن وافر قرائن کے ساتھ اس مقام پھر کھڑے ہوئے تو اِس کی مُراد کو جانتے تھے اور آپ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اور

مسلمانوں نے سوائے ابوبکر کے کسی کو نہ مانا بہت بڑا اشارہ بلکہ واضح عبارت ہے اگر یہ امر مہمل ہوتا اور اِس سے مُراد خلافت نہ ہوتی تو آپ اِس صریح اشارے پر اعتماد نہ فرماتے تو بے شک یہ دین کے بڑے واقعات سے ہے اور آپ کا اَمر خلافت کو لکھنے کا ارادہ کر کے ترک کر دینا اِس کی تائید کرتا ہے جس کا بیان آئے گا اور آپ کا یہ فرمان کہ اللہ تعالیٰ نے اور مسلمانوں نے ابوبکر کے علاوہ کی خلافت کا انکار کر دیا ہے اور اپنی رحلت کے وقت نَصب امامت پر اکتفاء کیا اور نصّ کے ساتھ اس کی صراحت نہ کی، کیونکہ آپ پر جو وحی آتی اُس کے ساتھ آپ سوائے اللہ تعالیٰ کے حکم کے کسی چیز کو مربُوط نہ فرماتے اور نہ اُس کی قضاءِ قدر کے نفاذ کے لیے نصّ کے ساتھ حکم دیتے۔ ابتداء میں لوگوں کی آنکھیں اندھی ہوتی ہیں جس کے ساتھ اُن کی آزمائش ہوتی ہے اور زیادہ بیان کے لیے زمام اشارہ کے ساتھ حق کی طرف اِنعقاد سے ہے اور اُس پر اُس کا نُورِ بصیرت دلالت کرتا ہے۔

چنانچہ اگر کوئی شخص اِن قرائنِ حالیہ اور قالیہ اور اِن احادیث کے پہنچنے کے بعد بھی اِس کا اعتقاد نہیں رکھتا تو اُس کا عناد ظاہر ہے اور وہ خُود پر حق ظاہر ہونے کے بعد اُس کی تردید کرتا ہے۔

خلافت کا مزید اِستدلال

ان میں سے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے آپ نے فرمایا! لوگوں کو حق نہیں پہنچتا کہ ابوبکر کے ہوتے ہوئے کسی کو اِمام بنائیں اور یہ عمومِ امامت کے باب میں صریح ہے جو پیش اَزیں چوالیسویں خصوصیت میں بیان ہوئی اور اِس پر حوالے کی حدیث سنتالیسویں خصوصیت جو اَدَلّ الادلہ اور واضح ترین ہے اور صحیح تر حدیثوں سے مُسلم کی روایت زیادہ صحت پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میں ڈرتا ہوں کہ تمنّا کرنے والا تمنّا کرے اور کہنے والا کہے میں بہتر ہوں۔"

خلافت پر اجماعِ اُمّت ہے

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا! طمع کرنے والا امرِ خلافت میں طمع کرے اور تمنّا کرنے والا تمنّا کرے، پھر فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اور مسلمانوں نے ابوبکر کے علاوہ کا انکار کر دیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا ہے اور مومنوں نے روک دیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اور مومنوں نے انکار کر دیا ہے اختلافِ لفظی کے ساتھ اور یہ اس بارے میں صراحت ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے اُن کی تولیّت کے ساتھ اُن کی اِمامت کی نصّ ہے، یقیناً یہ اَمر تحریر نہیں کیا گیا بلکہ جان لیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خلیفہ ہوں گے، پس اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نے یہ کیا اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔

تقدیمِ علی کے لیے حضور کا سوال

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اَے علی میں نے اللہ تعالیٰ سے تیری تقدیم کا تین مرتبہ سوال کیا تو اُس نے انکار کیا مگر ابوبکر مقدّم ہے۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے مشائخ بغداد میں کی اور صاحبِ فضائل نے یہ الفاظ زیادہ بیان کئے اے علی! اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں تین بار تقدیم کا انکار نازل فرمایا مگر ابوبکر مقدّم ہے۔

یہ حدیث غریب ہونے کے باوجود پہلے بیان کردہ احادیثِ صحیحہ کو مدد دیتی ہے اور اس کی صحت پر بِالمعنیٰ صحیح حدیث دلالت کرتی ہے۔

حضرت عُمر فاروق کی دلیل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ کے دن اِس کلام کے ساتھ رجوع کیا کہ اُنہیں حضرت عُمر بن خطاب نے کہا! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تُم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا؟ اُنہوں نے کہا! اللھم! ہاں کیوں نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تم اپنی خوشی کے لیے اُنہیں اُس مقام سے گرا رہے ہو یہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں کھڑا کیا تھا؟

اُنہوں نے کہا! ہم اپنی خُوشی نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے۔

اِس روایت کی تخریج ابوعمر نے کی اور احمد بن حنبل نے بِالمعنیٰ حدیث کی۔

اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا! تمہارے نفسوں کو حضرت ابوبکر پر مقدّم ہو کر خوشی ہوتی ہے؟ انصار نے کہا ہم ابوبکر پر مقدّم ہونے سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں۔

اور یہ وہ چیز ہے جو اُن کی اِمامت کے ساتھ اُن کی خلافت پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ ہم نے مقرر کیا۔ واللہ اعلم۔

حضرت علی تقدیمِ ابوبکر کے قائل تھے

(۱) حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہُوا تو ہم نے اپنے اَمر کو دیکھا تو حضرت ابوبکر کو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نماز میں مقدّم کرنا پایا پس ہم اپنی دُنیا کے لیے اُس سے راضی ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے دین کے لیے راضی ہیں۔"

حضرت علی دین و دُنیا کے لیے ابوبکر سے راضی

(۲) حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے آگے کیا تو مُجھے اپنی جگہ پر دیکھا تھا۔ نہ میں بیمار تھا اور نہ ہی وہاں سے غائب تھا اگر آپ میری تقدیم چاہتے تو مجھے آگے کر دیتے پس ہم اُس سے اپنی دُنیا کے لیے راضی ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دین کے لیے راضی ہیں۔

ابوبکر نماز پڑھائے

(۳) حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے مجھے فرمایا! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز و شب بیمار رہنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز کے لیے بلایا گیا۔ آپ نے فرمایا! ابوبکر کے پاس جاؤ تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو ہم نے دیکھا، نماز علم اسلام اور قوام دین ہے پس دنیا کے لیے اُس سے راضی ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی ہیں تو ہم نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی۔

اس روایت کو ابو عمرو نے بیان کیا اور ابنِ سمان نے اس مفہوم کی تین روایات الموافق میں نقل کیں اور ابنِ خیرون کی طویل حدیث خلفاء ثلاثہ کے باب میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیش ازیں بیان ہو چکی ہے۔

یہ روایات ہمارے اُس بیان کی تائید کرتی ہیں جس میں ہم نے امامتِ نماز سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدم ہونے سے اُن کی خلافت کی طرف استدلال کیا ہے اور وہ اُن کی اِمامت پر راضی تھے تو یقیناً اُن کی خلافت پر بھی خوش ہوں گے۔

ہم بھلائی پر جمع تھے

پیش ازیں حضرت ابوبکر صدیق کے خصائص میں اُن کی فضیلت کے بارے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی روایت بیان ہوچکی ہے کہ اُنہوں نے لوگوں کو فرمایا! میں تمہیں چھوڑتا ہوں اگر اللہ کو تمہاری بھلائی مقصود ہوئی تو وہ تمہیں تمہاری بھلائی پر جمع فرمادے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہمیں اپنی بھلائی پر جمع فرمادیا تھا۔

اور اِس سے قبل یہ بھی بیان ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یا خلیفہء رسول کہہ کر بلاتے تھے۔

ابُوسفیان کو جواب

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا تو دونوں سے کہا یہ کیسا امر ہے جو قریش کے تھوڑے قبیلے والے کو سونپ دیا؟ خدا کی قسم اگر آپ چاہیں تو میں ان پر گھوڑوں اور سواروں کا لشکر بھر دوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! لشکر چڑھالانے سے تیری کیا مراد ہے؟ اگر ہم خود کو اِس اَمر کا اہل پاتے تو اس سے الگ نہ ہوتے اَے ابوسفیان مومن لوگ ایک دوسرے کو محبت کی نصیحت کرتے ہیں اگرچہ ان کے دیار دُور ہوں اور منافق ایک دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں اگرچہ اُن کے دیار قریب ہوں۔

ابنِ سمان نے یہ روایت اس سیاق کے ساتھ الموافق میں نقل کی اور دُوسروں کے نزدیک اُس پر گھوڑے اور لوگ چڑھالانے کے قول تک ہے۔

حضرت ابُوعبیدہ حضرت ابوبکر کے حق میں

(۱) حضرت ابی البختری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اپنا ہاتھ کھولیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ آپ اِس اُمت کے امین ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مجھے اُس شخص پر تقدیم کیسے حاصل ہوسکتی ہے جسے میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قوم کا امام بنایا اور وہ آپ کے وصال تک لوگوں کا اِمام رہا۔ مسند احمد، صفوت۔

ثانی اثنین صدّیق موجُود ہیں

(۲) حضرت ابراہیم نے کہا! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوُعبیدہ کے پاس آئے اور کہا اپنا ہاتھ کھولیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں اِس لیے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے اِس اُمت کے امین ہے۔

حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا! جب سے تم اسلام لائے ہو میں نے تمُہیں اس سے پہلے اتنا گرتے نہیں دیکھا۔

میری بیعت کرتے ہو حالانکہ تمُ میں ثانی اثنین صدیق موجود ہیں۔

حضرت ابنِ مسعود کا فتویٰ

در بن جیش نے حضرت ابنِ مسعود سے روایت بیان کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو بندوں کے دلوں سے قلبِ مُحمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہتر پایا تو اُنہیں اپنی ذات کے لیے پسند فرمالیا اور اُنہیں اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر قلوبِ عباد پر نظر ڈالی تو آپ کے صحابہ کے دلوں کو لوگوں کے دلوں سے بہتر پایا تو اُن سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وزراء کو مقرر فرمایا۔ اُس کے دین کی خاطر لڑتے ہیں تو جو مسلمانوں کی

رائے میں اچھا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے اور جو اُن کی رائے میں برا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا ہے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام صحابہ کی رائے ہے کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنائیں۔

اس روایت کی تخریج ابنِ سری نے کی اور یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحت پر قطعی اجماع کے ساتھ مضبوط ترین دلیل ہے۔

ابوبکر اُمّت کے باپ ہیں

حضرت ابی سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا ولیکن یہ میرا دین میں بھائی اور غار کا ساتھی ہے اور بے شک ابوبکر آپ کی منزلت کے مطابق بمنزلہ باپ کے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ہم اُن کی اِقتداء کے زیادہ حق دار ہیں۔

ایسی ہی روایت حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آئی ہے اور یہ دونوں ابراہیم تیمی نے نقل کی ہیں۔

خلافتِ ابوبکر پر نصاریٰ کی گواہی

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اُن کے امر کو مکہ معظّمہ میں ظاہر کیا تو میں شام کی طرف نکلا، جب بصریٰ میں پہنچا تو وہاں عیسائیوں کی ایک جماعت میرے پاس آئی، اُنہوں نے مجھے کہا تو حرم سے آیا ہے؟

میں نے کہا! ہاں۔

اُنہوں نے کہا! تُم میں جو نبی آئے ہیں تو اُنہیں جانتا ہے؟

میں نے کہا! ہاں کہا کہ پھر اُنہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کلیسا کے اندر لے گئے تو

اُس میں تماثیل اور صورتیں تھیں۔

اُنہوں نے مجھے کہا کیا تو یہاں اُن کی صورت دیکھتا ہے جو تم میں مبعوث ہوئے ہیں۔

میں نے ان تصویروں کو دیکھا تو اُن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت نہ تھی، پھر وہ مجھے بڑے کلیسا میں لے گئے تو اُس میں بھی تماثیل اور صُورتیں تھیں جو پہلے گرجا کے مقابلہ میں زیادہ تھیں، مجھے اُنہوں نے کہا! دیکھ کیا اِن میں اُن کی صُورت ہے؟

میں نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حُلیے کی صورت تھی اور اُس کے پیچھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت تھی۔

اُنہوں نے کہا کیا تُو نے اُن کا حُلیہ دیکھا؟ میں نے کہا! ہاں پس میں نے کہا! انہیں خبر نہیں یہ جو کہتے ہیں تعارف کے لیے کہتے ہیں؟

اُنہوں نے کہا! وہ یہ ہیں؟ میں نے کہا! ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی ہیں، اُنہوں نے کہا تو اسے جانتا ہے جو اُن کے پیچھے ہے؟

میں نے کہا! ہاں۔

اُنہوں نے کہا! ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ تمہارے نبی ہیں اور یہ اُن کے بعد اُن کے خلیفہ ہیں؟

اِس روایت کی تخریج ابن صاعد نے کی ہے۔

عارضہ پیدا ہو جائے گا

اگر نہیں تم نے اُس کا ذکر نہیں کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں لائے ہو اور تم اُس کے ساتھ حضرت ابوبکر کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلیفہ ہونے پر استدلال کرتے ہو تو یہ اُس کے معارض ہے جو حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں آیا ہے اور بے شک احادیث وارد ہوئی ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خلیفہ ہیں؟

حضرت علی کی خلافت کے دلائل

ان میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم کی احادیث ہیں، حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا! کیا تو اس پر خوش نہیں کہ تو مجھے بمنزلہ موسیٰ سے ہارون کے ہے مگر میرے بعد نبی نہیں؟ بخاری و مسلم وغیرہما۔

تو اس کا یہ مفہوم نہیں کہ اگر میں دُنیا سے جاؤں تو تُو میرا خلیفہ ہے بلکہ یہ امر آپ نے اُنہیں غزوۂ تبوک کو جاتے ہوئے فرمایا تھا؟

اِس روایت کو امام احمد نے مُسند میں اور حافظ دمشقی نے الموافقات میں نقل کیا۔ اس کا شافی بیان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خصائص میں اُن کے مناقب کے باب میں آئے گا اور حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت موسیٰ علیہ السلام پر دلالت کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف گئے تھے تو یہ دونوں کے درمیان مثال کی مقتضی ہے اگر وہ اپنے رب کی طرف جانے کے وقت خلیفہ ہوں جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام خلیفہ ہوئے۔ اور اگر مراد یہ ہو کہ بقول اُن کے کہ وہ اپنے رب کی طرف نہیں گئے اور یہ امر ظاہر دبا ہر ہے۔

دُوسری حدیث کی دلیل

ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ ''جس کا میں مولا ہوں پس اُس کا علی مولا ہے۔ الٰہی اس کے دوست سے دوستی اور اس کے دشمن سے دُشمنی رکھ اور اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے۔''

اور بعض طُرق میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو کہ میں مومنوں کی جانوں سے زیادہ اُن کے قریب ہوں یا اُن کی جانوں کا اُن سے زیادہ مالک ہوں؟

لوگوں نے کہا! ہاں یارسول اللہ! کیوں نہیں۔

آپ نے فرمایا! جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ مولا ہے۔

(احمد، ابوحاتم، ترمذی، بغوی)

جواب اِس دلیل کا

انشاء اللہ تعالیٰ! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مناقب کے باب میں آپ کے خصائص میں یہ حدیث پاک طرق کثیرہ سے آئے گی، لُغت میں مولیٰ معتق، عتیق، ابن عم اور عصبہ کے معنوں پر دلالت کرتا ہے اور اِس سے یہ کہ میں نے اپنے پیچھے سے موالی کو چھوڑا ہے اِس سے موسوم ہوں گے وہ اُس سے نسب میں ولایت وقرب سے ملتے ہیں اور اِس میں شاعر کا یہ قول ہے۔

ھم المولون جنفوا علینا

وان من لقائھم لزور

یعنی چچوں کے بیٹے اور حلیف اور وہ عقیدہ جار اور ناصر کے مَعنوں میں ہے اور اِس سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ

(سورۃ محمد آیت ۱۱)

یہ اِس لیے کہ مُسلمانوں کا مولیٰ اللہ اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔

ابنِ عرفہ کا قول ہے کہ اس آیت میں مولیٰ بمعنی ولی ہے اُن میں سے بعض نے کہا یعنی اُن کا ولی ہے اور اُن کے امر میں قائم ہے اور کافروں کو وہ رُسواء کرتا ہے اور اُن کا دشمن ہے۔

اور اِس میں سے یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو عورت اپنے مولا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اُس کا نکاح باطِل ہے، یعنی مولیٰ اُس کا ولی ہے تو اس کی آٹھ وجہیں ہیں اور کسی چیز پر پہلی چار وجہوں کو محمول کرنا درست نہیں جب کہ اُس کا معنیٰ حدیث میں نہیں۔

ایسے ہی پانچویں ہے مگر وہ بعید وجہ پر ہے تو حلیف سے مراد ناصر اور ذہن کی طرف اِس کا خلاف جلد آتا ہے جبکہ اُس سے مخالفت کی حقیقی مجازی صورت خلاف ظاہر ہے۔

ایسے ہی چھٹی وجہ ہے کہ مولا کا معنیٰ جار یعنی پڑوسی ہے مگر اس سے مجیر بمعنی ناصر مُراد ہے اور اِس سے یہ ہے کہ میں تمہارا جار یعنی مجیر ہوں تو یہ ناصر کے معنی کی طرف راجع ہے، پس دو معنوں کے لیے ایک کا تعین ہوگا۔ رہا! ناصر یا ولی بمعنی متولّی تو یہ مقصود کے لیے فائدہ نہیں دیتا چونکہ اُ کا معنیٰ۔ مَنْ کُنْتُ مَتولیاً۔ اُس کا امر ہے اور اُس کی مصلحت میں ناصر ہے اور اُس پر حاکم ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کے حق میں ایسے ہی ہیں اور یہ معنیٰ موکدّ ہے۔ بقولہٖ:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ

(سورۃ الاحزاب آیت ٦)

یعنی کیا تم نہیں جانتے میں مومنوں کی جانوں کا اُن سے زیادہ مالک ہوں۔

اور یہ وہ نہیں مگر اِس میں ہم نے نظر سے ذکر کیا ہے جس میں وہ اصلاح کرتے ہیں اور حکم میں اُس پر ہیں یا اُس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ۔

مَنْ کُنْتَ ناصرہ ومنصفہ من ظالمہ

یعنی جس کا میں ناصر ہوں اور اُسے ظالم سے چھڑانے والا ہوں۔

اور اُس کے لیے حق اور اثر کے ساتھ لیا جائے گا تو ایسے ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اُن کے حق سے ہیں اور اِس کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حالِ حیات میں اُن کا وصف اِس کے ساتھ دُشوار ہو جائے گا تو آپ کے وصال کے بعد مُراد متعین ہوگی۔

زیادہ زوردار روایتیں

ان روایات میں سے جو سند اُور متناً قوی تر روایت ہے وہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

ان علیا منی وانا منه وهو ولی کل مومن بعدی

یعنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

اس حدیث کی تخریج امام احمد بن حنبل اور ابو حاتم نے کی اور ترمذی نے نقل کیا اور کہا یہ حسن غریب ہے۔

اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا!

لا تقع فی علی فانه منی ونا منه وهو ولیکم بعدی

یعنی علی کے حق میں باتیں نہ کرو بے شک وہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا!

من کنت ولیه فعلی ولیه

یعنی جس کا میں ولی ہوں اُس کا علی ولی ہے۔ خرجہ، ابو حاتم

یہ پوری حدیث انشاء اللہ العزیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خصائص میں آئندہ بیان ہوگی۔ وجہ دلالت یہ ہے کہ ولی لغت میں مولیٰ ہے اور فراء نے کہا ولی بمعنی متولی ہے اور ان میں سے یہ حدیث کہ۔

اَنْتَ وَلِیٌّ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

یعنی تو میرے امر میں متولی ہے پس دونوں حدیثوں میں ولی دشمن کی ضِد ہے اور محبّ متولیٰ اور ناصر کے معنوں میں ہے۔

ایک اور دلیل اور اُس کا جواب

ان میں سے یہ ہے کہ

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ

یعنی وہ شیطان ہی ہے کہ اپنے دوستوں کو دھمکاتا ہے۔

(آل عمران آیت ۱۷۵)

یعنی یخوفکم انصارہ تو مفعول اول حذف ہے جیسا کہ کہتے ہیں۔

کسوت ثوبا اعطیف درھما

بعض نے کہا! نخوفکم کا معنیٰ اُس کے ولیوں کے ساتھ ہے پس جار حدذ اور فعل اعمل ہے اور اِس کا محب و متوالی پر محمول نہیں کیونکہ دونوں پہلی حدیثوں کے معنی میں بعدیت کی قید نہیں ہوگی۔

حضرت علی محبّ اور متوالی کے معنوں میں مولا تھے

بے شک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہری اور وصالِ پاک کے بعد مومنوں کے محبّ اور متوالی تھے اور تیسری حدیث جو بعدیت کی مُراد میں پہلی دونوں حدیثوں پر محمود ہے۔ مقیّد پر مطلق کے لیے حمل ہوگی، پس تینوں کا ایک معنیٰ متعیّن ہو کر مقصود کو فائدہ دیتا ہے۔ رہا مولا بمعنی ناصر تو اِس کی توجیہہ اس سے قبل پہلی حدیث میں بیان ہوئی۔ رہا! بمعنی مولا تو اس حدیث کے معنوں پر محمول ہوگا جیسا کہ پہلی تقریر میں بیان ہوا اور اگر اس پر محمول نہیں ہوگا تو اِس کی مُراد درست نہیں۔

رہا! مولیٰ بمعنی متولی تو یہ مقصود میں ظاہر ہے بلکہ بِالصراحت ہے۔ ہم اس کا جواب دو وجہوں سے دیتے ہیں۔

اول یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں معتمد احادیث ہیں اور اُن کی صحت پر اتفاق ہے اور ان احادیث کی غایت اگر اچھیّ ہو اور اگر اِن میں سے بعض کے نزدیک کوئی چیز درست ہو تو عارضہ دُرست نہیں اِس لیے اِس پر اتفاق ہے۔

اگر دُرست تسلیم کرلیں تو بھی؟

پہلی حدیث میں اُس کا قول ہے کہ بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی

طرف جاتے وقت حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا۔ آخر تک جو اُس نے مقرر کیا۔

ہم اِس کا جواب دو وجھوں سے دیں گے۔

اوّل: ہم کہتے ہیں یہ ظاہر سے عدُول ہے جو حال وقال کی زبان کے ساتھ مُتعلق ہے تو بے شک آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے یہ ارشاد اُس وقت فرمایا جب آپ نے غزوہ تبوک کی طرف جاتے ہوئے اُنہیں اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔ اِس کی وضاحت انشاء اللہ اس کلام کے آخر پر کریں گے۔ تاہم یہ خلافت حالتِ حیات میں ہے چنانچہ جب آپ نے اُن کے پیچھے رہ جانے کا غم اور جہاد پر نہ جاسکنے کا تاسف دیکھا یا اُس تکلیف کا باعث دیکھا جو اُنہیں منافقین نے پہنچائی تھی، اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

بہرکیف! آپ نے اُن کے لیے یہ گفتگو اُن کے اس سے اعلیٰ مقام اور اُن کے اُس مرتبے کے شرف کے لیے فرمائی جس میں اُن کی ذات کا مقام تھا چنانچہ اُن کے اور حضرت ہارون علیہ السلام کے درمیان نظیر قائم فرمائی اور بے شک حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی خلافت میں اُن کے لیے انضمام اخوت، قوت بازو اور زبردست معاونت تھی اور یہ سب کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں اُس وقت تک کے لیے تھا جو حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کے قیام کے ساتھ متعیّن تھا اُس میں وہ خلیفہ تھے، اِس صُورت میں ثابت ہے، سوائے اِس کے کہ آپ امر نبوت میں شریک نہیں تھے جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کے اَمرِ نبوّت میں شریک تھے پس اس لیے فرمایا!

الا انہ لا نبی بعدی

یہ سبیلِ نظر ہے اور اس میں نشانی نہیں اور اِس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصالِ پاک کے بعد نہ خلافت کی نفی ہوتی ہے اور نہ اَثبات ہوتا ہے بلکہ ہم کہتے ہیں اگر آپ کے بعد پر محمول کیا جائے تو حضرت مُوسیٰ علیہ السلام سے حضرت ہارون علیہ السلام کی مثل اِس نفی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تنزیلِ علی دُرست نہیں کیونکہ حضرت ہارون حضرت

موسیٰ علیہ السلام کے انتقال بعد خلیفہ نہیں بنے تھے اور بے شک حضرت یُوشع بن نون علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے تو قطعی طور پر پتہ چل گیا کہ حینِ حیات کی خلافت سے مُراد مکان کی تشبیہ ہے اور سوائے حالتِ حیات کے نہیں پائی جاتی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام کا خلیفہ نہ ہونا نہیں کہا جائے گا، بے شک اُس وقت حضرت ہارون علیہ السلام کے فقدان کے لیے ہوگا اور اگر وہ زندہ ہوتے تو دُوسرا خلیفہ نہ ہوتا۔ واللہ اعلم

مزید بحث

اِس کے برعکس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے چنانچہ تُمہاری دلیل ہے کہ اگر حضرت ہارون علیہ السلام حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی رحلت کے وقت زندہ تھے اور خلافت دوسرے کے پاس تھی؟

اِس میں تُمہارے ساتھ دو باتوں میں کلام کرتے ہیں۔

اگر اِس سے حالتِ حیات کی خلافت مُراد ہو اور تنزیل منزلت ہارُون مِن مُوسیٰ ہے اور منزلت ہارون مِن مُوسیٰ سے خلافت متحقّق نہیں مگر حالتِ حیات میں، پس ثابت ہوا ہے کہ جو مراد متحقّق ہوتی ہے اِس کے پیچھے دُوسرا امر نہیں ہوتا چنانچہ تمہاری دلیل اِس سے جب پُوری ہوتی اگر حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی رحلت کے بعد ہوتی ہم پھر کہتے ہیں کہ مُرادِ خلافت اُن کے اپنے رب کی طرف جانے کے وقت ہے تو تُم اسے موت کے ساتھ نہیں کہتے تو بے شک ایسے ہی ہوگا اِس کے ساتھ نہیں ہوگا تو وہ ممنوع ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف حیات میں بھی جانا ہوگا اور کیا حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کا اپنے رب کی طرف جانا اپنی حالتِ حیات کے علاوہ بھی ہے؟ اور نماز، مناجات، حج اور عمرہ کرنے والوں کا اللہ کی طرف جانا ہے؟ اگر نہیں تو کیا اِن میں سے کسی چیز کی طرف جانا رب کی طرف جانے کے سوا ہے اور کیا اِس کی حقیقت ومطابقت موت کے ساتھ جانے سے مطابقت رکھتی ہے؟

پس اپنے پروردگار کی اطاعت کی طرف جانے والا ہر شخص اپنے رب کی طرف جاتا ہے نہ کہ اُس کی توجہ اُس کے ساتھ ہے اور اگر کچھ توجہ سے یہ اُس کے غیر میں واقع ہو تو اِس میں نزاع نہیں، پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلیفہ بنایا تو آپ اپنے پروردگار کی طرف جہاد کرنے گئے تھے جو جہاد کی صُورت میں اُس کی اطاعت کی طرف جانا تھا جیسا کہ حضرت مُوسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر اپنے حالِ حیات میں اپنے پروردگار جلّ مجدہٗ الکریم کی طرف گئے تھے۔ (واللہ اعلم)

دوسری وجہ اِس قول کے سیاق کی خبر ہے اگر اس کے ساتھ آپ کی رحلت کے بعد واقع ہونا مراد ہوتا تو لامحالہ واقع ہوتی جیسا کہ اس کے وقوع کی خبر ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○

یعنی آپ اپنی خواہش سے گفتگو نہیں فرماتے مگر جو اُن پر وحی کی جاتی ہے۔

(النجم آیت 3۔4)

اِس آیت کے مِصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خبر حق سچ ہے اور یہ امر واقع نہیں ہوا تو یقیناً اِس سے قطعاً یہ مُراد نہیں۔

حضرت علی خاندانِ رسول پر خلیفہ تھے

اور آپ کا قول: انه ينبغي ان اذهب الا وانت خليفتي

اِس کی مُراد یہ ہے کہ تُو میرے اہل وعیال پر میرا خلیفہ ہے۔"

تو بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے علاوہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کسی پر خلیفہ نہیں بنایا اور اِس کے لیے قرابتِ نسبی ہے، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محمد بن مسلم انصاری کو مدینہ منورہ پر خلیفہ بنایا اور بعض نے کہا سباع بن عرفطہ کو خلیفہ بنایا اس کا ذکر ابن اسحاق نے کیا اور کہا کہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے اہل وعیال پر پیچھے چھوڑا اور اِس پر اُن میں قائم رہنے کا

حکم فرمایا، پس منافقوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر طعن کیا اور کہا کہ اُنہیں آپ نے بوجھ سمجھتے ہوئے پیچھے چھوڑ دیا ہے، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم نے اپنا اسلحہ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور آپ نے اُس وقت مقام جرف پر نزولِ اجلال فرمایا تھا، چُنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی، اے اللہ کے نبی منافقوں کا خیال ہے کہ آپ نے مُجھے بوجھ سمجھتے ہوئے چھوڑا ہے اور آپ مجھ سے ناراض ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ جُھوٹ بولتے ہیں ولیکن میں نے تمہیں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ واپس جاؤ تم میرے اور اپنے گھر والوں میں خلیفہ ہو، کیا تُم راضی نہیں کہ تم مجُھے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت ہارون علیہ السلام ہیں مگر میرے بعد نبی نہیں۔

یا اگر یہ معنیٰ ہوں کہ تُو اِس غزوہ کے دوران میرے اہل وعیال پر مدینہ منوّرہ میں عالم خلافت کی تقدیم پر میرا خلیفہ ہے؟ اگر یہ معنیٰ درست ہو تو اِقتضاء معنیٰ کے لیے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علم ہے اور دُوسری بار یہ دلالت ہوتی ہے کہ آپ کو علم نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے متعدّد بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے علاوہ دُوسروں کو خلیفہ بنایا۔

یا معنیٰ یہ ہو گا جو تیرے حال اور اَمر کا مقتضی ہو کہ تُو میرا خلیفہ ہے کیونکہ تُو مجھے بمنزلہ موسیٰ سے ہارون کے ہے، مُجھ سے اپنی قرابت اور مُجھ سے اخذ کرنے کے لحاظ سے، اور اِس وقت تیرا میرے پیچھے رہنا میرے ساتھ جانے سے میرے لیے زیادہ فائدہ مند ہے۔

یا تیرے علاوہ کسی کا پیچھے رہنے کا حال مصلحت کا مُقتضی ہو تو حکمِ استخلاف کے خلاف اِس حکم کے اِقتضاء سے زبردست معارض ہو گا اور اس تمام اَمر میں وہ چیز نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد اُن کے خلیفہ ہونے پر دلالت کرتی ہو۔

ایک ہی معنیٰ مُتعیّن ہو گا

رہی دوسری حدیث تو اُس میں آپ کے ارشاد کا ایک معنیٰ متعین ہو گا۔ رہا ناصر اور ولی بمعنیٰ متولی تو یہ اُس کے سبب سے کہا نہ کہ تقدیر کے ساتھ جو اُس کی قدر ہے اور الذی کا

معنیٰ اُس پر اتاریں گے، بلکہ تقدیر ناصر کے معنیٰ پر ہوگی۔

من کنت ناصرہ فعلی ناصرہ۔

یعنی جس کا میں ناصر ہوں اُس کا علی ناصر ہے۔

کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جنگوں میں آپ کی تکلیفوں کو دور کرتے رہے جو اُن کے سوا سے نہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں اُن کے ہاتھ پر وہ فتح عطا فرمائی جو دُوسروں کے ہاتھ پر نہیں ہوئی اور یہ شُہرت اِس پر استدلال قائم کرنے اور اِسمیں طوالت اختیار کرنے سے مُستغنی ہے جب کہ اِس کے ساتھ مشابہت ہے کہ جس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ناصر ہیں اُس کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ناصر ہیں؟

ناصِر کے معنیٰ

یا یہ معنیٰ ہوں گے جس کا میں ناصر ہوں تو علی مجھ پر اُس کا ناصر ہے اگرچہ یہ ہر صحابی بلکہ ہر اُمتّی پر واجب ہے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے اِس کا اثبات خاص نوع سے ہے، کیونکہ وہ آپ کی طرف اُن سے قریب تر ہیں اور اِنتصار میں آپ کی نُصرت کے لیے اُن سے اول ہیں اور جس معنیٰ کا وہ ذکر کرتے ہیں اُس پر ناصر کو محمول کرنے سے بہتر ہے۔

اِس لیے کہ پہلا معنیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلیل القدر مہاجرین وانصار صحابہ میں فساد عظیم ڈالنے اور رخنہ اندازی کرنے کو مُستلزم ہوگا، چنانچہ تیسری حدیث کے جواب میں جو مقرر کیا گیا ہے وہ اُس پر دلالت کرتا ہے کہ اِس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خلیفہ کے معنیٰ پر محمول کرنا جائز نہیں۔

متولّی کے معنوں میں

رہا مولا یا ولی کا متولی کے معنیٰ میں ہونا تو یہ،

فعلی ولیہ و متولی امرہ بعدہ

کی تقدیر پر ہوگا کہ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولی ہیں اور اُن کے بعد اُن کے اَمر کے متوّلی ہیں، تو یہ دُرست نہیں کیونکہ اِس پر اِنعقاد اجماع ہو چکا ہے جس کی حالتِ راہنہ میں تردید نہیں ہو سکتی، جیسا کہ تیسری حدیث میں ہے، اور انشاء اللہ العزیز اِس بارے میں اُن سے پورا کلام آگے بیان ہوگا۔

مَولا کا یہ معنیٰ

ہم کہتے ہیں اگر آزاد کردہ غلام سے ولی مُنعم کے اِستعارہ کے ساتھ مُراد ہوگی تو ناجائز نہیں، پیش ازیں ابھی ابھی ناصر کے معنیٰ کی طرف توجہ کا بیان ہوا اور اس پر اَنعمَ اللہ عَلیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام و ایمان لانے سے ہدایت کی تقدیر ہوگی۔ یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنہیں مولا کے ساتھ مُتصف کیا، پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے دینی اَمر دین کے دُشمنوں سے دین کی حفاظت میں اِستقامت رکھنے اور کافروں کو ذلیل کرنے اور اسلام کو قوّت دینے کے باعث حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر بھی اِنعام فرمایا اور حضرت علی کے ہاتھ سے دین کا ستون مضبوط ہوا تو یہ اَمر دوسروں کے علاوہ اُن کے لیے مخصوص اور جو چیز اُس نے پہلے بیان کی اُس کا بیان درست نہیں کہ جو اِس اَمر سے مُتصِّف ہو وہ مولیٰ بھی ہے۔

مولیٰ کا ایک اور مفہوم

ہروی نے حکایت بیان کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا! اِس حدیث کا یہ معنیٰ ہے۔

من احبنی وتولانی فلیحب علیا ولیتوله۔

یعنی جو مجھ سے محبت اور تولّا رکھتا ہے وہ علی سے محبّت اور تولّا رکھے۔

اور میرے نزدیک اِس میں بُعد ہے کیونکہ اُن کا قیاس اِس تقدیر پر ہوگا اگر فرماتے:

من کان مولای فھو مولی علی

اور مولا بمعنی دوست ہوگا جو دشمن کی ضد ہے، پس جب اس سے بِالعکس معنیٰ پر اس معنیٰ کے بعد کی اسناد ہیں اور اگر معنیٰ یہ ہے کہ:

من کنت اتولاہ واحبہ فعلی یتولاہ ویحبہ

تو یہ حدیث کے لفظ کے لیے مناسب ہے اور وہ ظاہر ہے جس کے لیے اُسے تامل ہے، ہاں! اُس نے جو دوسری وجہ پر اختصار کے باعث حذفِ کلام کی تقدیر سے بیان کیا ہے اُس کی تقدیر ہے۔

من کنت مولاہ فسبیل المولیٰ وحقہ

چنانچہ حضرت علی بھی تائید اسلام سے میری قُربت اور اپنی منزلت کی بنا پر اُس کے مولا ہیں پس اُن سے ایسے ہی محبت اور دوستی رکھو۔

سوال: رہی تیسری حدیث تو اس کا قول ہے کہ ولی کو ناصر، متولّی وغیرہ پر محمول نہیں کیا جائے گا۔

جواب: ہم اِس کا دو وجھوں سے جواب دیں گے، پہلی بات یہ ہے کہ یہ ظاہر سے دو معنوں پر موجب کے ساتھ ہے اُس کے ساتھ اُس میں تُمہارے لئے دلیل نہیں۔ رہا، مولا ناصر کے معنیٰ پر تو ہم نے اِس سے پہلی حدیث میں اسے بیان کیا ہے، رہا مولا کا لفظ متولی کے معنوں پر تو یہ ہے، اگرچہ جو اُس کے بعد ہے کیونکہ اِس پر حقیقت اور اِس کی مثل وارد ہونے والا اِس کے بعد مُصدّق ہے۔

میرے بعد عثمان خلیفہ ہیں؟

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کے بیان میں آئے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے خواب میں ایک حُور کو دیکھا تو اُس سے پُوچھا تو کس کے لیے ہے؟ اُس نے کہا! آپ کے بعد کے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے۔

فائدہ: اس بیان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کی اطلاع دی گئی ہے اور اُن کی محبّت کا حکم دے کر آپ نے فرمایا! یہ تُم پر میرا جانشین اور تمہارے امر کا متولّی ہے اور جو اُن کے امرِ خلافت کا متوق ہے تو بطریقِ اولیٰ اُس کا دل ان کی محبت و مودت پر نرم ہوگا اور اُن کے بغض سے آلودہ نہ ہوگا کیونکہ اُن کی اتباع کی طرف دعوے کا اِقتضاء اطاعت میں زیادہ سُرعت اور اختلاف میں زیادہ دُوری ہے اِس کے لیے وہ قول شاہد ہے جو اس واقع سے واقع میں صادر ہوا اور اُن کا بغض اس ضمن میں آنے والی حدیث سے ظاہر ہے جو اُن کے خصائص میں بھی بیان ہوئی تو اُن سے یہ نفی اُن کی خلافت پر اُن کی اُن سے اور اُنکی اُن کی طرف ضرورت مُراد ہے اور اسے آپ کے وصال کے بعد کی خلافت پر محمول نہیں کیا جائے گا اِس کی تمام وجوہ احادیث میں مذکور ہیں۔

اس دلیل پر غور کریں

اول، حدیث کے الفاظ:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○ کی عبارت ہے چنانچہ اگر آپ کی یہ مُراد ہوتی تو لامحالہ یہ امر واقع ہو جاتا جیسا کہ آپ کی ہر خبر واقع ہو کر رہی اور جب اَمر واقع نہیں ہوا تو اِس کا مفہوم اس کے علاوہ مُراد پر دلالت کرے گا، لفظ خبر کے ساتھ مُراد کو ناجائز نہیں کہا جائے گا کیونکہ ہم اِس پر دو وجہوں سے جواب دیتے ہیں۔

اول: عبارت کو اُس کے ظاہر سے لوٹانا ہوگا اور یہ مرجُوع ہوگی اور ظاہر راجح ہوگا تو اُس کے ساتھ عمل واجب ہوگا۔

دوم: خلافت، دین میں اہم ترین اَمرِ عظیم ہے اور مُسلمانوں کے دَاعیہ کا اِس پر اور اس کی مثل پر وافر حکم ہے اِس پر محمول کیے جانے والے الفاظ پر ہی اکتفاء نہیں کیا جائے گا بلکہ اِس میں نصّ یا ظاہر وجہ کے ساتھ صراحت ضروری ہے۔

علاوہ ازیں اسے اس پر حمل کرنے سے فسادِ عظیم کی بُو آتی ہے اور وہ اُمت کو گمراہی کی

طرف جمع کرنے سے منسوب ہوگا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تولیّت پر تمام تر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غلطی کا اعتقاد رکھنا پڑے گا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اِس غلطی پر توقف کیا تو اُن کے بیعت کر لینے سے اس پر اجماع ہو گیا جس کا اقرار اُن کی خلافت کی فصل میں آئے گا، علاوہ ازیں یہ امر آپ کے اس قول کی نفی کرتا ہے۔

لا تجمع اُمتی علیٰ ضلالۃ

یعنی میری اُمّت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔

اور ہم نے اِس کا ذکر اِس محذور کے اندفاع کے لیے اور ظلم وزیادتی یا جمِ غفیر کی خطا کی نفی کرتے ہوئے کیا ہے، جو اُن کے ساتھ اُن کے لیے مشہود ہے جس طرح ستارے اور اگر میں اُن کی اِقتداء کروں تو ہدایت پاؤں گا، خُصوصاً جس اَمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے بعد اقتداء کا حکم دیا ہے اور اُن کی اطاعت کرنے والے کے لیے ہدایت کی گواہی ہے اور بے شک دین اُس کے ساتھ پورا ہے جو کچھ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باب میں پہلے بیان ہوا۔

رافضیوں کا دعویٰ باطل ہے

رافضیوں کا یہ دعویٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور بنی ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اُن کے متبعین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں جلدی نہیں کی اور بے شک اُنہوں نے نفَس الامر میں بلا اجماع تقیہ کیا ہے تو یہ خیال انتہائی فسادانیت پر مبنی ہے۔ اِس کا جواب اِنشاء اللہ العزیز اِسی تیسری فصل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بیعت کے بیان میں تقدیم ابوبکر کی حدیثوں سے دیا جائے گا جو اِس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال پاک کے بعد ابوبکر ہی خلیفہ ہیں اور ان کی وجہِ دلالت پہلے بیان ہوئی۔

اور احادیثِ علی کو دو احتمالوں کے مابین ایک پر حمل کرنے میں تردّد پایا جاتا ہے، چنانچہ تمام حدیثوں کے درمیان موافقت اور صحابہ کے حق میں بچنے والے کے لیے اُن کی نفی

لازم ہے جیسا کہ ہم نے اسے مقرر کیا۔

جبکہ دوسرے احتمال پر حمل کرنے کے لیے بعض کے لیے اِلغاء اور اِس محذور کے لیے تقریر ہے، پس جو موافقت کے ساتھ حاصل ہوگا اُس پر محمول کیا جائے اور تمام احادیث پر عمل کرنے سے نفی محذور افضل ہے اِس کے برعکس وہم کی طرف کیسے راستہ ہے؟

چنانچہ حضرت علی اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس اُمر کی شاہد روایات پہلے بیان ہوئیں اُن کے سماع کے وقت اَفہام اُن کی طرف جلدی کرتے ہیں اور بے شک وہ ان اَوہام کے راستوں سے مانِع ہیں۔ یا یہ کہ اس کے خلاف اعتقاد کیسے؟ تو اس کے خلاف قطعی اجماع ہے۔ واللہ اعلم

دُوسری وجہ کا جواب

دونوں وجہوں سے دُوسری کا جواب یہ ہے کہ یہاں ولی، دشمن کی ضد کے معنوں میں مُحبّ ومتوالی ہو، اس کی تقدیر میرے بعد تُمھارے متوالی اور مُحبّ ہوگی اور بعد سے مرتبہ مُراد ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد، یعنی تقدیم کے اعتبار سے میں مسلمانوں کا متوالی اور اُن کا مُحبّ ہوں پھر میرے بعد مجُھ سے اپنی قُربت ونسبت اور اپنے مقام کے لحاظ سے دُوسرے درجہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں تو یہ مجُھ سے محبّت کرنے والے کی محبّت، نُصرت کرنے والے کی نُصرت اور اِمداد دینے والے کی اِمداد کے زیادہ مستحق ہیں۔ واللہ اعلم۔

کیا خلافت کی وصیّت ہے؟

پیش ازیں شیخَین کے باب اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی احادیث میں بھی حضرت حذیفہ کی حدیث اِس سلسلہ میں بیان ہوئی اور طلحہ بن مصرف سے روایت ہے، میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے پُوچھا، حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خلافت کے

بارے میں وصیت فرمائی ہے؟

اُنہوں نے فرمایا! نہیں۔

میں نے کہا! مُسلمانوں کے اُمر کے لیے وصیت کیسے ہے؟ اُنہوں نے اللہ کی کتاب کے ساتھ وصیّت ہے۔

طلحہ کہتے ہیں: ہزیل بن شرجیل نے کہا! حضرت ابوبکر ہمارے خلیفہ ہیں اُن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وصیّت ہے کہ ابوبکر سے دوستی رکھو۔ بے شک اس میں وعدہ پایا جاتا ہے۔

(۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو بے شک تمہارے چھوڑنے سے مجُھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہتر ہیں اس میں عدمِ وعدہ خلافت پر بھی دلیل ہے۔

(۳) فطر نے بنی ہاشم کے ایک بزرگ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحلت مبارک کے بعد ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی تشریف لائیں اور لوگوں کو بتائیں کہ آپ نے خلافت ہمارے لیے مقرر فرمائی ہے اور ہم سے کبھی نہیں نکلے گی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! نہیں خُدا کی قسم میں نے نہ کبھی آپ کی زندگی میں آپ پر جھُوٹ بولا ہے اور نہ آپ کے وصال کے بعد آپ پر جھُوٹ بولوں گا۔

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عباس نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا آپ نے دیکھا کہ تُو تین روز کے بعد حرص کا بندہ ہوگا یا یہ کہ عبدِ حریص ہوگا۔

خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ اقدس کو دیکھا اور میں نے بنی عبد المُطّلب کے چہروں سے اُن کے وقتِ احتضار کو پہچانتا ہوں، آپ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے امرِ خلافت کے بارے میں پُوچھ لیں۔ اگر ہم میں ہے تو ہم جان لیں اور اگر ہمارے علاوہ کے لیے ہے تو ہمیں اس کا حکم دیں اور ہمیں وصیّت فرمائیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: خدا کی قسم! میں نے آپ کی خدمت میں خلافت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ہمیں اِس سے روک دیا، پس لوگ ہمیں یہ کبھی نہیں دیں گے۔

(۵) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، اُنہوں فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمارے لیے وعدہ نہیں فرمایا کہ ہم امارت میں اُس کے ساتھ دلیل پکڑیں ولیکن ایک چیز ہے جیسے ہم اپنی جانوں سے پہلے دیکھتے ہیں اگر وہ دُرست ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر نادرست ہے تو ہمارے نفوس کے قبول کرنے سے ہے۔ پھر ابوبکر خلیفہ ہوئے تو اُسے استقامت سے قائم رکھا، پھر حضرت عُمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو قائم و اِستقام رہا، یہاں تک کہ دین نے اپنے پاؤں مضبوطی سے جمالئے، اِس سے قبل شیخین کے باب میں بیان ہوا اور مقتلِ علی میں آئندہ بیان ہوگا۔

(٦) لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پُوچھا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خلیفہ ہیں؟

فرمایا! نہیں ولیکن تمُہارے سپرد کرتا ہوں جس طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمُہارے سپرد کیا ہے اور جب یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خلیفہ کی وضاحت نہیں اور جو ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں بیان کیا تو اُن کی تقدیم کی وجہ نماز پڑھانا ہے علاوہ ازیں اُس میں کوئی اطلاع نہیں اور نہ وعدہ کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔

بیعتِ خلافت کب ہُوئی

علامہ واقدی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعتِ خلافت کے بارے مین حکایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصالِ پاک ۱۱ھ کو ربیع الاول شریف

کی ۱۰ تاریخ سے قبل پیر کے دن ہوا اور اُسی روز اُن سے لوگوں بیعت کی۔

ابنِ قتیبہ اور ابو عمر نے کہا! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعتِ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ پاک کے دن ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوئی اور عام بیعت اُس روز کے تیسرے دن منبر پر ہوئی۔

ابو عمر نے کہا کہ حضرت سعد بن عبادہ بنو خزرج کے ایک گروہ اور قریش کی ایک جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے اختلاف کیا۔

پھر اِس کے بعد حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ لوگوں نے بیعت کر لی، بعض نے کہا کہ قُریش میں سے کسی ایک نے بھی اُس روز بیعت سے اختلاف نہیں کیا، بعض نے کہا کہ حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت خالد بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس بیعت کی مخالفت کی پھر اِس کے بعد اُنہوں نے بیعت کر لی۔

بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہمیشہ اُن کا حکم مانتے اور اطاعت کرتے تھے اور اُن کی فضیلت و ستائش بیان کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو بکر کا حقِ خلافت ادا کرنا

ابن قتیبہ نے کہا! پھر تھوڑے سے عرب مرتد ہو گئے اور اُنہوں نے زکوٰۃ روک لی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ وہ سیدھے ہو گئے اور لوگوں پر حضرت عُمر کو امیر بنا کر حج کے لیے بھیجا تو لوگوں نے ۱۱ھ کو حج کیا اور یمامہ کو فتح کیا اور مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے صنعاء میں قتل کیا اور تمام مُرتدین سے لڑائی کی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف واپس آ گئے اور ہم نے مُرتدین کی لڑائی کے بارے میں ایک مختصر کتاب تالیف کی ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے ساتھ ۱۲ھ کو حج کیا پھر مدینہ طیبہ کی طرف تشریف لے آئے اور شام و عراق کی طرف لشکروں کو بھیجا۔

خلافت کے دوران مکہ معظّمہ میں حاضری

صاحبِ صفوت نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۲ھ میں عمرہ کیا اور مکہ معظّمہ میں داخل ہو کر اپنے باپ حضرت ابوقحافہ کے گھر تشریف لے گئے حضرت ابوقحافہ اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے نوجوانوں کے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ لوگوں نے کہا یہ آپ کا بیٹا آیا ہے؟ پس وہ کھڑے ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جلدی سے اپنی سواری کو بِٹھایا اور اُس سے اُتر آئے اور ابوقحافہ ابھی کھڑے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہا! ابا جان کھڑے نہ ہوں پھر اُنہیں بٹھا دیا اور اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا تو ابوقحافہ اُن کے آنے کی خوشی میں رونے لگے۔

مکہ معظّمہ سے اُن کے پاس عتاب بن اُسید، سہیل بن عمرو، عقبہ بن عکرمہ بن ابوجہل اور حارث بن ہشام آئے اور اُنہیں سلام کرتے ہوئے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ آپ پر سلام ہو اور سب لوگوں نے آپ کے ساتھ مصافحہ کیا پس جب اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔

پھر لوگوں نے حضرت ابوقحافہ کو سلام کیا تو اُنہوں نے کہا! اے عتیق یہ سردار لوگ ہیں اور اِن کی صُحبت بہت اچھی ہے،

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**۔

اس امر خلافت کو سنبھالنے کی نہ مجھے اس کے ساتھ طاقت ہے اور نہ ہاتھوں سے مگر اللہ کے ساتھ اور کہا! کیا کسی کو ظلم و زیادتی کی شکایت ہے؟ جب کوئی نہ آیا تو لوگوں نے اُن کی ستائش بیان کی۔

مہر کا نقش

کہا کہ اُن کا دربان اُن کا غلام سدیف تھا اور اُن کے کاتب حضرت عثمان بن عفان

اور حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے، جبکہ اُن کی مُہر کا نقش عبد ذلیل لرب جلیل تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر مُورخین نے کہا کہ اُن کی مُہر کا نقش نعم القادر اللہ تھا اور مُتقدمین سے حضرت زبیر بن بکار وغیرہ اِس پر بھروسہ کرتے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاہدہ کی تحریر پر یہ مُہر نہ لگاتے تھے بلکہ معاہدہ کی تحریر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مہر لگایا کرتے تھے۔

خاتم الانبیاء کی خاتم

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوا کر پہنی پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں آئی یہاں تک کہ بئر اریس میں گر پڑی، اُس انگوٹھی پر ''محمد رسول اللہ'' نقش تھا

(۲) ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میری انگوٹھی کا نقش کوئی اور نہ کُھدوائے۔

(بخاری، مسلم)

(۳) انصاری کی حدیث سے بعض طرق میں آیا ہے کہ آپ کی انگوٹھی پر ایک سطر میں مُحمد دوسری میں رسول اور تیسری میں اللہ نقش تھا

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی مبارک آپ کے ہاتھ مُبارک میں رہی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی پس جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں آئی تو انہوں نے بئر اریس پر بیٹھ کر اسے اُتارا تو وہ آپ کے ہاتھ سے گر گئی، کہا کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تین روز کنوئیں میں اترتے رہے مگر اسے نہ پایا۔

(بخاری، مسلم)

بیعتِ خلافت کی مزید روایات

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے فرمایا! اگر کہا جائے کہ بغیر غَور وفکر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت میں عُجلت کیوں کی گئی ہے تو یہ اِس وجہ سے ہے کہ کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے۔

اور تم میں اِس روز ایسا کوئی نہیں جو اس کی طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح گردنیں کاٹ دے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رحلت فرمائی تو یہ ہم میں بہتر تھے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اختلاف کرنے والے اُن کے ساتھ تھے سیّدہ فاطمۃ الزہرا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیت الشرف میں تھے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع انصار نے ہم سے اِختلاف کیا تو مہاجرین جمع ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور اُنہیں کہا: ہمارے ساتھ اپنے اَنصار بھائیوں کی طرف نکلیں پس ہم اُن کے سونے کے وقت نکلے تو دو صالح افراد سے مُلاقات ہوئی اُنہوں نے کہا: اَے گروہ مہاجرین کہاں کا ارادہ ہے؟

میں نے کہا: ہم اپنے انصار بھائیوں سے مُلاقات کے ارادہ سے نکلے ہیں۔

اُن دونوں نے کہا: اے گروہ مہاجرین! تم پر نہیں مگر اُن کا تقرّب اور وہ تمہارے فیصلے کریں۔''

میں نے کہا: خُدا کی قسم! ہم اُن کے پاس آئے ہیں، پس ہم نکلے اور اُنہیں سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع دیکھا، اُن کے پیچھے ایک کمل پوش شخص تھا میں نے اُن سے پوچھا: یہ کون ہیں؟

لوگوں نے کہا: سعد بن عبادہ۔

میں نے کہا: اُنہیں کیا ہے؟

لوگوں نے کہا: وہ بیمار ہیں۔

جب ہم بیٹھ گئے تو اُن کے خطیب نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق تعریف کی اور کہا: اما بعد! ہم اللہ تعالیٰ کے انصار اور اسلام کے لشکر کا ایک حصّہ ہیں اور اے گروہ مہاجرین! تم ہم سے ایک گروہ ہو۔

آپ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی اصل کی مدد چھوڑ دیں اور اپنے امَر سے الگ ہو جائیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب وہ شخص خاموش ہُوا تو میں نے چاہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک وہ بات پہنچادوں جس نے مجھے حیران کر دیا ہے اور وہ مجھ سے زیادہ بُردبار اور موقر تھے، پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: صبر سے کام لیں تو مجھے اُن کی ناراضگی پسند نہ آئی اور وہ مجھ سے زیادہ جاننے والے اور بُردبار تھے۔ خدا کی قسم! میں جو خود کو حیران کرنے والی بات کرنا چاہتا تھا اور اُس سے بڑی بات اُنہوں نے فی البدیہہ کہہ دی اور میں خاموش ہو گیا۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپ نے جو بہتر ہونے کا ذکر فرمایا تو آپ اِس کے اہل ہیں اور عرب قطعی طور پر جانتے ہیں کہ یہ قبیلہ قریش کے لوگ ہیں اور نسباً اور داراً ہمیں مرکزی حیثیت حاصل ہے اگر آپ رضا مند ہوں تو ان دو اشخاص میں سے جس ایک کی چاہیں بیعت کر لیں اور اِس کے ساتھ ہی اُنہوں نے میرا اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا، میں نے اُن کی کسی بات کو ناپسند نہیں کیا مگر یہ بات مجھے ناگوار گذری اور خدا کی قسم! اگر میری گردن اُڑا دی جاتی تو جب بھی میں اِس امَر کے قریب نہ جاتا اور پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں قوم پر اپنے لیے امرِ خلافت کو کیسے پسند کر سکتا تھا، یہاں تک کہ موت کے وقت میری ذات میں تغیر آ جائے۔

پس انصار کے ایک شخص نے کہا: ہمارا مشورہ شافی اور ہماری کھجوریں پھل سے لدی ہوئی ہیں ایک امیر ہم سے ہو گا اور ایک امیر آپ لوگوں سے ہو گا اِس پر شور و غُل شروع ہو گیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں یہاں تک کہ ہمیں مخالفت کا خدشہ پیدا ہو گیا۔ پس میں نے کہا: اے

ابوبکر! ہاتھ کھولیں۔

اُنہوں نے ہاتھ کھولا تو میں نے اُن کی بیعت کرلی، پھر مہاجرین اور پھر انصار نے اُن کی بیعت کرلی اور ہم سعد بن عبادہ سے دُور ہٹ آئے تو انصار سے کسی شخص نے کہا: آپ نے سعد بن عبادہ کو قتل کردیا۔ میں نے کہا: سعد بن عبادہ کو اللہ تعالیٰ نے قتل کیا ہے۔

مالک نے مجھے کہا: ابنِ شہاب نے عرُوہ بن زبیر سے خبر دی کہ میں نے عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی دو شخصوں سے مُلاقات کی اور ابن شہاب نے کہا: مجھے سعید بن مسیّب نے خبر دی ہے کہ جس شخص نے ہمارا مشورہ شافی کہا تھا، وہ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

(۲) ایک روایت میں ہے کہ میں جمعۃ المبُارک کے دِن غروب آفتاب کے وقت پہنچا تو میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو مسجد میں منبر کے پائے کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا تو میں اُن کے ساتھ مِل کر بیٹھ گیا اور میرا کندھا اُن کے کندھے سے مِل گیا، اِسی اثناء میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ گئے، مؤذن خاموش ہُوا تو اُنہوں نے اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق حمد وثناء کی پھر کہا: اما بعد! میں آپ کے سامنے اپنی طاقت کے مطابق کہتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ شاید وہ میرے سامنے ظاہر ہو پس جو عقلمند اور یاد رکھنے والا ہے، پھر اُنہوں نے گفتگو کرتے ہوئے اِس بات پر بات ختم کی کہ میں اُس سے ڈرتا ہوں جو اِس کا شعور نہیں رکھتا پس کسی کو جائز نہیں کہ وہ مجھ پر جھُوٹ کہے پھر اِس کے بعد الفاظ کی تقدیم وتاخیر سے یہ روایت بیان کی۔

ثانی اثنین کون ہے؟

ایک روایت میں ہے کہ جب انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر آپ سے ہوگا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کون ہے جو اس کی مثل تیسرا ہے؟

"ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا"

(سورۃ التوبہ آیت ۴۰)

دو کا دوسرا جب دونوں غار میں تھے کہ اُس نے اپنے ساتھی سے کہا: غم نہ کریں، اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

کہا کہ پھر اُنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ کھولا اور بیعت کی اور لوگوں نے حسین وجمیل بیعت کی، یہ روایت ترمذی نے شمائل میں حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تذکرہ میں بیان کی ہے۔"

آپ ہمارے سردار ہیں

ابو حاتم نے اِسی مفہوم کی مُتفق علیہ روایت بیان کرتے ہُوئے، "ایک امیر ہم سے اور ایک امیر آپ سے" کے قول کے بعد کہا: پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لیکن ہم امیر ہیں اور آپ وزیر ہیں، قریش اپنے گھر کی بناء پر عرب کے مرکز اور اشراف ہیں اور حسب کے اعتبار سے اُن سے مُعزز ہیں پس حضرت عُمر اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیعت کر لی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی: بلکہ میں آپ کی بیعت کرتا ہُوں کہ آپ ہمارے سردار، ہم سے بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی بیعت کی تو اور لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔"

کون کہاں تھا؟

ابنِ اسحٰق نے کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصالِ پاک ہُوا تو قبیلہ انصار کے لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے گئے

جب کہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ اور حضرت عبیداللہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی والاشان سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بیت الشرف میں چلے آئے، ان کے علاوہ باقی تمام مہاجرین کرام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے اور اُن کے ساتھ حضرت اُسید بن حضیر بنی عبدالاشہل کے پاس گئے تو ایک شخص نے آکر اطلاع دی انصار کا قبیلہ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت سعد بن عبادہ کے پاس آیا ہے تو یہ لوگ اُن کی طرف چلے گئے۔

کہا: اگر تمہیں لوگوں پر امارت کی ضرورت ہے تو لوگوں کو دیکھیں آپ اپنے اُمر میں اتفاق کریں اور ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تدفین بھی نہیں ہوئی اور اُن کے اَمر سے فارغ بھی نہیں ہوئے کہ دوسرے اُس کے اہل پر دَروازہ بند کردیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی: ہمارے ساتھ اپنے انصار بھائیوں کی طرف چلیں جو اُن میں سے خلافت چاہتے ہیں، اُنہیں دیکھ لیں۔"

پھر اِس مفہوم کی حدیث ابن عباس نے بیان کی۔

فِتنے کا دروازہ نہ کُھل جائے

مُوسیٰ بن عقبیٰ نے کہا کہ ابن شہاب نے کہا! وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر مبارک تیار کررہے تھے کہ ایک شخص نے دروازے پر دستک دے کر حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں مصروف ہوں تُجھے کیا کام ہے؟

اُس شخص نے کہا: آپ لازماً کھڑے ہوں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ واپس آئیں گے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھ کر اُس کے پاس آئے تو اُس نے کہا: قبیلہء انصار کے لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہیں اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اشراف اُن کے ساتھ ہیں اور وہ کہتے ہیں: ایک امیر ہم سے اور ایک امیر مہاجرین سے ہوگا مُجھے ڈر ہے کہ اس

طرح ایک فتنہ اُٹھ کھڑا ہوگا اے عُمر! آپ دیکھیں اور اپنے بھائیوں سے اِس کا تذکرہ کریں، آپ کوشش کریں گے تو مجھے اُمید ہے اللہ عزوجل فتنے کا دروازہ نہیں کھلنے دے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس صورتِ حال سے خوفزدہ ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر تیزی سے بنی ساعدہ کی طرف چل دیئے اور مہاجرین میں سے کچھ لوگوں کو پیچھے چھوڑ گئے جن میں حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت فضل بن عباس بھی تھے اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریبی تھے اور آپ کی تغسیل و تکفین میں مصروف تھے۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نکلے تو اُن کی مُلاقات حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی اور یہ لوگ اکٹھے ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں داخل ہو گئے۔

سقیفہ میں انصار کے سردار تشریف فرما تھے اور حضرت سعد بن عبادہ بخار کی وجہ سے اُن لوگوں کے درمیان لیٹے ہوئے تھے، پھر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے مفہوم کی حدیث بیان کی۔

حضرت ابوبکر کا سقیفہ میں خُطبہ

مُوسیٰ بن عقبہ نے ابنِ شہاب سے روایت بیان کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سقیفہ میں موجود تھے اور لوگ خاموش تھے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ چنانچہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِسلام کی دعوت دی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے دلوں کو پکڑ لیا اور ہم اُس کی طرف وصی ہیں جس کی طرف بُلایا گیا، پس ہم گروہ مہاجرین لوگوں میں پہلے اسلام لانے والے ہیں۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریبی اور ذُو رِحم ہیں، ہم خلافت کے حقدار ہیں اور عرب میں نسَب کے اعتبار سے لوگوں کا مرکز ہیں ہم سب کو عرب نے جنم دیا پس اُن میں

قریش کے سوا کوئی قبیلہ نہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت ہوئی اور کسی نے اصلاح نہیں کی مگر وہ قُریش سے ہیں اور قُریش لوگوں میں اپنے چہروں سے زیادہ صباحت والے ہیں۔ وہ اپنی زبان کے پکّے ہیں، اُن کی بات افضل ہے اور لوگ قریش کی پیروی کرتے ہیں۔ پس ہم امیر ہیں اور آپ لوگ وزیر ہیں۔

اور اے معشرِ انصار! اللہ کی کتاب میں آپ ہمارے بھائی ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین میں ہمارے شریک ہیں اور آپ ہمیں لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ ہمیں پناہ دینے والے ہیں اور ہمارے مددگار ہیں اور آپ اپنے مہاجرین بھائیوں کی فضیلت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلے کو خوشی کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرے لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں اور لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنہیں جو یہ بھلائی عطا فرمائی ہے اُس پر حسد نہ کریں اور میں آپ کو اِن دو شخصوں میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کی دعوت دیتا ہوں، پھر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کا مفہوم بیان کیا۔

انصار نے کہا: خدا کی قسم! ہم اُس خیر پر آپ سے حسد نہیں کرتے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق میں ہمارے نزدیک آپ سے زیادہ محبوب ومعزز کوئی نہیں اور نہ ہی ہمیں آپ لوگوں سے زیادہ کوئی شخص پسندیدہ ہے۔''

اگر آپ آج خود میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کرتے ہیں تو ہم اُس کے فوت ہونے کے بعد انصار میں سے خلیفہ بنالیں گے اور ایسے ہی ہمیشہ ہوتا رہے گا، اگر قرشی خلیفہ ہوگا اور زیادتی کرے گا تو انصاری اُس کی اصلاح کرے گا اور اگر انصاری خلیفہ زیادتی کرے گا تو قریش اُس کی اصلاح کرے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ بات کبھی نہیں ہوگی اور سوائے قریش کے کوئی اصلاح نہیں کرے گا اور نہ ہی عرب قریش کے سوا کسی پر راضی ہوں گے اور نہ ہی سوائے اِس کے امارت پہچانی جاتی ہے۔ خدا کی قسم! جس نے ہماری مخالفت کی ہم اُسے قتل کردیں گے۔

جنگ کا خطرہ ٹل گیا

حضرت حباب بن منذر سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر کہا: ایک امیر ہم سے ہوگا اور ایک امیر آپ سے ہوگا، ہم اِس کے جزیل محکک اور اِسکے عدیق مرجب ہیں اور جو ہم پر اِس امر میں سختی کرتا ہے وہ ہمیں اپنی اصل کی معاونت کرنے سے روکتا ہے اور امر خلافت سے روکنا چاہتا ہے اور اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم اِسے دوبارہ شروع کردیتے ہیں۔

کہا کہ یہ بات اِس قدر بڑھ گئی کہ سقیفہ میں اُن کے درمیان جنگ کا خطرہ پیدا ہوگیا اور لوگ ایک دُوسرے سے وعدے کرنے لگے، پھر مسلمان لوٹ آئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے دین کے لیے اُن کی حفاظت فرمائی پس وہ اچھی بات کی طرف لوٹ آئے اور امرِ خلافت کو تسلیم کرلیا اور شیطان پر غضبناک ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بنی عبدالاشہل کے حضرت اسید بن حضیر اور بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیعت میں سبقت کرنے لگے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن دونوں پر سبقت کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرلی اور ان دونوں نے اُن کے ساتھ ہی بیعت کی، پھر اہلِ سقیفہ حضرت سعد بن عبادہ کو لیٹے ہوئے چھوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت پر جمع ہوئے تو ایک انصاری نے کہا: سعد بن عبادہ سے بچو اور اُس کی اطاعت نہ کرو، پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غضبناک ہو کر کہا: سعد بن عبادہ کو اللہ تعالیٰ نے قتل کردیا ہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت سے فارغ ہو کر مسجد نبوی شریف میں واپس آئے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو لوگوں نے آپ کی بیعت شروع کردی اور یہ سلسلہ رات تک جاری رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین نہ ہوسکی یہاں تک کہ آپ کو تیسرے دن قبر شریف میں اُتارا گیا، پھر آپ کی تدفین اور آپ پر صلوٰۃ کی حدیث بیان کی۔

تشریح

اِس کی صراحت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خُطبہ میں ہوگی جو انشاء اللہ اِس کے بعد مذکور ہوگا۔

اور اِس کے لیے آپ کے علاوہ کسی دُوسرے کی بیعت میں دلالت ہے اور قریش سے اس امر کے نکل جانے کا خدشہ ہے۔

چونکہ یہ اَمر قریش کے علاوہ دوسروں کے ساتھ قائم ہونے کے لیے عرب کا دین نہیں تو یہ اُمت کے امر کی طرف فساد کا راستہ تھا جب کہ سقیفہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سوائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی مہاجر نہ تھا، تو اِس کے لیے دونوں کی دلیل ہے اور اِن دونوں کے علاوہ کا ذکر ممکن نہیں، جس سے غائب ہے ڈر یہ تھا کہ اگر اس مجلس سے بغیر اٹل فیصلے کے یہ لوگ منتشر ہو گئے اور اس کے احکام نہ ہوں تو مقصد فوت ہو جائے گا اور اگر اطاعت کا وعدہ کرتے جس چیز کے لیے اِس وقت اُن سے غائب تھے اِس سے رجوع کی طرف اپنے نفوس کی برابری کے لیے اُن سے قبول نہیں کریں گے تو نظرِ سدید اور امرِ رشید سے اس امر میں جلدی کریں اور انعقادِ بیعت ہو جائے اور اِن سے اس کی توثیق اس میں اُس کی حالتِ راہنہ میں ہو جائے۔

اور اِسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا اور اُس کے اہم مطالب اور جلدی کو صواب پر دیکھتے ہوئے آپ کی تجہیز و تکفین پر مقدّم کیا تو بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی اُمت پر ہمیشہ شفقت فرمانے والے اور اُن پر رحم کرنے والے ہیں۔

کیونکہ جو امر حینِ حیات میں آپ کی ذات پر اُن کے لیے مؤثر تھا آپ کے وصالِ پاک کے بعد بھی ویسا ہی تھا باوجود اس کے وہ اِس کی طرف جلدی نہ کرتے یہاں تک کہ وہ جان لیتے کہ اس کا چھوڑنا آپ کے نزدیک اِس میں اس کے اہل سے کافی ہے چنانچہ وہ جمع ہو کر دو مردوں کے درمیان مشورہ کرتے اور جس میں یہ دونوں امر جمع دیکھتے اُسے خوشخبری دے دیتے

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کے لائق نہ تھا کہ اظہار دوستی کے لیے مراعات و ایثار کا تکلفاً اہتمام فرماتے جبکہ آپ مؤثر تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہوا تو انصار کے خطیبوں نے کھڑے ہو کر ایک شخص کو مقرر کیا، اُس نے کہا: اَے مَعشرِ مہاجرین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب تُم میں سے کسی شخص کو عامل بناتے تو اُس کے ساتھ ایک آدمی ہمارا ہوتا تھا لہٰذا یہ امر بھی دو آدمیوں کے ملنے سے چل سکے گا ایک آدمی تمہارا ہوگا اور ایک آدمی ہمارا ہوگا، چنانچہ انصار کے خطیبوں نے اِس مقام پر اُس کی اتباع کی۔

بعد ازاں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مہاجرین سے تھے اور یقیناً امام مہاجرین سے ہوگا اور ہم اُس کے انصار ہوں گے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انصار تھے، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر فرمایا: اے مَعشرِ انصار! اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی بات پر ثابت رکھے ولیکن خُدا کی قسم! اگر اِس کے علاوہ جانتے تو ہم تمہاری اصلاح کرتے۔ اس روایت کو فضائل ابوبکر میں نقل کر کے کہا کہ یہ حسن حدیث ہے۔

عام بیعت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب پیر کا دن آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے حُجرۂ مبارک کا پردہ سرکا کر دیکھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، میں نے آپ کے چہرۂ اقدس کو دیکھا گویا کہ وہ قُرآن کا ورق تھا اور آپ تبسّم فرما رہے تھے، اگر ہمیں اِنتشارِ نماز کا ڈر نہ ہوتا تو ہم آپ کے رُخِ اقدس پر آثارِ فرحت دیکھتے پھر آپ نے پردہ کھینچ لیا اور اُسی روز آپ کا وصالِ باکمال ہوگیا جس روز آپ کا وصال ہُوا اُس کے اگلے روز حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آغازِ کلام کرتے ہوئے فرمایا: حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رحلت فرما چکے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے درمیان نورِ ہدایت ظاہر فرما دیا ہے اُس کی یعنی قرآنِ مجید کی حفاظت کرو اور اُس سے ہدایت حاصل کرو جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور رسالت مآب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہدایت فرمائی۔

پھر یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی اور ثانی اثنین ہیں اور یہ آپ کے اُمور کے لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ اُٹھو اور اِن کی بیعت کرو، اِن لوگوں میں وہ لوگ بھی تھے جو اِس سے پیشتر سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کر چکے تھے جب کہ یہ منبر پر عام بیعت تھی۔

(خرجہ ابو حاتم)

خلافت غیر موعودہ ہے

ابنِ اسحٰق نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِن لفظوں کے ساتھ روایت بیان کی ہے کہ جب اہلِ سقیفہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی اُس کے اگلے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر بیٹھ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر آغازِ گفتگو کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش اُس کی شان کے مطابق بیان کرتے ہوئے کہا: میں نے رات کو آپ سے بات کی تھی کہ میں نے امرِ خلافت کے بارے میں قرآنِ مجید میں کوئی چیز نہیں پائی اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِس کے بارے میں کوئی وعدہ فرمایا ہے، ولیکن میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پیچھے ہیں یعنی ہمارے آخر ہوں گے اور بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم میں اپنی کتاب کو باقی رکھا جس کے ساتھ آپ کو رہنمائی دی، اگر تُم اِس کی حفاظت کرو گے تو یہ تمہاری رہنمائی کرے گی جس طرح آپ کی رہنما تھی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے امر کو تمہارے بہتر پر جمع کیا ہے جو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی اور ثانی اثنین اذ ھما فی الغار ہیں اور یہ تمہارے امر میں لوگوں سے بہتر ہیں لہٰذا ان کی بیعت کرو، پس لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سقیفہ کے بعد عام بیعت کی۔

حضرت ابوبکر صِدّیق کا انکسار

بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: اما بعد اے لوگو! مجھے آپ پر والی بنایا گیا ہے اور میں آپ لوگوں سے بہتر نہیں ہوں، اگر میں اچھّی بات کروں تو میری مدد کریں اور اگر میں بُری بات کروں تو میرا محاسبہ کریں، سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور جو آپ میں کمزور ہے میرے نزدیک طاقتور ہے یہاں تک کہ انشاء اللہ تعالیٰ اُس کا حق اُسے دلا دُوں گا اور آپ میں سے طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ انشاء اللہ تعالیٰ اُس سے حق وصول کرلوں گا۔

لوگ جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُنہیں ذلیل کر دیتا ہے، لوگ فحاشی میں مُبتلا ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن پر مصیبتیں نازل کر دیتا ہے، اگر میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کروں تو آپ پر میری اطاعت باقی نہیں رہے گی، اللہ آپ پر رحم فرمائے، اپنی نماز کے لیے اُٹھیں۔''

تشریح:

یہ روایت اِس سیاق کے ساتھ ابنِ اسحٰق نے بیان کی ہے اور بخاری کے نزدیک یہ مُنقطع ہے اور اس کا معنیٰ پُورا ہے اور بیعتِ مسجد کے سلسلہ میں پہلے بیان کی گئی مُوسیٰ بن عقبہ کی روایت میں اِس سے مغائرت ہے کہ یہ بیعت آپ کی تدفین سے قبل یومِ وصال کو ہوئی تھی شاید مسجد میں منبر پر دوبار بیعت ہوئی ہو، یا وصال کے روز جو لوگ بیعت نہ کر سکے تھے اُنہوں نے

بیعت کی ہو جن کے لیے دوسرے دن کی صبح کو بیٹھے تو اُنہوں نے دُوسروں کے علاوہ بیعت کی، اگر چہ دونوں کے درمیان تضاد موجود ہے۔"

حضرت ابوبکر کی بیعت نہ کرنے والے

ابنِ شہاب نے کہا: مہاجرین کرام میں سے جو حضرات اِس بیعت پر رضامند نہ تھے اُن میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے یہ دونوں حضرات مسلح ہو کر جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بیت الشرف میں تشریف لائے، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ اُن کے پاس آئے جس میں عبدالاشہل قبیلہ کے حضرت اسید بن حضیر اور سلامہ بن دقش بھی تھے، اور کہتے ہیں اِن لوگوں میں بنی خزرج کے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے پس اِن میں سے ایک شخص نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کو پکڑ لیا اور اُس پتھر مار کر توڑ دیا۔

تلوار کیوں توڑی

کہتے ہیں ان لوگوں میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما بھی تھے اور یہ محمد بن مسلمہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کو توڑا تھا۔ واللہ اعلم۔

اِس روایت کی تخریج مُوسیٰ بن عقبہ نے کی اور یہ روایت درست ہونے کی صُورت میں فتنے کی آگ کو ٹھنڈا کرنے پر محمول ہوگی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کو توڑنے کا مقصد اُن کی توہین کرنا نہ تھا۔

مخالفینِ بیعت نے بیعت کر لی

اُس روز گروہِ خزرج سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے مخالفت

کرنے والے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور اُس روز مہاجرین میں سے جن دیگر حضرات نے اختلافِ بیعت کیا وہ یہ ہیں:

بنی ہاشم: حضرت علی ابنِ ابی طالب اور اُن کے بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا حضرت عباس اور اُن کے بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

دیگر مہاجرین: حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سلمان، حضرت عمار، حضرت ابوذر، حضرت مقداد، حضرت خالد بن سعید بن عاص وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر اِن سب لوگوں نے بھی بعض نے جلد اور بعض نے تاخیر سے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی سوائے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

کہتے ہیں کہ بیعت سے قبل اُنہیں خلافت کا متمنی دیکھا تھا اور اہلِ تاریخ کے نزدیک مشہور واقعہ ہے کہ اُنہیں جن نے قتل کر دیا تھا اور مِن جملہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقتِ ارتحال تک مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلافی امر واقع نہیں ہُوا اور طوعاً یا کرہاً کوئی مسلمان آپ کا مخالف نہ تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یومِ وصال کو کوئی مسلمان آپ کا مخالف نہ تھا۔

انصار سے پہلے بیعت کرنے والے صحابی

ابوعبید نے کتابِ حدیث میں کہا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ جمیع انصار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی تھی، جب انصار نے بیعت کرنا چاہی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بشیر بن سعد ابونعمان بن بشیر سے پہلے کسی کو بیعت کے لیے نہ بُلایا جائے، چنانچہ اُنہوں نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی، شاید اِس کی مُراد حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اور اِس حدیث کے درمیان موافقت پیدا کرنا ہے کہ پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی تو پھر مہاجرین نے بیعت کی اور پہلے بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی

تو پھر باقی انصار نے بیعت کی۔"

سعد بن عبادہ کبھی بیعت نہیں کریں گے

بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: سعد بن عبادہ کبھی آپ کی بیعت نہیں کریں گے یہاں تک کہ اُنہیں قتل کر دیا جائے اور وہ قتل نہیں کیے جائیں گے یہاں تک کہ اُن کے ساتھ اُن کے بیٹے اُن کے گھر والے اور اُن کے اقرباء کی جماعت کو قتل نہ کر دیا جائے اگر آپ اُنہیں چھوڑ دیں گے تو وہ آپ کے بضائر کو نہیں چھوڑیں گے بے شک وہ اکیلے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت اور مشورے کو قبول کرتے ہوئے حضرت سعد بن عبادہ سے دُرگُذر کر لی، کہا کہ حضرت سعد نہ اُن کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں اور نہ اُن کے ساتھ روزے رکھتے اور نہ اُن کے افاضاتِ حج کا فائدہ حاصل کرتے پس یہ ہمیشہ رہا یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو وہ بہت کم ملتے تھے یہاں تک کہ شام کی طرف جہاد کو جاتے ہوئے حوران کے مقام پر انتقال فرما گئے۔"

اور یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آغازِ خلافت کا ہے اور اُس وقت کسی نے اُن کی بیعت نہ کی تھی۔

تشریح:

اِس روایت میں اور اِس سے پہلے بیان کی گئی روایت میں کوئی نزاع نہیں جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں اجماع کا دعویٰ ہے بلکہ میں کہتا ہوں، ظہورِ عناد اور حمیّتِ جاہلیت کے طور پر ایک شخص کا اِختلاف اِجماع کو توڑنے والا اختلاف نہیں۔

مُجھے امارت کا لالچ نہیں

ابنِ شہاب نے کہا: جب لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی تو اُنہوں نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب فرمایا اور اُن کی طرف مَعذرت کرتے ہوئے کہا: میں دن کو یا رات کو کبھی بھی امارت کا حریص نہیں رہا اور نہ مجھے اِس میں رغبت ہے اور نہ ہی میں نے ظاہر و خفاء میں اللہ تعالیٰ سے کبھی اِس کا سوال کیا ہے ولیکن میں فتنے کو روکنا چاہتا ہوں، میرے لیے اس امارت میں راحت نہیں بلکہ میری گردن میں اِس امرِ عظیم کا قلادہ ڈال دیا گیا ہے جس کی مجھ میں طاقت ہے نہ میرے ہاتھوں کو سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قوت اور طاقت کے۔''

اگر اِس امر پر لوگوں میں زیادہ مضبوط آدمی ہوتا تو مہاجرین اُس سے میری جگہ قبول کرتے جو وہ کہتا اُس کے ساتھ عُذر نہ کرتے۔

حضرت علی کیوں ناراض تھے؟

حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہماری ناراضگی کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے بھائیوں نے ہم سے مشورہ نہیں لیا اور بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں سے زیادہ حق دار ہیں اور یہ غار کے ساتھی اور ثانی اثنین اذھما فی الغار ہیں اور ہم اِن کی بزرگی کو جانتے ہیں اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔

(خرجہ موسیٰ بن عقبہ فی المغازی)

حضرت علی نے بیعت میں کیوں تاخیر کی تھی

(۱) محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا! جب حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت لی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اِس بیعت میں شامل نہ ہوئے اور اپنے

گھر میں بیٹھ رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو پیغام بھیجا آپ کو مجھ سے کس چیز نے پیچھے کیا کیا آپ میری امارت پسند کرتے ہیں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! مجھے آپ کی امارت ناپسند نہیں مگر میں سوائے نماز کے اپنی چادر نہیں اوڑھوں گا جب تک قرآن پاک کو جمع نہ کرلوں۔

ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے قرآن مجید کو اُس کی تنزیل کے مطابق جمع فرمایا تھا اگر ہمیں یہ کتاب پہنچتی تو اس میں علمِ کثیر پاتے۔

(۲) ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی مُلاقات حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو اُنہوں نے کہا آپ بیعت ابوبکر سے پیچھے کیوں رہے، پھر یہ حدیث بیان کی گئی اور اُس میں یہ بات مزید کہی گئی کہ یہاں تک کہ میں قُرآن پاک کو جمع کرلوں اور میں جھگڑے سے ڈرتا ہوں پھر آپ نکلے اور اُن کی بیعت کرلی۔

(خرجہ ابوعمر وغیرہ)

حضرت علی نے چھ ماہ بعد کیسے بیعت کی

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم چھ ماہ بیعت سے رُکے رہے یہاں تک کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا رحلت فرما گئیں، اِس عرصہ میں حضرت علی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی اور نہ ہی بنی ہاشم میں سے کسی نے بیعت کی تھی یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بیعت کرلی، پس جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے رحلت فرما جانے کے بعد آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس تشریف لائیں اور کسی دوسرے شخص کو اپنے ساتھ نہ لائیں اور وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آنے کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ وہ اُن کی شدتِ طبع کو جانتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا ہم آپ کو اکیلے

نہیں جانے دیں گے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! خدا کی قسم میں اکیلا اُن کے پاس جاؤں گا، وہ میرے ساتھ زیادتی نہیں کریں گے۔

چنانچہ حضرت ابوبکر نکلے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس تشریف لے آئے جب کہ اُن کے پاس بنو ہاشم جمع تھے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اُس کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا اَمّا بعد! اے ابوبکر ہمیں آپ کی فضیلت و نفاست اور اللہ تعالیٰ کی آپ کو دی ہوئی بھلائی نے آپ کی بیعت سے نہیں روکا مگر ہم نے دیکھا کہ ہمارا اِس امر پر حق ہے اور آپ نے اِس کے ساتھ ہم پر انفرادیت کی ہے پھر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت اور اپنے حق کا ذکر کیا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مسلسل اپنی قُربتِ رسول کا ذکر فرماتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی گفتگو ختم فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی باتوں کی گواہی اور اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اُس کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قرابت مجُھے اپنی اصل کی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔

اور خدا کی قسم! میں آپ کے ساتھ ان اموال میں ناصح نہیں ہوں جو میرے اور آپ کے درمیان خیر پر ہے مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے کہ ہم جو چھوڑیں صدقہ ہے وراثت نہیں، یقیناً آلِ محمد نے اس مال میں سے کھایا۔

اور خدا کی قسم! میں نے اِس میں اُس کے بنانے کا ذکر نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ بنے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! ہم آپ سے رات کو بیعت کرنے کا وعدہ کرتے ہیں، پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور لوگوں کے

پاس آکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا عُذر بیان کیا، پھر حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے اُٹھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت بیان کی اور اُن کی فضیلت اور سبقت کا ذکر کیا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر اُن کی بیعت کر لی، پھر لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو مبارک باد پیش کی۔

یہ حدیث متفق علیہ صحیح ہے اِسے بوالحسن علی بن محمد القرشی نے کتاب ''الروۃ والفتوح'' میں نے نقل کیا اور کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے وصال پاک کے ڈھائی ماہ بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی تھی۔

اختلافِ خلافت کی تشریح

اور یہ چیز اِس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کے لیے پیغام بھیجا اور پہلے اختلاف میں اُن کا عُذر بیان ہوا کہ ہمیں نہ تو آپ پر نفاست نے اور نہ ایسے اور ایسے کسی امر نے آپ کی بیعت سے روکا ہے، بلکہ ہم دیکھتے تھے کہ ہم اِس امر کے آپ سے زیادہ حق دار ہیں۔

پس ضرورتاً اِس امر کا جاننا العہدہ کے لام کے ساتھ اِس کی طرف معروف اشارہ ہے وہ جو اُن کے پہلے کلام میں ہے مگر اُس سے جو اختلاف واقع ہُوا وہ بیعتِ امامت ہے، رہا! الحق تو اِس سے مُرادِ حقِ خلافت ہے۔

رہا زیادہ مُستحق ہونے کا یہ معنیٰ کہ ہمارا خیال تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہونے کی وجہ سے اِس امر کے زیادہ حقدار ہیں تو یہ اس طرف مضاف ہے کہ ہم میں جو چیز اہلیتِ امامت سے جمع ہے وہ بایں صُورت ہم میں اور ہمارے غیر میں برابر ہے۔

رہا! زیادہ مستحق کے معنیٰ کے ساتھ یہ امر تو اس کی طرف انضمام قرابت کی صُورت پر آپ کے برابر استحقاق ہے، چنانچہ اُن کی طرف راجحیت کا جو سب سے بڑا معنیٰ حاصل ہوتا ہے، وہ قرابت ہے تو جب ہم اُن کے علاوہ کو برابر کی صُورت پر لائیں گے تو اُس کی رجحت ہے۔

رہا! استحقاق کے معنیٰ کے ساتھ تو اگر اُس کے فرض انعقاد کے وقت وہ مرجوح ہوگی اور آپ کے ساتھ قرابت کا ہونا تو دو دوسرے احتمالوں پر اِس کی تنبیہ ہے جو اِس کے ساتھ عامل کو پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قرابت سے اِس میں دَاعی ہے اور پہلا مختار ہے جب کہ اس کے علاوہ ہے تو اُن کے برابر ہے یا اُن کی طرف راجع ہیں اور جب ان کے لیے بیعت منعقد ہوگئی تو اُس کے اختلاف کو وُسعت نہیں اس لیے اِس میں یہ امر جماعت سے علیحدگی اور تفریق کلمہ سے ہے اگر اُن کا اختلاف دُرست ہے تو اُن کے عدمِ اعتقاد پر دلالت کرتا ہے مگر حق کے مُتمکّن ہوجانے سے اِختلاف لازم ہوگا جب کہ اُن کا منصب اور دین میں اُن کا مرتبہ عظیم ظاہر ہے اور اِس میں اُن کی منہاج قائم ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ اختلاف حق کے ساتھ اختلاف ہوگا جب کہ اہلِ حل وعقد کے اجماع کے امامت کا انعقاد ہوگیا اور جنہوں نے بیعت سے اختلاف کیا وہ بہت بڑے اہلِ حلّ وعقد میں سے تھے، اِس لیے ہم کہتے ہیں جمہور اہلِ حلّ وعَقد نے حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرلی تھی اور جب جمہور نے اُن کی کاملیت اور اہلیت کی خصلتوں پر اِس میں اجماع کرلیا تو وہ مُفضول نہیں ہوں گے اور ولایت کا اِنعقاد ومشورے سے ہے تو باقی مُتبعین پر بیعت لازم ہے جب کہ وہ خلافت کے لیے اُن کی اہلیّت کا اعتراف کرتے ہیں مگر تمام بیعت کے لیے عدمِ انعقاد کی طرف یہ راستہ مقرر کرنا، خلل انداز ہونے اور فساد پھیلانے کا راستہ ہے اور اس سے دین کا نظام کبھی قائم نہیں ہوسکتا۔

اس لیے تعین اول کے معنے باطل ہیں اور وہ اُنہیں خلافت کے زیادہ حق دار دیکھنا ہے اور اگر وہ مفضول ہیں تو اُن کی ولایت منعقد نہ ہوگی اس محذور کورد کردیا جائے گا اور بیعت نہ کرنے کی مدّت تک اختلاف رکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تقرّر باطل پر انکار نہیں، کیونکہ ہم کہتے ہیں اُن کا خود کو خلافت کا زیادہ مستحق دیکھنا پہلے تھا اور اُن سے وہ اَمر پوشیدہ تھا جب اُنہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس اَمر کے زیادہ حق دار ہیں اور اِس میں وہ

ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان سے ہے اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت پر جمِ غفیر کا اِجماع ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُس وقت اپنی ذات کے حق میں اپنی نظر کو اہم قرار دیا اور اُس کے اظہار کی طرف جلدی سے نہ دیکھا اور نہ ہی اُس کے مُقتضیٰ کا مطالبہ کیا یہاں تک کہ اِس سلسلہ میں سیر و نظر اور غور و فکر میں پُوری پوری کوشش فرمائی اور دیکھا کہ یقیناً یہ اَمر دین کے عظیم واقعات سے ہے اور اِس میں مسلمانوں کے اجماعی کلمے کی تفریق ہوگی اور اِس میں مبادیٔ نظر کے ساتھ ریاست سے طبعی محبّت اور خواہشات اور حیلہ کے مال کے ساتھ قناعت نہیں اور نہ ہی اِس میں موافقت دیکھی چنانچہ آپ کے ذہن میں اپنا زیادہ مستحق ہونا مُرتسم ہُوا تھا اُس میں استحقاقِ اِمامت اور اِس پر امرِ خلافت کے ساتھ وجوبِ قیام کے تعین کے لیے زیادہ حقدار ہونا ہوگا اور یہ غور و فکر کرنے سے پہلے بادیٔ نظر میں ہُوا ہوگا۔

کیونکہ اِس میں سالک کا دو اَمروں سے اختلاف ورع اور احتیاط کی سبیل پر ہے لہٰذا اُن کے نزدیک دونوں امروں میں اختلاف کی مُدّت کے دوران پُوری کوشش کے ساتھ اجتہاد اور نظر کرنا تھا، پس اِس میں اُن کے لیے مجتہد کا اجر ہے پھر جب آپ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زیادہ حق دار اور افضل ہونا اقتضاء افضیلت کے ذکر کے ساتھ ظاہر ہوگیا اور اُن کی تقدیم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہونا واضح ہوگیا جس کا ہم نے دونوں کی فضیلت میں ذکر کیا ہے تو نتیجۂ نظرِ قیم اور حبرِ علیم سے یہ وافی اجتہاد ہے چنانچہ اُنہوں نے جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا بھیجا اور اُن کی طرف عُذر پیش کیا، اس کے ساتھ وہ اُنہیں خلافت کا زیادہ حق دار دیکھ چکے تھے اور اِس عبارت کا سیاق واضح ہے، چنانچہ اِس کے ساتھ وہ خیال زائل ہوگیا اور اُنہوں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیساتھ اپنی قرابت کے ذکر سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حُجّت قائم نہ فرمائی۔

اِجتہاد ہے

تو بے شک آپ عُذر خواہ ہیں اور عُذر خواہ لائقِ مُجت نہیں، یقیناً اُن کا تخلّف مُستند اظہار اور مُعتمد بیان کے لیے ہے مگر اُن کے تخلّف کے ساتھ روافض کا تمسّک کرنا اِس لیے ہے تا کہ گمان پیدا ہو کہ یہ بغیر اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور اجتہاد و نظر کے خواہشات کی اِتباع کے لیے تھا حالانکہ اگر اجتہاد صحیح نہ ہو تو مجتہد معذور ہے اور اگر غلطی کرے تو جب بھی اجر پاتا ہے۔ واللہ اعلم

اور یہ تاویل اُس کے اعتقاد کو ضروری ہے اور اسکی طرف متعیّن کا لوٹنا ہے کیونکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یعنی اُن سے اللہ راضی ہے اور جب وہ اِعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت مع اُن کے زیادہ مستحق ہونے کے ہے، تو بیعت سے اُن کا پیچھے رہنا اور جماعت سے الگ ہونا اور اطاعت میں داخل نہ ہونا حق سے اِعراض قرار پائے گا اور حق کے بعد جو کچھ ہے وہ گمراہی ہے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اِس سے منزّہ اور مُبرّا ہیں یا اِس کی صحت کا عقیدہ نہیں تو باطل پر اقرار ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اُن سے راضی ہونا ہے، اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فعل کا انکار نہیں کیا نہ اپنے قول کے ساتھ اور نہ اپنے فعل کے باوجودیکہ آپ کے ساتھ قوّتِ ایمانی شجاعت و بہادری اور مددگاروں کی کثرت تھی۔

علاوہ ازیں آپ کی کفایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے عمِّ محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بنی ہاشم آپ کی پشت پر اُن کے مددگار تھے اور اِس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُن کے لیے قواعد میں جن عقائد کی بنیاد رکھی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موالات کے ساتھ اُن کی موالات آپ کی محبّت کے ساتھ اُن کی محبت اور اُن کے ساتھ دوستی رکھنے والے کے لیے آپ کی دُعا۔

یہ سب کچھ ہونے کے باوجود اُن سے اِس حال کا اقتضاء ظاہر نہیں جیسا کہ اپنی طاقت کے مطابق باطل کا انکار کرنا، پس اگر یہ خلافت باطل تھی تو اُس کی تقریر کے لیے باطل لازم ہے

اور لازمی ہے کہ اِجماعِ باطل ہو تو ملزوم بھی ایسے ہی ہے۔

اور اُن کے سکوت کو تقیہ کا نام دینا جیسا کہ روافض کا باطل گمان عریق فی البطلان ہے پس یقیناً یہ اُن کی کمزوری کا اقتضاء کرتا ہے بہر کیف! دین میں یا حال میں پہلا اجماع بھی باطل ہے اور دوسرا بھی باطل ہے جیسا کہ ہم نے اِس وقت اُسے مقرر کیا۔

اس امر کی تائید حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے جو اُن سے اس ضمن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف اُن کی خلافت کے لیے عدمِ وعدہ کو متضمن ہے چنانچہ اِس فصل میں پیش ازیں اِس کا ذکر ہُوا جس میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! اگر میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعدۂ خلافت ہوتا تو بنی تیم بن مرہ والوں اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دستبردار نہ ہوتا اور وہ دونوں منبر پر کھڑے ہوتے تو میں اُنہیں اپنے ہاتھ سے قتل کر دیتا خواہ میں اپنی اس چادر کے سوا کچھ نہ پاتا۔

(الحدیث)

اور یہ اِس پر زبردست دلیل ہے کہ آپ کی خاموشی تقیہ نہ تھی کیونکہ آپ قیامِ خلافت کے لیے دُوسروں کے سوا خُود کو متحقق جانتے اور اس کی طرف وعدے کا بطلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر میرے لیے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مُتعیّن وعدہ ہوتا تو میں خلافت کے دُوسرے مدعی کو قتل کر دیتا۔

ایسے ہی جب اُن پر تعیّن بغیر وعدے کے ہے اور اس کے تعیّن پر دونوں کے اشتراک میں الحاق اور جامع ہے، چنانچہ حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بعض رافضیوں کو کیا خوب فرمایا ہے۔

جیسا کہ تم کہتے ہو اگر امرِ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے پسند فرمایا اور اپنے بعد لوگوں پر اُنہیں خلافت کے لیے کھڑا کیا ہے تو

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم لوگوں سے بڑے خطاوار ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس امر پر اُنہیں کھڑا کیا تھا اُنہوں نے اُسے چھوڑ دیا اور لوگوں سے معذرت طلب کرلی۔

رافضی نے اُنہیں کہا! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں۔

مَن کُنت مولاہ فعلی مولاہ۔

آپ نے فرمایا! خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اَمر خلافت و سلطنت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے مقرر فرمایا ہوتا تو کھول کر بیان فرماتے جیسا کہ نماز، زکوٰۃ، حج اور روزوں کے لیے کھول کر بیان فرمایا ہے ایسے ہی آپ فرماتے اے لوگو! یہ میرے بعد تمہارے والی ہیں، اِن کی بات سُننا اور اِن کی اطاعت کرنا۔

اس روایت کو ابن السمان نے الموافق میں نقل کیا۔

سوال: اگر آپ کہیں کہ اُنہوں نے فرمایا! تم نے ہم پر استبداد کیا ہے اور اِس کے ساتھ ہم پر یہ علامتی مُراد پیش کی ہے کہ یہ رائے میں اشتراک اور بشارت و مراجعت کا حق ہے اور بے شک اُن کے علاوہ اُن کے انفراد کو ناپسند کرتے ہیں یا بدلہ لیتے ہیں اور اگر وہ اُن کے ساتھ رائے میں اِس پر اُن کی اتباع کے لیے شریک ہوتے تو اِس سیاق کو ذہن فوراً قبول کرتا ہے اور تم نے اِس میں لفظ کے ظاہر سے پھر جانے کا ذکر کیا ہے اور اس ذکر میں اِستبداد کا معنی باقی نہیں؟

جواب: ہم کہتے ہیں لفظ کا متعین معنیٰ سے پھرنا ضروری ہے کیونکہ اگر ہم حق کو رائے میں اشتراک پر حمل کریں گے تو اُن کے حق میں لازم کے لیے ہے جو ہم نے محذور سے ذکر کیا، کیونکہ عدم مشاورت کے باوجود خلافت کی صحت کا اعتقاد رکھنا حق سے تخلّف کو مُستلزم ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں تو اُن کی وہ تقریر باطل پر لازم آئے گی جو پہلے بیان ہوئی، پھر حِمِ غفیر کے

اجماع کے بعد کسی کا بیعت سے پیچھے رہنا سوائے مُقتضی کے جائز نہیں اور مفضول کے لیے صحتِ خلافت نہ دیکھنے کے وقت اپنے علاوہ کو زیادہ حقدار دیکھنا ہے یا متولّی میں امامت کی شرائط نامکمل ہونا ہے جب کہ یہ دونوں امر باطل ہیں، پہلے کے بارے پیش ازیں بیان ہو چکا ہے اور دوسرے کو شرطِ اجماع کا فوت ہونا باطل قرار دیتا ہے وہ یہاں اجماع کی نفی کرتا ہے۔

رہا رائے پر افضل کا وجود؟ تو یہ ہمارے کلام کا مطلوب ہے اور یہ اُس کے لیے نہیں جو کہتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا سکوت اُن کے ساتھ وعدے کے خلاف نہیں، جب جماعت سے نہیں نکلے تو یہ وعدہ اُس چیز سے ہے جس کے ساتھ اجماع ہے۔

خلافت کا حق نہیں مشاورت کا حق تھا

دُرست بات یہ ہے کہ حق کو مشاورت پر حمل کیا جائے اور اِس کی تائید حضرت مُوسیٰ بن عقبیٰ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیان کردہ اِس روایت سے ہوتی ہے کہ اُنہیں اُن پر مشورہ کے امر کی ناراضگی تھی جیسا کہ عام بیعت کے آخر میں بیان ہوا، اس لیے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کبار اہلِ حلّ وعقد سے تھے اور آپ جیسا شخص اِس سے خاموشی پر قناعت نہیں کرتا اور یہ اَمر آپ کے حال سے ظاہر ہے کہ اُنہوں شروع میں بیعت سے تخلّف کیا تھا جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

رہا آپ کا یہ سوال کہ یہاں ایسی کوئی چیز نہیں جس سے عدم مشاورت سے ناپسندیدگی ثابت ہو اور نہ ہی یہ دُرست ہے کہ استبداد عرف میں مشورے کی شراکت کے معنوں میں مُستعمل ہے؟ تو اِس کے لیے پہلے بیان کی طرف توجہ دیں جس کا ہم نے اِعتراضات کے سلسلہ میں ذکر کیا اور جو امر اس پر درُست نہیں تو وہ دوسرے سے زبردستی کسی چیز سے چھین لینے کے معنیٰ میں ہوگا اور ناقم علیہ یعنی اس اَمر کو ناپسند کرنا یا اُس کا بدلہ لینا تو اس کی اصل عذرِ اشتراک کے لیے حیاز یعنی جمع ہونا ہے۔

حضرت علی کا کلام یہ ہوتا

خلافت کے ساتھ تعیّنِ امامت کی مُراد پر ہماری دلیل اشتراک کو قبول نہیں کرے گی تو اُن پر نقم کی اصل ''حیازۃ'' ہوگی اور حق سے مُرادِ حقِّ خلافت ہوگا، جس کے ہم مقر ہیں؟

اگر کہا جائے کہ خلافت سے میراث مُراد لینا ناجائز نہیں اور حق وارث کا حق ہے تو صُورتِ کلام یہ ہوتی کہ ہم خیال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ترکہ کے حقدار ہم ہیں اور آپ ہم سے روکتے ہیں اور اِس پر اصرار کرتے ہیں لہٰذا آپ کی خلافت درست نہیں اِس لیے ہم نے آپ کی بیعت سے تخلّف کیا ہے۔

حق وراثت کی نفی

اس پر میراث کی نفی اور اُن کی محبّت صلہ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب دلالت کرتا ہے مگر جب جواب درست ہے تو ضروری ہے کہ اِس کا معنیٰ اِس فصیح کلام کو گرنے سے بچانے کی طرف لوٹے جبکہ وہ ''افصح العرَب'' تھے اور جو آپ فرماتے تھے لوگ جانتے تھے۔

اور جو کسی چیز کے سوال سے دُوسری چیز کا جواب دیتا ہے اس کے کلام میں تنظیم نہ ہوگی سوائے اس کے کہ دونوں باتوں کے درمیان ربط ہو۔

جیسا کہ کسی نے کہا زَید کا کیا حال ہے؟ تو جواب یہ دیا عَمرو کا حال اچھا ہے تو کیا عَمرو کے حال کو زَید کے حال پر محمول کرنا جائز ہوگا؟ جبکہ جائز نہیں ہوگا جیسا کہ صُورت میں جائز نہیں۔

ہم کہتے ہیں صُورتِ حال اور سیاقِ مقال دونوں ہی اِس کے خِلاف ہیں کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بَیعت سے پیچھے رہنے کا عُذر پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اَے ابا بکر! ہمیں آپ کی فضیلت کے اِنکار اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کی خیر کی

نفاست نے آپ کی بیعت سے نہیں روکا مگر ہمارا خیال تھا کہ امرِ خلافت ہمارے لیے ہے،

(الحدیث)

وراثت کا جھگڑا

اِس حدیث میں میراث کا تذکرہ نہیں اور اِس لفظ کو سُنتے ہی فوراً ذہن میں آتا ہے کہ اِس سے مُراد خلافت کے سوا کوئی چیز نہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب دُوسرے کلام پر محمول ہوگا جسے راوی نے چھوڑ دیا ہے چُنانچہ جب اُنہوں نے اپنی بات ختم کی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! ہم دیکھتے تھے کہ یہ اَمر ہمارا حق ہے اور میراث کے ذکر سے اِعراض کیا پھر مبایعت سے عُذر خواہی کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب سے مُستغنی ہوگئے، کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد کہ، ہم دیکھتے تھے، پہلے دیکھنے کا مُقتضی ہے پھر آپ نے اِس خیال کو مُنقطع کر دیا اور اُس وقت آپ دُوسری چیز دیکھ رہے تھے، اُن کے لفظ کے سیاق سے یہی مفہوم ہوتا ہے اور حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ''فما عسی'' کہنا اُن کی تبدیلیٔ نگاہ اور بیعت قبول کرنے اور اِس میں حق کو دیکھنے پر دلالت کرتا ہے۔

پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فصلِ بیعت اور فصلِ میراث کے جواب کی طرف عدل سے مُستغنی ہیں کیونکہ اِس مجلس میں میراث کا ذکر نہیں چلا سوائے اِس کے کہ یہ ذکر پہلے کا ہے جس پر بہت سی اَحادیث دلالت کرتی ہیں کہ، حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اپنی مِیراث طلب کی تھی۔

اب جب کہ اس مجلس کا اِنعقاد ہی ظاہری صُورتِ وحشت کا ازالہ تھا۔ اور اُس امر میں داخل ہونا تھا جس میں مُسلمانوں کی جماعت داخل ہو چکی تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خود اِس میں عُذر پیش کیا جسے حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرمالیا تو پھر معتذر کا ذِکرِ میراث چھیڑنا وہم اور انصاف پر قسم کھانے والے کی نفی کرتا ہے اِس کے برعکس میراث کا وہ جھگڑا اِس پر حُجّت ہے جو حدیث میں مذکور ہے، اور اِس بیعت کا مقصد باقی وحشت

کو دُور کرنا تھا چنانچہ اُس کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔

ہم کہتے ہیں کہ حدیث کے معنی اِس پر محمول ہوں گے تو اِس کا حاصل وہ مرجع ہو گا جس کی طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا رجوع ہے کہ اُن کا گمان تھا، خلافت اُن کا حق ہے یا بمعنی مُطلق حق یا زیادہ حقدّار کے معنوں میں ہے۔

رہا! میراث اور مشاورت میں تو بیعت سے اُن کا یہ تخلّف اُس کے عدم اِتّصال پر مُرتب ہو گا، پھر اُن کے لیے یہ اس کے خلاف کے لیے ہے اور اُنہوں نے اِعتذار فرما کر حق کے لیے مراجعت فرمائی اور اُس بیعت میں داخل ہو گئے جس میں جماعت داخل تھی اور جس کے ہم مقرّ ہیں۔

اور یہ سب مطلوب کو فاسد کرنے والی طویل بحث ہے جس سے تمہید میں جو بیان ہُوا وہ زیادہ بہتر اور اُن کی شان کے لائق ہے اور اِس وجہ پر حدیث کو محمول کرنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں خلل نہیں ڈالتا اور نہ ہی دوسروں کے حق میں مُخل ہوتا ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اِس کی توفیق دی اور ہم اُن لوگوں میں غَور وخوض کرنے والے بد بخت نہیں جو اُن میں سے کسی ایک کے ساتھ بُغض ونفرت اور وحشت کے مستوجب ہوں اور ہم اُن کی محبّت وحمایت کے ساتھ سعادت مند ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے اُن کے ساتھ قیامت کے دن اِن تمام نعمتوں اور اُن کے زُمرہ میں ہونے کا سوال کرتے جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

یعنی تو اُس کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ تُو محبت کرتا ہے۔ آمین آمین۔

حضرت علی کا پیغام کیا ہو گا

اگر کہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کس مفہوم کا پیغام بھیجا تھا ہمارے اس وہم کو دُور کرنے کی کوشش کریں اور اس کی

وضاحت کریں؟

ہم کہتے ہیں: اُنہوں نے اُن کی طرف بلندی اور عظمت کا پیغام نہیں بھیجا تھا خُدا کی قسم! نہیں اور نہ ہی یہ اعتقاد جائز ہے، اور یہ اعتقاد کیسے ہو جب کہ وہ اُن کی بیعت اور اُن کی اِتباع کرتے ہیں اور یقیناً یہ اُن کے اِقتضاءِ حال کے معنیٰ کے ساتھ ہے اور وہ عوام کے درمیان ظاہری صورت پر عتاب واقع ہونے کے ڈر سے اِس کے ساتھ اِن کی دوستی کی طلب ہے، بسا اوقات باطل کو مٹانے سے اعتراض واقع ہونا یا غرض مند سے تعرض کرنا تو یہ کثر اللغط ہے اور آواز کی بلندی ابتداءِ عُذر پر وافر نہیں اِس لیے کہا کہ ہم نے حتّٰی الامکان متوقعِ نزاع کو تیرے لیے دُور کر دیا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کسی دُوسرے مکان کے برعکس اپنے گھر کے خلوت کدہ میں بہتر تھے۔

اِس لیے اُنہوں نے پیغام بھیج کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بُلا لیا، چُنانچہ جو اِس کے خلاف اِعتقاد رکھتا ہے وہ حق سے اِعراض کرنے والا اور باطل کی طرف مائل بلکہ بغیر سوچے سمجھے باطل میں داخل ہے۔

اگر کہا جائے کہ پہلی حدیث میں اِس پر دلالت ہوتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیعت سے تخلّف اس حلف کی بنا پر تھا کہ میں جب تک قُرآن مجید کو جمع نہ کرلوں سوائے نماز کے چادر نہ اوڑھوں گا، اور اس میں اُس حدیث کے ساتھ تضاد ظاہر ہے جس میں ہے کہ میں نے اِس لیے بیعت میں تاخیر کی کہ میں خُود کو خلافت کا حق دار دیکھتا تھا تو اِن دونوں حدیثوں کو کیسے جمع کیا؟ یا واجب متعیّن سے تخلّف کرنے کے عُذر میں یہ حلف کیسا ہے؟ اور اِس حلف کا توڑنا واجب ہے جس کی نظیر صلوٰۃِ واجبہ پر حلف سے ہے؟

ہم کہتے ہیں

اس حدیث کی صِحّت پر اِتفاق ہے اور یہ حدیث اوّل کی معارض نہیں اگر تمام احادیث صحیح ہوں تو جمع ممکن ہے، اِس لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیعت سے اِمتناع و

تخلّف پہلے ہے جس کا ہم نے ذکر کیا پھر اُنہیں قُرآن جمع کرنے کی سُوجھ گئی اور یہ مُہلت نظر ہے جس کا پہلے بیان ہوا۔

چُنانچہ آپ نے پہلے قسم کھائی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا پھر اُن کی مُلاقات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا اُن کے فرستادہ سے ہوئی پھر آپ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زیادہ حقدار ہونا ظاہر ہو گیا تو اُنہیں اپنے تخلّف کی مَعذرت کا پیغام بھیجا اور اُن کی خلافت کو تسلیم کرتے ہوئے اُن کی اطاعت و اِتباع کی، اُن کا اقتضاءِ نظر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے عدم ناپسندیدگی اور معذرت دلالت کرتے ہیں کہ اِس قدر اطاعت و انقیاد اور مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہونا کافی ہے اور آپ نے وُسعتِ خشیّت کے باوجود نقضِ حلف کو نہ دیکھا اور لوگوں سے اِلتباس و اِختلاط کے وقت اپنے عزم کو ینفک اور اپنی نظر کو مُنقسم رکھا چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اظہارِ مَعذرت کے لیے کھڑے ہو گئے۔

چونکہ آپ نے قسم کے عُذر کو دیکھ لیا تھا جو زیادہ مُستحق کو دیکھنے پر باقی نہ رہتی چُنانچہ اپنے اَمر سے فارغ ہوتے ہی قسم کا عُقدہ حلّ کیا اور اُس کے ڈر سے مامُون ہو گئے جو اُن کے سامنے گُذر گیا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیج دیا۔

ہم یہ اَمر حال و قال کی قیدوں کے درمیان جمع اور ظاہری صُورت سے پیدا ہونے والے گمان کی نفی کے لیے اور اہلِ ہَوا کی گُفتگو قطع کرنے کے لیے لائے ہیں حالانکہ پہلا بیان اُس کے لیے کافی تھا۔

پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس تشریف لائے تو اِمتناعِ اول کے باطل ہونے پر اُس کے لیے عُذر کی ابتداء کی کیونکہ اِس سے قبل اُن کا اِس اَمر سے اِعتذار نہ تھا اور آپ اپنے ساتھیوں میں اِس عُذر سے خاموش تھے، کیونکہ اُن کا اِس سے عُذر قسم کے ساتھ تھا تو اس کے اِعادہ کی ضرورت نہیں اور اوّل کی طرف سے اُن کا عُذر گفتگو میں آپ کی تقریر سے

پہلے نہیں، جیسا کہ آپ نے فرمایا! ہم دیکھتے تھے کہ خلافت ہمارا حق ہے اور اِس معنیٰ کا مفہوم پھر ہم پر اپنے علاوہ آپ کا زیادہ مُستحق ہونا واضح ہو گیا اور یہ دیکھنا زائل ہو گیا، جب وہ مقرّر ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جب دَار الامر کے درمیان ہے تو پہلے رؤیت پیغام بھیجنے کے وقت تک باقی تھی یا مُنقطع ہو گئی؟

بہرکیف! عُذرِ تخلّف میں جو پہلی حدیث بیان ہوئی وہ دُوسری پر محمول ہو گئی چنانچہ دونوں حدیثوں کے درمیان حسبِ امکان اِجتماع ہو گیا اور اگر جمع ممکن نہ ہو تو دونوں میں سے ایک کو ساقط کرنا بہتر ہو گا۔

حضرت زبیر کی بیعت

حضرت ابی سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا! کیا آپ جانتے ہیں کہ میں اِس اَمر میں آپ سے پہلے ہوں؟

آپ نے فرمایا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ آپ نے سچ فرمایا ہے اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے پہلے ہوں؟

حضرت زبیر نے کہا! اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں بیعت کروں۔

اِس روایت کی تخریج صاحبِ فضائل نے کی اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

ہم بیعت نہیں توڑیں گے

(۱) حضرت زید بن اسلم سے روایت کہ حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے اپنی زبان کا کنارا پکڑ کر فرمایا: یہ مجھ پر مَوارد کو وارد کرتی ہے، پھر فرمایا! اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے آپ لوگوں کی

امارت کی ضرورت نہیں۔

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی خُدا کی قسم ! ہم آپ کی بیعت نہیں توڑیں گے۔

(خرجہ حمزہ بن حارث)

(۲) ابی حجاف سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت لی تو اپنے ساتھیوں کو تین مرتبہ کھڑے ہو کر فرمایا! اے لوگو کیا تم بیعت توڑ دو گے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم لوگوں کی پہلی صف میں تھے اُنہوں نے کھڑے ہو کر فرمایا خدا کی قسم! ہم آپ کی بیعت نہیں توڑیں گے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقدّم کیا ہے تو آپ کو مؤخر کون کرسکتا ہے۔

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے الموافق میں کی ہے۔

(۳) انہی سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین روز لوگوں کے پاس تشریف لاتے رہے اور ہر روز فرماتے تھے تم میری بیعت سے نکل کر جس کی چاہو بیعت کرلو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کھڑے ہو کر فرمایا! نہیں خدا کی قسم ! آپ کی بیعت فسخ نہیں ہوگی آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقدّم کیا ہے تو آپ کو موخر کون کرسکتا ہے۔

اِس روایت کو حافظ سلفی نے مشائخ بغدادیہ میں اور ابن سمان نے الموافق میں نقل کیا ہے اور یہ ابن حجاف ! داود بن عوف برجمی تمیمی ہیں جن کے مولا کوفی ہیں اور ایک سے زیادہ تابعین سے ثقہ راوی ہے اور یہ دو طریقوں سے مُرسل حدیث ہے۔

(۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے باپ حضرت اِمام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو لوگوں کو سات روز

تک اختیار کیا یعنی اُن کے پاس سات دن آتے رہے جب ساتویں روز آئے تو حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُن کے پاس آکر فرمایا! آپ کی بیعت فسخ نہیں کی جائے گی ،اگر ہم آپ کو اِس کا اہل نہ دیکھتے تو ہم آپ کی بیعت نہ کرتے۔

اِس روایت کی تخریج ابن السمان نے الموافق میں کی۔

(۵) حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی تو کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا! اے لوگو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے میری بیعت پر کون شخص نادم ہے؟ اِس پر دو اشخاص کھڑے ہوئے تو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر اُن کے قریب ہوئے اور ایک کو منبر کی دہلیز پر گرا دیا اور دُوسرے کو سنگریزوں پر گرا کر فرمایا، خدا کی قسم! آپ کی بیعت نہیں توڑی جائے گی، آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقدّم کیا ہے، تو وہ کون ہے جو آپ کو موخر کرے۔

اِس روایت کی تخریج فضائلِ ابوبکر میں کی اور کہا اِس مفہوم میں مستند حدیث روایت کی گئی ہے اور سوید بن غفلہ نے دورِ جاہلیت کو دیکھا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ پاک میں اسلام قبول کیا۔

(٦) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقامِ قیام سے دُوسری جگہ کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! میں بُوڑھا شخص ہوں لہٰذا آپ خُود پر ایسے شخص کو عامل بنائیں جو اِس اَمر پر مجُھ سے زیادہ طاقتور ہو اور اِس کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہو۔

لوگوں نے ہنس کر کہا! آپ مواطن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی ہیں اور اَمرِ خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔

آپ نے فرمایا! اگر تُم اِنکار کرتے تو میری اطاعت کرنے اور مجُھے بوجھ اُٹھوانے سے

اچھے تھے۔

اور آپ جانتے ہیں کہ میں ایک بشر ہوں اور میرے ساتھ شیطان ہے۔ جب تم مجھے ناراض دیکھو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔ میں تمہارے اشعار وابشار میں موثر نہیں، میں سیدھا رہوں تو میری اطاعت کرو جب مُجھے ٹیڑھا دیکھو تو میرا محاسبہ کرو۔

اِس روایت کی تخریج حمزہ بن حارث نے کی اور ابن السمان نے اسے الموافق میں نقل کیا۔"

مُجھے سیدھا کر دو

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منبر شریف پر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو ہچکیوں سے اُن کے گلے میں پھندا لگا ہُوا تھا چنانچہ آپ نے روتے ہُوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا! اَے لوگو! اگر تم میں بہتر شخص ہے تو میں اِس جگہ کو چھوڑ رہا ہوں،،

حضرت حسن کہتے ہیں خدا کی قسم! بغیر مدافعت کے وہ اُن میں بہتر شخص تھے لیکن مسلمان ہمیشہ اپنے نفس کو توڑتا ہے۔

پھر اُنہوں نے فرمایا! اگر میں کچھ وقت دیکھوں گا تو تم میں سے کسی کو یہ اَمر سپرد کر دوں گا۔

حضرت حسن کہتے ہیں: خُدا کی قسم! آپ سچے تھے۔

پھر آپ نے فرمایا! اگر آپ مجھ سے وہ چیز لینا چاہیں جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے وحی سے قائم فرمایا تھا وہ میرے پاس نہیں۔ میں آپ لوگوں میں سے ایک فرد کے سوا نہیں ہوں پس اگر مجھے راستی پر دیکھو تو میری اطاعت کرو اور جب ٹیڑھا دیکھو تو سیدھا کر دو۔

(خرجہ، ابوالقاسم بن بشران)

امیر نہ بننا

رافِع طائی سے روایت ہے کہ میں عزات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھی

تھا۔ میں نے عرض کی مجھے وصیت فرمائیں جو مجھ پر طویل نہ ہو۔

آپ نے فرمایا! اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ اللہ تُجھ پر رحم فرمائے۔ اللہ تجھ پر برکت فرمائے۔ اللہ تجھ پر برکت فرمائے۔ نماز مکتوبہ قائم کرنا اور وقت پر ادا کرنا، اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کرنا وہ تیرے لیے پاک ہو جائے گا، رمضان شریف کے روزے رکھنا اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور امیر نہ ہونا۔

میں نے کہا! میرے خیال میں آپ کے اُمراء اِس وقت آپ کے بہتر لوگ ہیں؟

آپ نے فرمایا! اِن دنوں یہ امارت کم ہے اور جلد ہی زیادہ ہو جائے گی یہاں تک کہ اُن لوگوں کے پاس پہنچ جائے گی جو اِس کے اہل نہیں اور امیر کے لیے طویل حساب اور شدید عذاب ہے جبکہ جو امیر نہیں اُس کا حساب آسان اور عذاب ہلکا ہے۔

کیونکہ اُمراء مومنوں کے ظُلم سے قریب ہیں جو مومنوں پر ظُلم کرے تو بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑتا ہے مومن اللہ کے پڑوسی اور اللہ کی پناہ میں ہیں۔

خُدا کی قسم! اگر تم میں سے کسی کے گھر میں بکری یا اُونٹ اُس کی پناہ میں رہتے ہوں تو اگر اُن پر کوئی مشکل آجائے تو وہ کہتا ہے یہ بکری میری پناہ میں ہے اور یہ اُونٹ میرا ہمسایہ ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اِس کا زیادہ حقدار ہے کہ اپنے پڑوسی کے لیے ناراض ہو اور اس کے بعد اُن سے پُوچھا اُن کی بیعت سے پہلے اِس امر کا متولّٰی نہیں؟

تو اُنہوں نے اُس امر سے بات کی جس کے ساتھ انصار سے گفتگو کی تھی، جو اُنہیں انصار نے کہا تھا اور جو انصار کو عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا اور وہ بیان کیا جو اُن کی امامت کے بارے میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض کے دوران فرمایا تھا۔

پھر فرمایا! میں نے اِس لیے اُن کی بیعت لی اور پہلے ہم اُن میں سے تھے اور اُس فتنے کے ہونے سے خوفزدہ تھے جو اِس کے بعد مُرتدّین کا ہُوا۔

اس روایت کی تخریج ابوذر ہروی نے اپنی مُستدرک علی الصحیح میں کی اور حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبے میں ارشاد فرمایا۔

اما بعد! میں اِس اَمر کا ولی ہوں خُدا کی قسم اگر تم میں سے کوئی اِس کی مجھ سے کفایت کرتا تو یہ بوجھ نہ اُٹھاتا۔

(خرجہ فی فضائلہٖ)

خُطبۂ خلافت

حضرت عُروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خُطبے میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا! امّا بعد! میں آپ لوگوں کے اَمر کا ولی ہوں اور تُم سے بہتر نہیں ہوں ولیکن وہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سُنت ہے اور جو مجھے سکھایا گیا اُس کا مُجھے علم ہے اور اَے لوگو! آپ جان لیں۔

دانائی کی دانائی تقویٰ یا ہدایت ہے اور عاجزی کی عاجزی فجور ہے اگر آپ طاقتور ہیں تو میرے نزدیک کمزور ہیں یہاں تک کہ میں اُسے اُس کا حق دلاؤں اور اگر آپ کمزور ہیں تو میرے نزدیک طاقتور ہیں یہاں تک کہ میں اُس سے حق لُوں۔ اَے لوگو! بے شک ہم مُتبع ہیں اور مُبتدع نہیں پس میرا قول اچھا ہو تو میری مدد کرو اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو مُجھے سیدھا کرو میں اپنی یہ بات کہتا ہوں اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی مغفرت فرمائے۔

اس روایت کی تخریج صاحبِ فضائل نے کی۔

حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال پاک کے بعد والے مہینہ میں آپ کے خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، پس اُن کے قصّہ کا ذکر تھا کہ لوگوں کو نمازِ جامعہ کے لیے بُلایا گیا، اور یہ مسلمانوں کی پہلی صلوٰۃ جامعہ تھی جس میں لوگوں کو بلایا گیا پس لوگ جمع ہو گئے تو وہ کسی چیز کے منبر پر چڑھے

جو اُن کے لیے بنایا گیا تھا جس پر وہ خطبہ دیتے تھے پھر اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا! اے لوگو! اگر میرے علاوہ کوئی اس امر میں کفایت کرتا اگر تُم مجُھ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سُنت یعنی وحی کی صورت میں لینا چاہو تو مجھ میں اِس کی طاقت نہیں کیونکہ وہ شیطان سے معصوم کے لیے ہے اور اُس کے لیے ہے جس پر آسمان سے وحی نازل ہو۔

اِس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی اور اِس مفہوم کی حدیث حمزہ بن حارث نے نقل کی جو استقامت کے ذکر میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

خلیفۂ رسول کی تنخواہ

(۱) حمید بن ہلال سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے امیر ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ کی کفالت کے لیے تنخواہ مقرر کریں۔

لوگوں نے کہا! ہاں اُن کے گھر والوں کے وہ اخراجات جو وہ خلافت سے پہلے کرتے تھے پورے کیے جائیں۔

اِس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے کی۔

(۲) ابراہیم بن محمد بن معبد بن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو اُن کا سالانہ خرچ ایک سو پچاس دینار تھا اور ہر روز ایک بکری کے سری پائے اور کلیجی وغیرہ بیت المال سے لیتے جو اُن کے اہل وعیال کے لیے ناکافی ہوتے۔ کہتے ہیں کہ جب وہ خلیفہ ہوئے تو اُنہوں نے اپنا ذاتی اثاثہ بیت المال میں داخل کر دیا اور بقیع کی طرف جا کر خرید وفروخت کرنے لگے، اثناء میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو عورتوں کو اُن کے انتظار میں بیٹھے دیکھا۔

اُنہوں نے اُن کا مقصد پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ ہم مُسلمانوں کے امیر یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کے پاس اپنا فیصلہ کرانے آئی تھیں، یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی تلاش میں نکلے تو اُنہیں بازار میں پایا۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر کہا اِدھر تشریف لائیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مجھے تمہاری امارت کی ضرورت نہیں، تمہاری تنخواہ نہ میری کفایت کرتی ہے اور نہ میرے اہل وعیال کے لیے کافی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار کیا! آپ کیا چاہتے ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تین سو دینار سالانہ اور ہر روز ایک پوری بکری۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! پھر آپ کاروبار نہیں کریں گے۔ اسی اثناء میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لے آئے جب اُنہوں نے یہ ماجرا سُنا تو فرمایا! یہ درست ہے اور ہم یہ کام کریں گے۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! آپ دونوں حضرات مہاجرین میں سے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ باقی مہاجرین اسے پسند کریں گے یا نہیں؟

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر لوگوں کے اجتماع سے فرمایا! اے لوگو! میری سالانہ تنخواہ ایک سو پچاس دینار ہے اور ایک بکری کے سری پائے اور اُس کی کلیجی وغیرہ روزانہ اِس کے علاوہ ہے۔

عمر فاروق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہے کہ میں آپ لوگوں سے تین سو دینار سالانہ اور ایک بکری روزانہ گھریلو اخراجات کے لیے طلب کروں۔

مہاجرین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا! خُدا کی قسم ہاں یہ درست ہے اور ہم اس پر راضی ہیں۔

مسجد کے ایک گوشے سے ایک اور اِعرابی نے کہا! ہم اس پر راضی نہیں۔ خانہ

بدوشوں کا حق کہاں ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! جب مہاجرین کسی چیز پر راضی ہوجائیں تو تم ان کی اِتّباع کرو۔

اس روایت کی تخریج ابوحذیفہ اسحٰق بن بشر نے فتوح الشام میں کی۔

(۳) آپ کے فضائل کی فصل میں آپ کی تواضع کے پہلو کا بیان ہوا اور کتاب اخبار المدینہ میں ابن نجار نے ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سالانہ تنخواہ چھ ہزار درہم تھی۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو اُنہوں نے فرمایا ! میری قوم جانتی ہے کہ اگر میں اِدھر اُدھر سے کما کر لاؤں تو میرے اہل وعیال گزارے کی تنگی کا شکار نہیں ہونگے، جبکہ میں مُسلمانوں کے امر میں مصروف رہتا ہوں اور آلِ ابی بکر اس مال سے کھاتی ہے اور مسلمانوں کے لئے اس میں میری کمائی ہے۔

(خرجہ البخاری)

تشریح

اِس سے ظاہر ہے کہ وہ جس چیز سے کھاتے تھے اس میں ان کے اپنے مال کا بدلہ بھی تھا اور بے شک ان کی بات میں ملامت نہیں اور میں مُسلمانوں کے امر میں مصروف ہوں، برابر ہے کہ آپ کا اپنا مال ہو یا ان کا اور یہ نہیں کہا کہ وہ مُسلمانوں کی امارت کا صِلہ ہے کیونکہ مسلمانوں کے امر میں مشغولیت عموم کے تحت ہے، اور وہ شغل جو ان کے لئے کسی دُوسرے نے قائم کیا وہ اس سے اہم ہو شاید خُود کما کر لانے کے شغل سے اُن کی مراد اس میں اپنا تحفظ اور حقوق کی ادائیگی ہو لہٰذا اس پر اُن کی وسیع کمائی کا اطلاق ہوگا، اگرچہ کمائی کرنا اس کے علاوہ متعارف ہے۔

جسے خُدا عطا کرے

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ کا وصال مبارک ہوا تو ابوقحافہ نے مکہ معظّمہ میں یہ خبر سن کر کہا آپ کے بعد حکومت کی عظیم ذِمہ داری کون سنبھالے گا۔

لوگوں نے کہا آپ کا بیٹا۔

ابوقحافہ نے کہا! کیا اس پر بنی عبد مناف اور بنی مغیرہ رضامند ہو گئے۔

لوگوں نے کہاہاں

حضرت ابُوقحافہ نے کہا! جسے اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرمائے اُسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ روک لے اُسے کوئی دینے والا نہیں۔

چودھویں فصل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وصال

سیرت نگاروں نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ پیر کے دن مغرب اور عشاء کے درمیان خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

ابنِ اسحاق نے کہا! آپ کا وصال ۲۱ جمادی الآخر جمعۃ المُبارک کے روز ہوا تھا۔ یہ روایت ابوعمرو نے بیان کی اور پہلی روایت درست ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہُوا اُنہوں نے پُوچھا آج کونسا دن ہے؟

ہم نے کہا! پیر کا دن ہے۔

اُنہوں نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال کس روز ہُوا تھا؟

ہم نے کہا! پیر کے دن۔

اُنہوں نے فرمایا! مجھے اُمید ہے کہ آج میرا آخری دن ہے کہا کہ اُن پر سُرخ کیچڑ سے رنگا ہوا کپڑا تھا چنانچہ اُنہوں نے فرمایا! میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اِس چادر میں غُسل دے کر اِس کے ساتھ دو نئی چادریں اور مِلا لینا اور تین کپڑوں میں میری تکفین کر دینا۔ ہم نے کہا! کیا ہم تینوں ہی نئی چادریں آپ کے کفن میں استعمال کر لیں؟ اُنہوں نے فرمایا! نہیں۔ وہ کپڑا میّت کے جسم کا پانی وغیرہ سمیٹنے کے لیے ہے پس آپ کا وصال پیر کو ہو گیا۔

(بخاری، مسند احمد)

کفن کی چادریں

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! میرے

باپ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کفن کتنے کپڑوں کا تھا؟

میں نے کہا! تین سُوتی چادریں تھیں جن میں قمیض مُبارک اور دستار مُبارک تھی۔ یہ بات سُن کے میرے باپ نے اپنے بستر کی چادر کی طرف دیکھا جو مرض کے دنوں میں اُن کے استعمال میں تھی اور اُس میں زعفران یا سُرخ مٹی کا رنگ تھا، اُنہوں نے چادر کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔ مجھے اِس میں غسل دینا اور دو چادریں مزید ملا لینا۔ بعد ازاں اُنہوں نے باقی حدیث بیان کی۔

ایک روایت میں ہے، اُنہوں نے پُوچھا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کفن مبارک میں کتنے کپڑے تھے؟

ہم نے کہا! تین۔

اُنہوں نے فرمایا! مجھے بھی تین کپڑوں کا کفن دینا اور اس چادر کے ساتھ دو اور ملا لینا۔ پھر باقی حدیث بیان کرتے ہوئے کہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے پوچھا اس چادر میں؟

اُنہوں نے فرمایا! ہاں نیا کپڑا زندہ کے لیے ہے اور یہ مہلت کے لیے ہے یعنی مُردے کے جسم کا پانی وغیرہ جذب کرنے کے لیے۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید اور گیر دار رنگ کی چادروں کا کفن پہنایا گیا تھا۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی۔

غُسل کس نے دیا

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال پاک ہوا تو اُنہیں اُن کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غُسل دیا اور اُن کے بیٹے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے اوپر پانی بہایا۔

اُنہیں کفن پہنانے کے بعد اُس چارپائی پر لٹا دیا گیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استراحت فرمایا کرتے تھے یہ چارپائی صاج کی لکڑی کی تھی اور کھجور کے پتوں کے بان سے بنی ہوئی تھی، یہ چارپائی مبارک اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی میراث میں فروخت ہوئی جسے حضرت معاویہؓ کے موالی سے ایک شخص نے چار ہزار درہم میں خریدا اور لوگوں کے لیے تبرک مقرر کیا۔

نماز جنازہ کہاں پڑھی گئی

ابو محمد سے روایت ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ منبر کے پاس مسجد نبوی شریف میں پڑھائی اور اُن پر چار تکبیریں کہیں۔

تدفین کہاں ہوئی

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب پوچھا گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ کہاں پڑھائی گئی؟ تو کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر اور آپ کے منبر شریف کے درمیان۔

کہا! آپ پر کتنی تکبریں کہی گئیں؟

کہا! چار اور اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مُبارک کے پہلو میں دفن کیا گیا اور اُن کی لحد کو آپ کی لحد مُبارک سے ملا دیا گیا جبکہ قبر مبارک میں اُنہیں حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت طلحہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُتارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن کیا گیا۔

اس روایت کو ابوعمرو، صاحبِ صفوت اور ابن نجار وغیرہ ہم نے بیان کیا۔ ابنِ نجار نے مزید کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری کلمات یہ تھے اے میرے

پروردگار! مجھے مسلمان فوت کر اور نیکو کاروں میں شامل فرمایا۔

انتقال کا سبب

(۱) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا باعث اُن کے ہر وقت غمزدہ رہنے کا مرض تھا یہاں تک کہ اُن کا وصال ہو گیا۔

صفوت میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ کا غم پوشیدہ تھا جو اندر ہی اندر آپ کو کھا تا رہا۔

(۲) زبیر بن بکار سے روایت ہے کہ آپ غم واندوہ کی وجہ سے مسلسل کمزور اور لاغر ہوتے گئے اور یہی اُنکی موت کا باعث تھا۔

(۳) اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مرض کے آغاز میں اُنہوں نے سردی کے دِن غُسل کر لیا تو اُنہیں پندرہ روز بخار آتا رہا اِس صُورت میں آپ نماز کے لیے نہ نکلتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے حکم سے لوگوں کو نماز پڑھاتے لوگ اُن کے پاس آیا کرتے مگر اُن کی طبیعت دن بدن بوجھل ہوتی گئی اور آپ یہ آیت پڑھتے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ

(سورۃ ق آیت ۱۹)

اِس روایت کی تخریج فضائل نے اور صاحب الدرۃ الثمینہ فی اخبار المدینہ نے کی۔

ایک سالہ زہر دیا گیا

ابن شہاب نے کہا! حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حلوے کا ہدیہ آیا تو اُسے آپ نے حضرت حارث بن کلدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مل کر کھانا شروع کر دیا۔ حارث نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کھانے سے ہاتھ اُٹھالیں اِس میں ایک سال کو اثر کرنے والا زہر ہے لہٰذا میں اور آپ ایک ہی دن فوت ہوں گے، آپ نے

کھانے سے ہاتھ اُٹھالیا تو وہ دونو مسلسل بیمار رہنے لگے یہاں تک کہ ایک سال پورا ہونے پر دونوں حضرات ایک ہی روز اللہ کو پیارے ہو گئے۔

(الصفوت، فضائل ابو بکر، درالثمینہ فی اخبار المدینہ)

جو چاہا سو کیا

صاحب دُرّ الثمینہ نے مزید بیان کیا کہ آپ پندرہ یوم بیمار رہے اور لوگوں کو فرمایا! مُجھے دیکھو، لوگوں نے کہا! آپ کو کیا ہے؟

آپ نے فرمایا! میں نے جو چاہا سو کیا۔

بعض نے کہا! یہودیوں نے انہیں ارزہ میں زہر دیا تھا۔

ابی سفر سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے تو لوگوں نے آپ کے پاس آکر کہا! کیا طبیب کو بلائیں جو آپ کو دیکھے؟

آپ نے فرمایا! میری طرف دیکھو۔

لوگوں نے کہا! آپ کو کیا بات ہے؟

آپ نے فرمایا! میں نے جو چاہا سو کیا۔

(واقدی، الاستعیاب، ابو عمر، الصفوت، فوائد تمام رازی)

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ساباط سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر نے اپنے اِحتضار کے وقت حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُلا کر فرمایا! اَے عُمر اللہ تعالیٰ سے ڈر اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے دن کو کیا ہوا عمل رات کو قبول نہیں ہوگا اور وہ نوافل کو بغیر فرائض کی ادائیگی کے قبول نہیں اور فرماتا اور اُنہیں قبول کرتا ہے جن کے دونوں پلّے بھاری ہوں۔ قیامت کے دن اُن کا پلا بھاری ہوگا جو دُنیا کے گھر میں حق کی پیروی کرتے ہیں اور حق میزان کے لیے ہے۔ اگر کسی کا پلا بھاری ہوگا تو سوائے حق کے نہیں ہوگا، جن کے وزن ہلکے ہیں تو وزن سوائے باطل کی اِتباع کے ہلکے نہیں ہوتے اور حقِ میزان کے لیے ہے اور سوائے باطل کے اس

میں ہلکا وزن نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنّت کے ذکر اُن کے نیک اعمال اور اُن کی برائیوں سے تجاوز کرنے کے ساتھ کیا ہے جب اُن کا ذکر ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں میں نہیں ڈرتا اگر اُن کے ساتھ نہ ملا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اہلِ جہنّم کا ذکر بُرے اعمال کے ساتھ اُن پر نیکیاں لوٹانے کے ساتھ فرمایا ہے تو جب اُن کا ذکر ہوتا ہے، میں کہتا ہوں مجھے اُمید ہے کہ میں اُن کے ساتھ نہیں ہوں گا بندے کے لیے ترغیب وترہیب ہے نہ تو میں اللہ تعالیٰ پر مُتمنّی ہوں اور نہ اُس کی رحمت سے مایوس ہوں تو میری وصیت کو یاد کرلے تجھے غائب اُمور سے موت سے زیادہ کوئی محبوب کوئی امر نہ ہوگا اور تو اس سے عاجز نہیں۔

الایمان بین الخوف والرجا

اس روایت کی تخریج ابن ابی نجیع نے کی اور مزید کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اگر میری وصیت کو یاد نہیں رکھے گا تو غائب اُمور سے تجھے موت سے زیادہ کسی چیز سے نفرت نہیں ہوگی اور اس قول کے بعد کہا اگر۔ ہے تو نرمی کی آیت کے ساتھ سختی کی آیت شامل کر کیونکہ مومن خوف اور رجا کے درمیان ہوتا ہے چُنانچہ جب اہلِ جنّت کا تذکرہ ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں میں اُن میں سے نہیں ہوں اور اُن کے نیک اعمال کا ذکر کرتا ہوں اور جب اہلِ جہنّم کا ذکر ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں میں اُن میں سے نہیں اور اُن کے بُرے اعمال کا ذکر کرتا ہوں کہ اگرچہ اُن کے پاس برائیاں ہیں مگر اللہ تعالیٰ اُن سے درگذر فرمائے گا اور اُن کے پاس نیکیاں ہیں تو اللہ عزّ وجل اُنہیں حبط کرے گا۔

ٹھیک آدمی کو خلیفہ بنایا

محمد بن سعد اپنی اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنانے کا عزم فرمایا تو صحابہ کرام کی ایک جماعت اُن کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ایک شخص نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سے پُوچھے گا کہ آپ نے ہم پر حضرت عمر کو خلیفہ بنایا تھا اور آپ اُن کی سختی کو دیکھ رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میرے پاس بیٹھ جاؤ میں اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں تم سے نہیں ڈرتا اگر میں تمہارے اَمر میں زیادتی کروں تو خسارہ اُٹھانے والا ہوں گا۔ الٰہی! میں نے اُن پر ایسے شخص کو خلیفہ بنایا ہے جو مجھے تیرے اہل سے بہتر معلوم ہوا، میں تجھ سے تیرے پیچھے نہیں کہتا پھر آپ لیٹ گئے تو حضرت عُثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا! لکھیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ابوبکر کا دُنیا سے جاتے وقت اور قبر کے کنارے آخرت میں داخل ہوتے وقت ایسے وقت میں آخری عہد ہے جب کافر ایمان لے آتا ہے فاجر یقین کر لیتا اور کاذب تصدیق کرتا ہے میں اپنے بعد عمر بن خطاب کو خلیفہ بناتا ہوں، اِس کی بات سُنو اور اِس کی اطاعت کرو بے شک میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور اُس کے دین کے اہل نہیں ہوں اور میرا دین میرا نفس ہے اور تم مجھ سے بہتر ہو۔

پس اگر عدل ہے تو یہ میرا گمان ہے اور مجھے اِس میں علم ہے اور اگر بدل ہے تو میرا ہر اَمر جو میں نے کیا اُس میں میرا ارادہ نیک ہے اور میں غیب کا علم نہیں جانتا ہوں اور جو ظلم کرتے ہیں عنقریب جان لیں گے یعنی پھرنے والے پھر جائیں گے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بہتر آدمی کو خلیفہ بنایا

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر کہا آپ اپنے رَب کے پاس جارہے ہیں اور آپ نے ہم پر حضرت عُمر کو حاکم بنایا ہے آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا! میرے پاس بیٹھ جاؤ میں نے تم پر تمہارے بہتر آدمی کو خلیفہ بنایا ہے۔‘‘

(خرجہ، ابومعاویہ)

غُسل کی وصیّت

(۱) حضرت ابنِ ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غُسل کی وصیّت حضرت اسماء بنتِ عُمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے کی تھی چنانچہ اُنہوں نے اُنہیں غسل دیا۔

(خرجہ، ابوعمر، وصاحب الصفوۃ)

(۲) صاحب فضائل نے اِس روایت کی تخریج کرتے ہوئے مزید کہا کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزے سے تھیں مگر یہ درست نہیں کیونکہ روزہ دن کے وقت ہوتا ہے جب کہ صحیح تر یہ اَمر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال رات کے وقت ہُوا اور رات ہی کو اُنہیں دفن کر دیا گیا اگرچہ بعض نے کہا کہ آپ کا انتقال دن کے وقت ہوا اور دن کے آخری وقت میں اُنہیں دفن کیا گیا مگر زیادہ مشہور پہلی روایت ہے۔

محبوب کی قُربت محبوب ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت اِحتضار آیا تو اُنہوں نے فرمایا! آج کون سا دن ہے؟

لوگوں نے کہا! پیر کا دن ہے۔

آپ نے فرمایا! اگر میں رات کو اِنتقال کر جاؤں تو کل صبح اِنتظار نہ کرنا اِس لیے کہ مجھے دنوں اور راتوں سے زیادہ محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قُربت ہے۔

اس روایت کی تخریج اِمام احمد بن حنبل نے کی اور صاحبِ صفوت نے کہا اُنہوں نے وصیّت فرمائی تھی کہ مجھُے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلو میں آپ کی قبرِ اَنور اور منبر شریف کے درمیان دفن کرنا۔

حضرت اسماء بنت عُمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے مجھ سے وعدہ لیا کہ فلاں شخص منافق ہے وہ میری قبر میں نہ اُترے۔

(خرجہ، ابن الضحاک)

حضرت ابوبکر کی عُمر کتنی تھی

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، زیادہ مشہور اور اکثر اقوال کے مطابق آپ کی عُمر مبارک تریسٹھ سال تھی اور اُن کی خلافت کی مدت شامل کرنے سے اُن کی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے مطابق ہو جاتی ہے۔

پیش ازیں ہجرت کے آخر میں بیان کردہ روایت اِس کے خلاف پر دلالت کرتی ہے اور یہ روایت دُرست تر ہے۔ طائی نے اربعین میں بیان کیا کہ حضرت ابوبکر عام الفیل سے دو سال کچھ دن کم چار ماہ بعد پیدا ہوئے اور اُن کی مُدّتِ خلافت دو سال دو ماہ پچیس دن اور بعض کے نزدیک دو سال تین ماہ سات دن ہے۔

ابنِ اسحٰق نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے دو سال تین ماہ بارہ روز بعد رحلت فرمائی، اُن کے علاوہ بعض نے دو سال تین ماہ دس روز بتائے اور ابو عمرو وغیرہ کے نزدیک دو سال تین ماہ بیس روز کی مدت ہے۔

ابو قحافہ زندہ تھے

ابن نجار نے اخبار المدینہ میں حکایت بیان کی کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اُس وقت اُن کے والد حضرت ابو قحافہ مکہ معظّمہ میں بقیدِ حیات تھے اور اُن کے چھ ماہ اور کچھ دن بعد زندہ رہے اُنہوں نے ستانوے سال کی عمر پائی اور چار محرم الحرام کو مکہ معظّمہ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

حضرت علی کا حضرت ابوبکر کو خراجِ عقیدت

اسید بن صفوان سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال

کے دن مدینہ منورہ میں اُسی طرح آہ وزاری ہورہی تھی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے دن ہوئی تھی ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا! آج خلافتِ نبوّت منقطع ہوگئی۔

پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے دروازہ پر آکر فرمایا! اے ابا بکر اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُلفت واُنس رکھتے تھے، آپ حضور کے رازدار اور مشیر تھے۔

آپ لوگوں میں سب سے پہلے اِسلام قبول کرنے والے ہیں۔

آپ کے ایمان میں لوگوں سے زیادہ اخلاص تھا۔

آپ کا یقین لوگوں سے زیادہ مضبوط تھا۔

آپ لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔

آپ دین میں لوگوں سے بڑا نفع حاصل کرنے والے تھے۔

آپ لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں احتیاط کرنے والے اور اسلام پر اُن کے ساتھ زیادہ حد قائم کرنے والے تھے اور آپ کے صحابہ پر لوگوں سے زیادہ مامون اور اُن سے اچھی صحبت والے تھے۔

آپ صحابہ میں زیادہ مناقب والے اور سوابق میں اُن سے افضل تھے۔

آپ کا مرتبہ اُن سے زیادہ بلند اور وسیلہ اُن سے زیادہ قریب ہے۔

آپ لوگوں میں ہدایت وراستی اور رحمت وفضل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مشابہت رکھنے والے تھے۔

آپ منزلت ومرتبے میں لوگوں سے زیادہ شرف وکرامت والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک اُن سب سے زیادہ معتبر تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اسلام اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک بمنزلہ آپ کی سمع اور بصر کے تھے۔

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے آپ کی تکذیب کی پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی نازل کردہ کتاب میں آپ کا نام ''صدیق'' رکھا اور فرمایا:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ

(سورۃ الزمر آیت ۳۳)

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

وَصَدَّقَ بِهٖ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے الگ ہوتے تو آپ ساتھ ہوتے، جب مُشکل وقت میں لوگ بیٹھ جاتے تو آپ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوتے اور سختیوں میں آپ کا ساتھ دینا زیادہ بزرگی والی صُحبت ہے۔

آپ دو کے دُوسرے اور غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی تھے۔آپ پر سکینہ اُتارا گیا آپ ہجرت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھی تھے۔آپ اللہ تعالیٰ کے دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت میں آپ کے بہت ہی اچھے خلیفہ تھے۔جب لوگوں نے اِرتداد کیا تو آپ اِس اَمر کے ساتھ کھڑے ہوئے جس کے ساتھ نبی کا خلیفہ کھڑا نہیں ہوا آپ اُس وقت کھڑے ہوئے جب آپ کے ساتھی سُست تھے۔آپ اُس وقت میدان میں آئے جب وہ ساکن تھے اور آپ اُس وقت طاقتور بن کر نکلے جب وہ کمزور تھے اور آپ نے مُشکلات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی منہاج کو لازم رکھا۔

آپ بغیر نزاع کے خلیفہء برحق تھے۔

آپ نے باغیوں کی نفرت، حاسدوں کی ناپسندیدگی اور کافروں کے جُھٹلانے اور منافقوں کی بدگمانی کے باوجود اِتحاد کو پارہ پارہ ہونے سے بچالیا۔

جب لوگوں نے بزدلی کا اظہار کیا آپ اَمرِ خلافت کے ساتھ کھڑے تھے اُن کے

ہکلانے کے وقت آپ کو ثبات تھا، لوگ ٹھہر گئے تو آپ نے اُنہیں اللہ کے نُور کے ساتھ روشنی عطا فرمائی اور اُنہوں نے آپ کی پیروی سے رہنمائی حاصل کی۔

آپ اُن میں پست آواز تھے مگر بلند آواز والوں کے اُوپر تھے۔

آپ کا کلام اُن میں زیادہ بہتر گفتگو زیادہ درست، خاموشی زیادہ طویل بات زیادہ بلیغ اور ذات زیادہ بہادر تھی۔

آپ اُن میں اُمور کو زیادہ جاننے والے اور عملاً زیادہ شرف والے تھے۔

خُدا کی قسم! آپ اہلِ اسلام کے سردار تھے اور لوگوں میں اَب دُوسرا آدمی نہیں جسے آپ کی طرح قبول کریں۔

آپ مومنوں کے رحمدل باپ تھے جب آپ کا عیال آپ کی طرف آتا تو جو کمزور ہوتا آپ اُس کا بوجھ اُٹھا لیتے تھے۔

جسے لوگ بُھلا دیتے اُسے آپ یاد رکھتے تھے جسے لوگ ضائع کر دیتے اُس کی آپ حفاظت کرتے تھے جو بات لوگ نہیں جانتے تھے وہ آپ جانتے تھے۔

جب لوگوں میں نرمی اور تساہل آجاتا تو آپ کے مشورے کی رہنمائی میں ظفریاب ہو جاتے آپ کے مشوروں کے ساتھ پہنچنے والے اِحتساب سے بچ جاتے۔

آپ کافروں کے لیے شُعلے برسانے والا عذاب اور مومنوں کے لیے رحمت وُانسیت کا قلعہ تھے۔

خُدا کی قسم! آپ کو اِس کے ساتھ فطرتاً غناء آپ اُس بخشش کے ساتھ کامیاب، اس کے فضائل کے ساتھ جانے والے اور اُس کے سوابق تک پہنچنے والے نہ آپ کی بصیرت میں کمزوری اور بدحالی تھی اور نہ آپ کی ذات میں بزدلی تھی، پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! آپ کے دل میں اضطراب تھا نہ گرنا آپ ایک پہاڑ کی طرح تھے جسے نہ شدید ہوائیں ہلا سکیں اور نہ تیز آندھیاں ہٹا سکیں۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کے مطابق ہم پر اپنی صُحبت اور ہاتھ سے زیادہ احسان فرمانے والے تھے اور آپ کے فرمان کے مطابق اگرچہ جسمانی اعتبار سے کمزور تھے مگر اللہ تعالیٰ کے اُمور میں زیادہ طاقتور تھے۔

آپ اپنی ذات میں متواضع اور منکسر المزاج، اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم، لوگوں کی نگاہوں میں جلیل اور اُن کے نفوس میں کبیر تھے۔ نہ آپ نے کسی کو عَیب لگایا اور نہ کسی نے آپ کی عَیب جوئی کی۔ نہ کسی کو آپ میں لالچ تھا اور نہ آپ کے نزدیک مخلوق کے لیۓ رُخصت وملاپ۔

کمزور اور بے سروسامان آپ کے نزدیک طاقتور تھا یہاں تک کہ آپ اُس کا حق دِلا دیں اور طاقتور آپ کے نزدیک ذلیل و کمزور تھا یہاں تک کہ آپ اُس سے حق وصول کریں، اس میں قریب و بعید آپ کے نزدیک برابر تھا۔

لوگوں میں آپ کے نزدیک قریب تر وہ شخص تھا جو اللہ کی زیادہ اطاعت کرنے والا اور اُس سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

آپ حق وصداقت کے علمبردار اور شفقت فرمانے والے تھے۔

آپ کا قول مضبوط اور حتمی، آپ کا اُمر حِلم وحزم اور آپ کا مشورہ علم وعزم کا آئینہ دار تھا مگر اب وہ قائم نہ رہا۔

پھر فرمایا! آپ مشکلوں کو آسان کرنے والے اور آگ کو بجھانے والے تھے۔

آپ کے ساتھ دین مُعتدل اور ایمان مضبوط تھا آپ کے ساتھ اسلام اور اہل اسلام کو ثبات تھا آپ کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اُمر ظاہر تھا اگرچہ کافر اسے ناپسند کرتے تھے مگر آپ نے جانے میں پہل کی۔

خُدا کی قسم! آپ نے دَور کی سبقت کی آپ کے بعد شدید مشکلات آ پڑی ہیں اور آپ خبر کے ساتھ کامیاب ہوئے۔

آپ کے جانے سے رونا نہیں تھمتا۔ آسمان میں آپ کی موت سے سخت مصیبت ہے

اور آپ کی مصیبت نے لوگوں کے اعضاء کو کمزور کر دیا ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

راوی نے کہا! لوگ خاموشی سے آپ کا کلام سُنتے رہے، جب آپ نے سلسلہء کلام مُنقطع کیا تو لوگ رونے لگے یہاں تک کہ اُن کے رونے کی آوازیں بلند ہو گئیں اور اُنہوں نے کہا اَے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے داماد! آپ نے سچ فرمایا ہے۔

اِس روایت کو ابن سمان نے کتاب الموافق میں نقل کیا اور امام محمد بن عبدالجوزقی نے اسے زیر آیت وَالَّذِیۡ جَآءَ بِالصِّدۡقِ نقل کیا اور کہا: جَآءَ بِالصِّدۡقِ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور وَصَدَّقَ بِہٖ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

صِدّیقہ دربارِ صِدّیق میں

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! جب میں اپنے باپ کی قبر کے پاس سے گذری تو میں نے کہا! اللہ تعالیٰ نے آپ کے چہرے کو تروتازہ بنایا ہے آپ شکر کریں کہ آپ کی کوشش نیک ہے آپ نے دُنیا کو ذلیل جانا تو اِس سے اِعراض کیا اور آخرت کو معزز سمجھا تو اُسے قبول کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آپ کا گم ہو جانا بہت بڑی مصیبت اور بہت بڑا المیہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی کتاب میں آپ کے لیے بہتر بدلہ کا وعدہ ہے اور ہم آپ پر صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس وعدہ کو پورا کرنے اور آپ کو اچھا بدلہ دینے کی دُعا کرتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

اس روایت کو ابن مثنیٰ نے اپنی معجم میں نقل کیا۔

پندرہویں فصل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اَولاد

یہ بیان مناقب کی ضروریات سے نہیں سوائے اس کے آپ کی نسبت کا ذکر کیا جائے اِس سے قبل پہلی فصل میں، ہم بیان کر چکے ہیں تو یہ اُثباتِ فضیلت سے خارج نہیں کیونکہ بیٹوں کا شرف آباء کی منقبت کا عکس ہے اور عرب ہمیشہ اپنے آباء کی مفاخرت سے تعریف کیا کرتے تھے تو اِس کی مثل بیٹوں میں بعید نہیں، واللہ اعلم۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی چھ اولادیں تھیں جن میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

یہ لڑکوں میں آپ کے بڑے بیٹے تھے، اِن کی والدہ کا نام قتیلہ یا تصغیر کے بغیر قتلہ تھا اور وہ بنی عامر بن لؤی کے قبیلہ سے تھیں۔

حضرت عبداللہ بن ابوبکر فتح مکّہ میں موجود تھے اور اسلام سے مشرّف ہوکر حنین اور طائف کی جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے۔ وہ طائف سے نکلنے کے بعد بقیدِ حیات رہے اور اپنے والد گرامی کی خلافت کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے، اُنہوں نے اپنے پیچھے سات دینار چھوڑے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں اپنے مال میں شامل کرلیا کیونکہ اُن کی اولاد نہ تھی۔

(۲) حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور یہ صلح حدیبیہ کے وقت مشرف بہ اسلام ہوئے اور مدینہ منورہ کو ہجرت کر آئے یہ لمبے قد کے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مکتوب لکھا

کرتے تھے۔

وہ جاہلیت اور اسلام کے زمانہ میں مشہور مقامات پر ٹھہرا کرتے تھے اور شام کی فتوحات میں بہترین مُنتظم تھے۔ بدر کے دن وہ مُشرکین مکہ میں شامل تھے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنہیں اُن کی والدہ حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح مشرف بہ اسلام کیا۔

جناب اُمِّ رومان بنت حارث بنی فراش بن غنم بن کنانہ کے خاندان سے تھیں اُنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی عمر مبارک ترپن (۵۳) سال ہوئی تو وہ مکہ معظمہ کے قریب پہاڑ کے پاس رحلت فرما گئے۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں پر تشریف لائیں اور اُنہوں نے اُن کی تدفین کی اور اُن سے اِس کسمپرسی کی معافی مانگی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جنگ جمل میں اپنی ہمشیر سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ موجود تھے اور اُن کے پیچھے اُن کی اولاد ہے۔

پیش ازیں خصائص کی فصل میں بیان ہوا کہ حضرت ابوبکر کے گھر کو یہ شرف حاصل ہے کہ عبدالرحمٰن بن عتیق، ابوبکر کے بیٹے محمد بن عبدالرحمٰن نے بھی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی تھی اور صحابہ کرام کے گھروں میں سوائے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی گھر اَیسا نہ تھا جس میں چار مُسلمان پشتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی ہو اور ایسے ہی حضرت اَسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اَولاد کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ثابت ہے، اس کا بیان آئندہ آئے گا۔ واللہ اعلم۔

(۳) حضرت محمدؐ بن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ان کی کُنیّت ابوالقاسم ہے آپ نساکِ قریش سے ہیں یعنی مناسک ادا کرنے والے آپ کی والدہ محترمہ کا اسمِ گرامی حضرت اُسماء بنت عمیس خثعمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے اور وہ پہلی

مہاجرات سے ہیں وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے حضرت جعفر طیار ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زوجیت میں تھیں اور ہجرت حبشہ میں اُن کے ساتھ تھیں۔

جب سرزمینِ شام میں موتہ کے مقام پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے تو اس کے بعد حضرت اسماء بنت عمیس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی کرلی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حج کے لیے جارہے تھے کہ پچیس ذیقعدہ مبارک کو مقامِ ذوالحلیفہ پر اُن کے ہاں محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے چنانچہ آپ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو غسل کا حکم دیا اور اُنہوں نے سوائے طوافِ کعبہ کے لوگوں کے ساتھ حج کے تمام مناسک ادا فرمائے اور قیامت تک یہ حکم شریعت میں نافذ ہوگیا۔ جناب اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہوں میں پاکیزہ اور فحشاء سے مبرّہ تھیں جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کی غیرت کی فضیلت میں بیان ہوا۔

بعد ازاں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحلت فرماگئے تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے شادی کرلی اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرورش حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی آغوشِ رحمت میں ہوئی چنانچہ وہ جمل کے دن آپ کے نقشِ قدم پر تھے اور صفین کی جنگ میں شامل تھے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں اُنہیں مصر کا گورنر بنایا گیا اور اُن کے لیے عہد نامہ تحریر کیا گیا پھر اس کی وصولی سے قبل اتفاقاً اُن کی شہادت واقع ہوگئی، اس کا بیان حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات میں آئے گا۔

وہ صفین سے واپسی کے بعد بھی مصر کے گورنر بنائے گئے تھے مگر عمرو بن عاص کے ساتھ اُن کی جنگ ہوگئی تو اُنہیں شکست دینے کے بعد ابن عاص نے اُنہیں شہید کردیا۔

اکثر مورخین کا بیان ہے کہ اُنہیں مردہ گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلا دیا گیا تھا۔

بعض نے کہا! اُنہیں قتل کیا گیا تھا جبکہ بعض نے کہا ہے کہ پہلے شہید کر دیا تھا اور اُس کے بعد اُن کے جسم کو گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلایا گیا تھا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سگی بہن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے یہ بہت بڑا شرف ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُمہات المومنین سے ایک ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاں اُن کا حصہ ہے اور آپ کی ازواج مطہرات میں اُن کو مرتبہ عظیم اور منزلتِ اعلیٰ کا حاصل ہونا مشہور ہے یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پُوچھا گیا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عائشہ۔

پُوچھا مردوں سے؟ فرمایا! عائشہ کا باپ۔

پس آپ کو مردوں میں سب سے زیادہ محبوب شخص کی بیٹی مطلقاً سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھیں۔

انشاء اللہ اُن کی تزویج مبارک کا واقعہ آئندہ اُن کے مناقب میں بیان ہوگا۔

(۲) حضرت اُسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ حضرت عبداللہ کی سگی بہن ہیں اور حضرت ابو بکر کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ انہیں کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے اور اس کا نام سبب ہجرت ابو بکر کی فصل میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر کا نکاح حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں ہوا تھا اور اُن کے ہاں متعدد بچے پیدا ہوئے۔ پھر اُنہیں طلاق ہوگئی تو وہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مکہ معظمہ میں سکونت پذیر ہوگئیں، یہاں تک کہ اُن کی زندگی ہی میں اُن کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر کو مکہ معظمہ میں شہید کر دیا گیا۔

حضرت اسماء طویل عمر پانے والے لوگوں میں سے تھیں چنانچہ وہ سو سال سے زیادہ عمر پانے کے بعد مکہ معظمہ زاداللہ شرفہا میں راہیء ملکِ بقا ہوئیں۔

پیش ازیں خصائص کی فصل میں بیان ہُوا کہ اُن کے بیٹے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنا ثابت ہے اور یہ اُس روایت سے ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اِس میں چار پشتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والی ہیں۔

(۳) حضرت اُم کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ آپ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں، یہ اپنی والدہ حضرت بنتِ خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیٹ میں ہی تھیں کہ حضرت ابوبکر کا وصال ہو گیا۔ پیش ازیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل سے اُن کی فراست کی فصل میں اِس کا بیان ہوا۔ حضرت ابوبکر بنتِ خارجہ کی والدہ وجیبہ بنت خارجہ بن زیدہ کے پاس تشریف لے گئے اور اُن کی بیٹی بنت خارجہ سے نکاح کیا اور اُن کے دورانِ حمل میں ہی حضرت ابوبکر کا وصال ہو گیا اور اُن کے بعد بنت خارجہ کے ہاں حضرت اُم کلثوم کی ولادت ہوئی۔

پھر جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بڑی عمر میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت اُم کلثوم بنت ابوبکر سے شادی کا پیغام دیا تو اُنہیں انعام دیا گیا، گویا کہ اُن کی بات مان لی مگر حضرت اُم کلثوم نے گوارا نہ کیا کہ اُن کے لیے حلال ہوں یہاں تک کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن سے رُک گئے تو اُنہوں نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کر لیا۔

اسے ابن قتیبہ نے بیان کیا اور ہم نے اس فصل میں جو تمام واقعات بیان کیے ہیں وہ ان کتابوں سے اخذ کیے گئے ہیں۔

المعارف، ابن قتیبہ، الصفوت، ابی الفرج بن الجوزی، الاستعیاب، ابی عمر بن عبدالبر،

فضائل ابی بکر ان میں سب لوگوں نے ان روایات کی تخریج کی ہے۔ واللہ اعلم۔

پہلی جزُ اختتام پذیر ہوئی دُوسری جزُ امیر المومنین ابی حفص حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب پر مشتمل ہے۔ (مصنف)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ الطاہرین واصحابہٖ اجمعین۔

آج مورخہ ۵ جمادی الاوّل ۱۴۲۷ھ کو پہلی جز کا ترجمہ انجام پذیر ہوا۔

صائم چشتی